اردو ترجمہ کتاب

روضۃ القیومیہ

رکن سوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دربیان احوال قیوم ثالث حضرت خواجہ نقشبند حجت اللہ رضی اللہ عنہ

ذکر ولادت باسعادت آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ و احوال ایام طفولیت و شباب و تربیت یافتن در علم ظاہر و باطن از والدہ ماجدہ خود و بیان بشارات حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ در حق حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمودہ اند و مشرف شدن آنحضرت بہ قطب الاقطابی و قیومیت

بیا اے سخن در زمن یادگیر	حدیث عجب از امام کبیر
خدا نام آں نامدار البند	نہادہ شہ عارفاں نقشبند
بہ محبوبیت حق گواہی دہند	بہ قیومیت آسماں سر نہند
نگین ید خاتم انبیاء	کنوں دار داین خسرو اولیاء

آنجناب حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے دوسرے فرزند ہیں جناب کی ولادت باسعادت بروز جمعہ ۷ رمضان ۱۰۳۴ھ ہجری کو ہوئی۔ اس سال کو حضرات قیوم رابع کے طریقہ میں قیومیت کا سال مطلق کہتے ہیں کیونکہ ایک قیوم کا وصال ہوا۔ دوسرا قیومیت کی

مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوا اور تیسرا قیوم پیدا ہوا یعنی حضرت قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے رحلت فرمائی حضرت قیوم ثانی معصوم ربانی عروۃ الوثقیٰ مسند قیومیت پر بیٹھے اور حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے مرض موت میں حضرت عروۃ الوثقیٰ کو فرمایا۔ کہ اس سال میرے وصال کے بعد تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جو قرب الٰہی کے کمالات میں میرے برابر ہوگا ÷

واقعہ حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ سے منقول ہے۔ کہ میں نے اپنے فرزند محمد نقشبند کی ولادت کے دن رات کو خواب میں دیکھا۔ کہ ہزار ہا فرشتے آسمان سے اترتے ہیں۔ اور اس فرزند کو بوسہ دیکر کہتے ہیں۔ کہ پروردگار کا حکم ہوا ہے۔ کہ فرشتو! آج ہمارا محبوب پیدا ہوا ہے تم اگر اپنی سعادت چاہتے ہو تو جاکر اس کی زیارت کرو۔ کیونکہ وہ اپنے باپ اور دادا کو چھوڑکر باقی تمام اولیائے امّت سے اشرف ہے۔ جو شخص اخلاص سے اس کی زیارت کریگا۔ بخشا جائیگا ÷

واقعہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ میرے فرزند محمد نقشبند کے پیدا ہونے کے دن حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف فرما ہوکر اس فرزند کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہی۔ بعد ازاں مجھ سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ کہ یہ فرزند باپ اور دادا کی طرح تمام اولیاے امّت سے افضل ہوگا۔ اور منصب قیومیت آپکے بعد اسکو نصیب ہوگا۔ میں نے آنحضرت صلعم کے ارشاد کے مطابق اس فرزند کا لقب شرف الدین کنیت ابوالقاسم اور اسم مبارک خواجہ محمد نقشبند مقرر فرمایا۔ اور بہت سا کھانا پکاکر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کے نام پر تقسیم کیا ÷

دو کپن ہی میں سعادت کے آثار ولایت کے انوار قطبیت کی علامت اور قیومیت کی نشانی آنجناب کی پیشانی مبارک پر ظاہر تھی۔ جو شخص آپ کو دیکھتا۔ بے اختیار بول اٹھتا۔ کہ یہ محبوب خدا ہے۔ اور پروردگار کا دوست ہے ÷

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے بالغ ہونے سے پہلے پہلے اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے ظاہری علم تحصیل کرلیا۔ آپ ظاہری علم میں اجتہاد کے پایہ کو پہنچے ہوئے تھے۔ خاصکر تفسیر میں تو امام تھے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ تفسیر میں قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی رائے علیحدہ تھی۔ چنانچہ ہر روز قرآن شریف کی تلاوت کے وقت آیات کے

طرح طرح کے معانی بیان فرماتے تھے۔ ہر ایک آیت کی سات طرح تفسیر کرتے تھے۔ مفرد مسائل جو آنحضرت نے اپنے واسطے بیان فرمائے ہیں۔ اور آیات اور احادیث سے انہیں ثابت کیا ہے بکثرت ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حج ادا کرنے کے بعد بندے کا حق جو اس کے ذمے ہوتا ہے ساقط ہو جاتا ہے اور اسے دلائل و براہین سے ثابت کیا ہے۔ آنجناب نے اس قسم کے مسائل بہت بیان کئے ہیں۔ جن کا یہاں لکھنا طوالت کا باعث ہے۔

حضرت خازن الرحمۃ فرماتے تھے کہ اس بچے کی شان نہایت اعلیٰ وارفع ہوگی کشف میں ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ اپنے باپ اور دادے کی طرح ہوگا۔ اللہ تعالےٰ اسے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام کمالات عنایت کرے گا۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو لڑکپن میں خواجہ جیو کہا کرتے تھے۔

حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ ہمارے خواجہ صاحب عسکر الحق جن کی خدمت میں بہت سے بادشاہوں کے لشکر مرید ہوئے یعنی حضرت **عروۃ الوثقیٰ** فرماتے تھے۔ کہ مجھ پر منکشف ہوا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام کمالات اس فرزند کو عنایت کرے گا۔ نیز یہ کہ جب میرا فرزند خواجہ نقشبند میرے پاس آتا ہے۔ تو میرا دل اس کی تعظیم کرنیکو چاہتا ہے۔ لیکن یہ رسم ہند میں نہیں کہ باپ بیٹے کی تعظیم کرے حضرت **قیوم ثانی** رضی اللہ عنہ نے حضرت حجۃ اللہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام کمالات وخصائص کی خوشخبری دی۔

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ لڑکپن ہی سے اکثر بیمار رہتے تھے۔ ایک روز ایام مرض میں یہ عرضی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھی۔ کہ حضرت سلامت آجکل مجھے بعض عجیب الہامات اور غریب خطابات سے سرافراز فرمایا جاتا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے

انت من اولیائی وانت من عبادی الصّٰلحین انت لاخوفٌ علیھم ولاھم یحزنون تو میرا دوست ہے۔ تو میرا نیک بندہ ہے۔ تو ان لوگوں میں سے ہے۔ جنہیں نہ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے، اور یہ کہ جو قرب تجھے حاصل ہے اور کسی کو نہیں۔ حضرت سلامت! ایک روز میں بالاخانے پر بیٹھا تھا۔ مرض کو کچھ افاقہ تھا۔ کعبہ مقصود پر جو نگاہ پڑی۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ میں بارگاہ مقدس میں کسی کے وسیلے کے بغیر پہنچا ہوں۔

اتنے میں آپ کی صورت مبارک ظاہر ہوئی۔ تو میں نے اپنے آپ کو اور آنجناب کو ایک پایا۔ پھر با خیر و برکت نزول ہوا اور مجھے الہام ہوا۔ کہ آج تجھے تیرے باپ کے ساتھ ایک کر دیا ہے۔ اس قسم کی دید اس سے پہلے بھی کبھی کبھی ہوا کرتی تھی لیکن الہام نہیں ہوا تھا۔ اس روز سے آج تک یہ حالت ہے۔ کہ جب کبھی متوجہ ہوتا ہوں۔ تو اس کے خلاف ظاہر نہیں ہوتا۔ میں تصدیق کا امیدوار ہوں۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ نے اس عرضی کے جواب میں لکھا۔ کہ کیا لکھوں کہ اس رقعہ شریف کے مطالعہ سے کیا کچھ خوشی و خورمی ہوئی جن میں الہامات عجیبہ اور خطابات غریبہ مندرج تھے۔ کام میں یہاں تک ترقی ہوئی ہے۔ کہ معاملات میں شرکت پیدا ہو گئی ہے۔ اس پر بھی اکتفا نہ کر کے ملہم کیا۔ آپ کے مکاشفات کو میری تصدیق کی کوئی ضرورت نہیں لیکن پھر بھی میں تصدیق در تصدیق کرتا ہوں۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ سے رخصت ہوتے وقت حضرت حجۃ اللہ کو فرمایا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اعلیٰ درجے کی خلعت عنایت فرمائی ہے۔ ایک روز حضرت عروۃ الوثقیٰ نے حضرت حجۃ اللہ کو محبوبیت ذاتی کی خوشخبری دیکر فرمایا۔ کہ آپ میری محبوبیت پر نظر باطنی کریں۔ آپ نے آنحضرت کے فرمان کے مطابق آنحضرت کی محبوبیت کی طرف توجہ کی۔ تو عرض کیا۔ کہ آنجناب کی محبوبیت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت ہے جو سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کسی اور کو نصیب نہیں ہوئی۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ آپ کی محبوبیت بھی اسی قسم کی ہے۔ نیز حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ آپ کی محبوبیت کو دیکھنے کے لئے تمام انبیاء علیہم السلام اور فرشتے آئے ہیں۔ یہ آنحضرت صلعم کی خاص محبوبیت ہے۔ اس کا شکر بجالاؤ۔

ایک روز حضرت حجۃ اللہ نے اپنے والد ماجد کی خدمت بابرکت میں ان علوم و حقائق و معارف کا ذکر کیا۔ جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر منکشف فرمائے تھے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جن معارف کا آپ ذکر کرتے ہیں۔ یہ مقطعات قرآنی کے اسرار ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آپ پر ظاہر فرمائے ہیں۔ اور یہ اسرار سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کسی اور ولی پر ظاہر نہیں ہوئے۔

حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ نے ۱۰۸۰ھ ہجری میں حضرت حجۃ اللہ کو خلوت

میں بلاکر قطب الاقطابی اور قیومیت کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ اور ساتھ ہی فرمایا۔ کہ مدینہ منورہ سے رخصت ہوتے وقت جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تاج مجھے عنایت فرمایا تھا۔ وہ تاج اب آپ کو عنایت ہوا ہے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کہ وہ تاج قیومیت۔ محبوبیت ذاتی طینت اور اصالت محمدی کا حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ اس تاج کا لقبیہ اللہ تعالیٰ نے آپکو عنایت فرمایا ہے۔ اور قیومیت۔ محبوبیت ذاتی اور اصالت محمدی آپ کو مرحمت فرمائی ہے۔ کیونکہ قیومیت اور ذاتی محبوبیت طینت اور اصالت پر موقوف ہے۔

حضرت سلطان الاولیاء قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا۔ کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ بھائی میری قیومیت کو نہیں مانیں گے۔ تو میں حضرت عروۃ الوثقیٰ سے عرض کرتا کہ یہ خوشخبری مجھے ان کے سامنے عنایت کرتے۔

کواکب دریہ میں لکھا ہے کہ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام مریدوں خلیفوں اور فرزندوں کے سامنے فرمایا۔ کہ میرا فرزند خواجہ محمد نقشبند میرے برابر ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام کمالات لے عنایت فرمائے ہیں حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کی جو عنایت حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ پر تھی اپنے کسی اور فرزند پر نہ تھی۔ گو حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے لیکن جو محبت قلبی آنحضرت کو حضرت مروج الشریعت سے تھی وہ کسی اور فرزند سے نہ تھی چونکہ حضرت قیوم ثالثؒ اپنے تمام بھائیوں سے افضل تھے اسواسطے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا سلوک آپ سے زیادہ تھا۔ اور آپ پر صرف للہ مہربانی کیا کرتے تھے۔

اب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی قیومیت کے سال بسال کے حالات لکھے جاتے ہیں۔ قیومیت کی تعریف اس کتاب کے پہلے دونو حصوں میں لکھی گئی ہے۔ اعادہ کی ضرورت نہیں حضرت حجۃ اللہ اس امت کے قیوم ثالث ہیں۔ تمام قطب۔ فرد ابدال غوث وغیرہ قیوم کے نائب اور پیشکار ہوتے ہیں۔ جہاں اور اہل جہاں کا قبلہ توجہ وہی ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا نائب اتم اور وزیر اعظم بھی قیوم ہی ہوتا ہے۔

ذکر بیان

نشستن قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ بر مسند ارشاد و بیان احوال سال اوّل قیومیت آنحضرت بیعت کردن مردم آنجناب و سفر حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ بکابل و نکاح کردن بہ دختر میر عبد اللہ۔

۱۱ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ ہجری کو اشراق کے وقت حضرت حجۃ اللہ نے مسند ارشاد پر جلوس فرمایا۔

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا۔ کہ ۱۱ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ ہجری کو فجر کی نماز کے بعد میں نے مراقبہ میں دیکھا۔ کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے معہ تمام انبیاء اور فرشتوں کے تشریف فرما ہو کر مجھے اعلیٰ درجے کی خلعت پہنائی۔ اور اپنے دست مبارک سے جواہرات اور یاقوتوں سے جڑا ہوا تاج میرے سر پر رکھا۔ اور قیومیت کی مبارکباد دی۔ اور فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے تمہیں تمام مخلوقات کا قیوم بنایا ہے۔ بعد ازاں فرشتوں کو فرمایا کہ ان سے بیعت کرو۔ تمام فرشتوں نے مجھ سے بیعت کی۔ اور تمام مخلوقات نے آکر میری اطاعت کی۔ مراقبہ سے فارغ ہو کر تمام آدمیوں نے آنحضرت سے بیعت قیومیت کی۔ سب سے پہلے خواجہ محمد صدیق پشاوری نے بیعت کی پھر آہستہ آہستہ اور آدمیوں نے آکر بیعت کی۔ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے تمام خلفا اور مرید اطراف و جوانب اور روئے زمین کے مختلف حصوں سے آکر آپ کے مرید ہوئے کیا بادشاہ کیا فقیر کیا امیر کیا غریب کیا چھوٹے کیا بڑے سبھی اپنے اپنے وطن سے سرہند آکر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے حضور میں اپنے تمام مرید اور خلفا اپنے فرزندوں پر تقسیم کر دیئے تھے جیسا کہ اس کتاب کے رکن دوم کے چوالیسویں سال میں ذکر ہو چکا ہے۔ انہوں نے آکر آنحضرت کے دوسرے فرزندوں سے تجدید بیعت کی۔ ہندوستان۔ بدخشاں۔ ترکستان۔ دشت قبچاق۔ کاشغر خطا۔ روم۔ شام۔ یمن۔ وغیرہ ولایتوں سے کے اکثر آدمی حضرت حجۃ اللہ کے مرید ہوئے۔ توران۔ خراسان۔ کیچ۔ غور۔ کوہستان۔ سجستان۔ طبرستان وغیرہ کے آدمیوں نے حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ سے بیعت کی۔ کابل کے آدمی حضرت محمد صبغۃ اللہ کے

مرید ہوئے۔ دکن اور پنجاب کے حضرت محمد اشرف کے اور ہند کے بہت سے امراء معہ بادشاہ حضرت شیخ سیف الدین کے۔ اور شرقی دغرق اور بحرین کے بہت لوگ حضرت شیخ محمد صدیق کے مرید ہوئے۔ لیکن آخرکار سب کے سب حضرت حجۃ اللہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ تمام ولایتوں کے بادشاہوں نے اپنے اپنے وکیل معہ تحف وہدایا ہند بھیجے۔ کہ ہماری طرف سے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ سے بیعت قیومیت کرو۔ تمام وکلاء نے ایسا ہی کیا۔ جو لوگ آنحضرتؒ کے دوسرے فرزندوں کے مرید تھے اُنہوں نے انہیں سے تجدید بیعت کی۔ ترکستان اور دشت قبچاق کے بعض خان بذات خود حاضر ہوکر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور اکثروں نے اس مطلب کے لئے اپنے وکیلوں کو بھیجا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام فرزندوں نے قطب الاقطابی اور اپنے والد ماجد کی ولی عہدی کا دعویٰ کیا۔ دو بڑوں یعنی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ اور مروج الشریعت نے قطب الاقطابی اور قیومت کا دعوے کیا اور باقی چاروں حضرت محمد صبغتہ اللہؓ۔ حضرت محمد اشرف رضی اللہ عنہ حضرت شیخ سیف الدینؒ اور حضرت شیخ محمد صدیقؒ نے صرف قطب الاقطابی کا دعوے کیا۔ کیونکہ ان چاروں کا خیال تھا کہ قیومیت جو اصالت یعنی خمیر طینت محمدی پر موقوف ہے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے بعد کسی کو نصیب نہیں۔ حضرت قیوم ثانیؒ نے حضرت حجۃ اللہ کو قیومیت کی بشارت اور حضرت مروج الشریعت کو طینت و اصالت کی خوشخبری خلوت میں عنایت فرمائی تھی۔ لیکن اس معاملہ کی خبر دوسرے فرزندوں کو نہ تھی اسواسطے آنحضرت کے بعد قیومیت کا انکار کرتے تھے۔ مگر حضرت مروج الشریعت کالحاظ کرکے علانیہ اپنی قطبیت کا اظہار نہ کرتے تھے۔ لیکن خلوت میں اپنے خاص مریدوں کو کہتے تھے۔ کیونکہ حضرت قیوم ثانیؒ کے حضور میں حضرت مروج الشریعت ہی تمام بھائیوں پر غالب تھے۔ حضرت قیوم ثانیؒ کے تمام فرزندوں کے مرید اپنے اپنے پیر کو قطب الاقطاب سمجھتے تھے۔ اس واسطے ان مریدوں میں آئے دن جھگڑا رہتا۔ چنانچہ اخون میر محسن سیالکوٹی نے تو سرہند آنا موقوف کردیا۔ ایک شخص نے جب آپ سے اس نہ آنے کی وجہ پوچھی۔ تو فرمایا۔ کہ میں سرہند اسواسطے نہیں جاتا کہ وہاں شیروں کی آپس میں جنگ ہورہی ہے۔ ڈرتا ہوں کہ کسی سے مجھے تکلیف نہ پہنچے۔

میرے (مصنفؒ) والد ماجد فرماتے تھے۔ کہ جب حضرت محمد صبغتہ اللہ نے

سنا کہ حضرت خواجہ محمد نقشبند اپنے آپ کو قیوم وقت کہتے ہیں۔ تو فرمایا کہ اگر قطب الاقطاب کہیں تو ہم تسلیم کرنے کو تیار ہیں۔ قیومیت کے ہم قائل نہیں۔ کسی نے یہ بات حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ تک پہنچائی تو آنجناب نے فرمایا کہ قطب بھی جھوٹ کہتا ہے۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نے سنا۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رضؓ اپنے آپ کو قیوم وقت کہتے ہیں۔ تو ایک روز اپنے بھائی سے ملاقات کر کے وہ کاغذ جس پر اپنی قیومیت لکھی تھی۔ پھاڑ ڈالا اور فرمایا کہ جب آپ اپنے آپ کو قیوم وقت کہتے ہیں۔ تو پھر ہمارے لئے مناسب نہیں کہ یہ منصب ہم اپنے سے منسوب کریں۔ کیونکہ کشف و الہامات کے ذریعہ معلوم ہو چکا ہے۔ کہ ہماری کشف میں اس معاملہ میں ضرور خطا ہوئی ہے۔

حضرت حجۃ اللہ رضؓ فرماتے تھے۔ کہ حضرت قیوم ثانیؓ نے مجھے خلوت میں قیومیت کی بشارت عنایت فرمائی۔ اور اپنی کشف سے بھی مجھے معلوم ہوا ہے۔ حضرت مروج الشریعت نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا قیوم ہونا تسلیم کر لیا۔ اسی واسطے بہت سے لوگ حضرت حجۃ اللہ رضؓ کے مرید ہو گئے۔ اور حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے دوسرے فرزندوں کے اکثر مرید حضرت حجۃ اللہ رضؓ کے حلقہ ارشاد میں شامل ہوئے۔

اسی سال حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کابل تشریف لے گئے۔ وہاں کے تمام رؤسا آنجناب کے مرید ہوئے۔ اگرچہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے کابل کے آدمی حضرت محمد صبغۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کئے تھے۔ لیکن حضرت قیوم ثالث رضؓ کے وہاں تشریف لے جانے پر تمام بڑے بڑے آدمی آنجناب کے مرید ہو گئے۔ اور ادنیٰ درجہ کے حضرت محمد صبغۃ اللہ کے مرید ہی رہے۔

خراسان کے مشہور سید میر عبد اللہ نے ایک رات خواب میں دیکھا۔ کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تخت پر جلوہ افروز ہیں۔ اور ایک شخص آنحضرت کی گود میں بیٹھا ہے جس کے سر منہ کو آنحضرت چوم رہے ہیں۔ اور فرزندوں کی طرح اس پر شفقت فرما رہے ہیں۔ پھر میر عبد اللہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ یہ شخص محمد نقشبند بن محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ ہے۔ جسے حقتعالےٰ نے اُسکے باپ دادا کی طرح تمام اولیائے اُمت سے افضل کیا ہے۔ تم جا کر ان کے مرید ہو جاؤ۔ اور اپنی لڑکی کا نکاح ان سے کر دو

میر عبد اللہ نے یہ خواب دیکھکر آنحضرت کی زیارت کا ارادہ کیا۔ اس وقت آنجناب پیشاور میں تھے۔ میر صاحب نے شرف آستان بوسی حاصل کیا اور مرید ہو گئے۔ اور اپنی لڑکی عائشہ بیگم کا نکاح آنجناب سے کر دیا۔ یہ حضرت قیوم ثالثؒ کا دوسرا نکاح تھا۔ آنجناب کا پہلا نکاح حضرت عروۃ الوثقیٰ کی بھانجی سے ہوا تھا۔ آنجناب کی اکثر اولاد پہلی بیوی سے تھی۔ اس سے صرف ایک لڑکی اس وقت زندہ ہے۔ کہتے ہیں عائشہ بیگم کا حق مہر ایک لاکھ روپیہ تھا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے یہ سارا روپیہ ادا کر دیا۔ آنحضرت کا دوسرا نکاح ۲۷ ربیع الاول ۱۰۸۰ھ ہجری کو ہوا۔ اسی واسطے یہ حالات حضرت مروج الشریعت کے ارشاد کے دوسرے سال سے لکھے گئے ہیں۔ یہاں پر صرف وسط دینے کے لئے پہلے سال قیومیت میں تحریر کئے جاتے ہیں۔

ذکر در بیان

سال دوم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ مراجعت نمودن آنجناب از کابل بہ سرہند آمدن علما و مشائخ عرب بزیارت آنحضرت و مرید شدن آنہا۔

حضرت قیوم ثالثؒ میر عبد اللہ کی لڑکی سے شادی کرنے کے بعد کابل سے اپنے وطن مالوف سرہند میں واپس آئے اسی سال عرب کے بہت سے علما اور مشائخ آنحضرت کی زیارت کیلئے آئے اور مرید ہوئے۔ ان کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ شیخ عبد الوہاب مکی جو مشائخ عرب کے رئیس تھے اور اس علاقہ کے تمام علما اور مشائخ ان کے مطیع تھے۔ اور کوئی کام ان کے اذن بغیر شروع نہ کرتے تھے۔ جو کام کرتے ان کی رضامندی سے کرتے۔ عرب کے تمام امیر غریب بادشاہ فقیر چھوٹے بڑے اور وضیع و شریف آپکے تابعدار تھے۔ شیخ مذکور فرماتے ہیں۔ کہ ایک رات آدھی رات گذری میں مسجد الحرام میں گیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ مسجد میں جمع ہیں لیکن سب کے سب محو ہیں صرف شیخ فخر الدین خطیب اور مولانا شمس الدین ملک العلماء عرب دونو حطیم کے قریب بیٹھے ہیں لیکن نہایت حیرت زدہ۔ مجہول الاحوال اور خبر کے منتظر آسمان کی طرف اور بام کعبہ پر ٹکٹکی لگائے ہوئے ہیں میں نے انہیں سلام کیا۔ تو انہوں نے بسبب مستغرق ہونے کے جواب نہ دیا۔ میں بھی ان دونو کے پاس بیٹھ گیا۔ اور آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔ کیا دیکھتا ہوں

کہ تمام آسمان آفتاب کی طرح روشن ہوگیا ہے۔ اور نورانی لوگ آسمان سے کعبہ کی چھت پر اُتر رہے ہیں۔ اسی اثناء میں ایک مرد بزرگ تخت پر بیٹھا ہوا ہے۔ اور ہزارہا آدمی جنکے چہروں سے نور چمک رہا ہے اس کے ساتھ مشرق کی طرف سے نمودار ہوئے ہیں۔ اور گروہا گروہ لوگ جہاں کے اطراف وجوانب سے مسجد الحرام میں آرہے ہیں۔ اور اس مرد بزرگ کے پاس دست بستہ کھڑے ہو رہے ہیں۔ اور آسمان سے بھی اُتر رہے ہیں۔ اور تخت کے گرد و نواح بھی حلقہ باندھے کھڑے ہیں۔ اس مرد بزرگ سے ایسا نور چمک رہا ہے کہ مشرق سے مغرب تک تمام روئے زمین جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ اور وہ نور دم بدم ترقی پر ہے اسی اثناء میں منادی نے ندا کی۔ کہ اس تخت کے صاحب حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت خواجہ محمد نقشبند ہیں انہیں حقتعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے باپ دادا کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل کیا ہے قیومیت کی خدمت اور اپنی ذاتی محبوبیت عنایت فرمائی ہے۔ آسمانی فرشتو! زمین کے رہنے والو!! اس کی اطاعت کرو۔ تاکہ تمہاری بہتری ہو۔ جو شخص اس کا مرید ہوگا۔ وہ نجات پائیگا۔ اور جو اس کے خلاف ہوگا سخت عذاب الٰہی میں گرفتار ہوگا۔ پھر تخت کے گرد کے آدمیوں نے تخت پر بوسہ دیا۔ میں نے ان میں سے ایک سے پوچھا کہ یہ تخت کے گرد و نواح کے بزرگ کون ہیں۔ کہا یہ تمام اولیائے وقت ہیں۔ اور جو مسجد پر ہیں۔ وہ فرشتے اور گذشتہ اولیا ہیں۔ جو اس مرد بزرگ کی زیارت کو آئے ہیں بعد ازاں اس مرد بزرگ نے ہر ایک پر مہربانی کر کے رخصت کیا۔ اور خود معہ ایک جماعت کے مشرق کی طرف روانہ ہوئے۔ چونکہ یہ تینوں علماء و مشائخ عرب کے سردار تھے۔ اس واسطے ہزارہا آدمی انکے ساتھ آنحضرت کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ کہتے ہیں عرب کے تین سو عالم حافظ قاری اور شیخ آنحضرت کی زیارت کے لئے عرب سے ہند میں آئے۔ جب منزلیں طے کر کے سرہند پہنچے۔ تو شرف ملازمت حاصل کیا۔ آنجناب نے ہر ایک پر بہت بہت مہربانی کر کے فرمایا۔ کہ تم واجب التعظیم ہو کیونکہ تمہارے ملک پر پروردگار کی خاص عنایت ہے۔ جس کا عشر عشیر بھی کسی اور ملک پر نہیں۔ علاوہ ازیں اپنے محبوب کو اسی ملک میں پیدا کیا۔ خانہ کعبہ یہیں مقرر کیا۔ پھر وہ سب کے سب نہایت صدق اعتقاد اور نیاز سے آنحضرت کے مرید ہوئے۔

اسی سال حضرت مروج الشریعت نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کے محاذی ایک نہایت خوبصورت اور وسیع مسجد بنوائی۔

ذکر در بیان

سال سوم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ رفتن آنحضرت بکابل خبر دادن حضرت مروج الشریعت خلق را از قیومیت حضرت حجۃ اللہ

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک رات عشا کے بعد حضرت حجۃ اللہ اور مروج الشریعت بیٹھے تھے۔ کہ ایک شخص نے آکر عرض کیا۔ کہ میں نے آپ دونو صاحبان کی دعوت کی ہے۔ میرے غریب خانہ پر قدم رنجہ فرمائیں۔ دونو صاحب سنت نبوی کے بموجب دعوت کو قبول کر کے اس کے ساتھ ہوئے۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تیرا گھر کہاں ہے۔ اس نے کہا یہ رہا پاس ہی تو ہے۔ دونو بھائی بہ سبب نزدیکی مکان پیدل روانہ ہوئے۔ اس نے پھر عرض کیا کہ مجھ میں اس قدر آدمیوں کو کھانا کھلانے کی طاقت نہیں۔ صرف آپ دونو صاحب تشریف لے چلیں۔ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ نے تمام آدمیوں کو رخصت کیا۔ جب تھوڑا سا فاصلہ طے کر چکے۔ تو پوچھا کہ تمہارا گھر کونسا ہے؟ عرض کیا وہ رہا سامنے حتیٰ کہ شہر کے باہر ایک کٹیا میں لے گیا۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو پاؤں کا درد بڑی شدت سے ہو رہا تھا۔ رستہ چلنے کے سبب آپ پر ضعف طاری ہوا۔ اور سخت تکلیف ہوئی۔ وہ شخص تھوڑی سی کھچڑی جو شاید ایک آدمی کی خوراک کا تیسرا حصہ ہوگی لے آیا۔ دونو صاحب اسے کھا کر واپس چلے آئے۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ وہ دعوت کنندہ جب کبھی بادشاہ حضرت مروج الشریعت کی خدمت میں حاضر ہوتا تو اپنے کئی کام پیش کرتا اور آنجناب کی سفارش کراتا آنجناب بھی سفارش کر کے اس کے کام پورے کرواتے۔ اگر کوئی مہتمم اس کے کام میں ذرا دیر کرتا۔ تو وہ فوراً حضرت مروج الشریعت رضی کی خدمت میں آکر دعوت کی رات یاد دلاتا۔

اسی سال اہل کابل نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھی۔ جس میں آنجناب کے دیدار فائض الانوار کا اشتیاق اور اس ولایت میں

آنحضرت کی تشریف آوری کی خواہش کا اظہار مندرج تھا۔ آنحضرت بھی اہل کابل پر نہایت
مہربان تھے۔ اس واسطے کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ چونکہ حضرت مروج الشریعت اپنے
بھائی کے بڑے مخلص تھے اس واسطے اس سفر میں آنجناب کے ساتھ ہوئے۔ جب
شہر سے تین منزل کا فاصلہ طے کر چکے تو حضرت مروج الشریعت کو تپ دق کا عارضہ ہوگیا
اسواسطے پھر واپس سرہند آئے۔ اور حضرت حجۃ اللہ کابل کی طرف روانہ ہوئے۔
جب اہل کابل کو آنجناب کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو سب کے سب مع رکے
بل سات منزل آگے استقبال کے لئے آئے۔ کہتے ہیں۔ جب حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ
عنہ شہر کابل میں آئے۔ تو اسقدر ہجوم ہوا۔ کہ بیان سے باہر ہے۔ بدخشان۔ خراسان
توران اور ترکستان کے لوگ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اس کثرت سے
جیسے کوئی ٹڈی دل ہو اور اس شوق سے جیسے پروانہ شمع پر گرتا ہے۔ ان ولایتوں
کے بادشاہوں نے جو اس آستانہ علیہ کے مرید تھے اپنے اپنے ایلچی مع تحف و ہدایا
آنحضرت کی خدمت میں بھیجے۔ اور خود بھی کڑی منزلیں طے کر کے حاضر خدمت ہوئے
ہر روز ہزار ہا لوگ آنجناب کے مرید ہوئے۔ بہت سے ترک مغل اور پٹھان شرف ارادت
سے مشرف ہوئے۔ ہر صبح شام آنحضرت کے حلقہ میں ہزار ہا آدمی شامل ہوتے۔

مقامات نقشبندی میں لکھا ہے کہ اسی سال حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ
عنہ کو ماہ رمضان کابل میں آیا۔ ہر رات ہزار ہا آدمی نماز تراویح کے لئے جمع ہوتے۔
آخر آدمیوں کی اس قدر کثرت ہوئی۔ کہ کابل کی مسجدیں حالانکہ اسقدر وسیع ہیں پھر
بھی آدمی ان میں سما نہیں سکتے تھے۔ آنحضرت شہر کے باہر باغ میں نماز تراویح پڑھتے
تھے۔ ایک رات آنجناب کے دل میں خیال آیا کہ میں کون ہوں کہ اس قدر لوگ میرے
پاس آتے ہیں۔ یہ خیال آتے ہی حق تعالٰے کی طرف سے الہام ہوا۔ کہ تو ہمارا معشوق
ہے اور تیری قرب و منزلت ہمارے ہاں عروۃ الوثقٰی رضی اللہ عنہ اور مجدد الف ثانی
رضی اللہ عنہ کے برابر ہے۔ ہم نے تجھے تیرے باپ دادا کی طرح تمام اولیائے امت
سے افضل کیا ہے۔ اور تجھے قیوم زمان اور قطب جہان بنایا ہے۔ بعد ازاں تمام
فرشتے اور روحانی آنحضرتؐ کے گرد اگرد جمع ہوئے۔ اور آپ کو بوسہ دینے لگے۔ اور
کہتے کہ حق تعالٰے نے ہمیں آپ کا فرمانبردار بنایا ہے۔ آپ محبوب پروردگار اور

قیوم روزگار ہیں۔ تمام جہان آپکے فیوض و برکات کا منتظر ہے۔ آپ ہی اہل جہان کے قبلہ توجہ ہیں۔ تمام مخلوقات الٰہی آپ کیطرف رخ کئے ہوئے ہے۔ ساری موجودات کی نیکی بدی فرحت۔ تنگی سب کچھ آپ کے ہاتھ ہے۔

کار جہاں بسر نرود بے رضائے تو　　در دست تست بخئی ز چرخ را مہار

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ کے مشاہدہ کے بعد یہ سارا واقعہ بلاکم و کاست اپنے پیارے بھائی حضرت مروج الشریعت کی طرف لکھا۔ جب حضرت قیوم ثالث رحم کا یہ مکتوب حضرت مروج الشریعت کو ملا۔ اس وقت آپ نے جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر جب کہ تمام وضیع و شریف حاضر تھے۔ بلند آواز سے پڑھا۔ بعد ازاں فرمایا کہ سب سے پہلے جو شخص حضرت خواجہ نقشبند رض کے کمالات کا مقر ہوتا ہے۔ وہ یہ فقیر حقیر محمد عبد اللہ ہے۔ لوگو! تمہیں واضح رہے کہ حضرت خواجہ محمد نقشبند قطب الاقطاب اور قیوم زمان ہیں۔ جو شخص دینی و دنیاوی سعادت چاہتا ہے وہ آنجناب کی قیومیت کو تسلیم کر کے مرید ہو جائے ورنہ سخت عذاب الٰہی میں گرفتار ہوگا۔ سبحان اللہ! حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کا انصاف دیکھئے۔ کہ باوجود خود صاحب کمالات ہونے کے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی قیومیت کو تسلیم کیا جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ حضرت مروج الشریعت رض خود حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی قیومیت کے قائل ہیں۔ تو سب کو قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی قیومیت کا یقین ہو گیا۔ کیونکہ تمام لوگ حضرت مروج الشریعت کو حضرت عروۃ الوثقیٰ کے برابر بزرگ جانتے تھے۔ جب آنجناب نے تسلیم کیا۔ تو پھر کسی کو بھی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی قیومیت میں شک و شبہ نہ رہا۔ بعد ازاں حضرت مروج الشریعت نے ایک خط حضرت حجۃ اللہ رض کی طرف لکھا۔ جس میں آنجناب کی قیومیت کا ذکر تھا۔ مکتوب کے اخیر پر اس جہان سے اپنے رخصت ہونے کی خبر درج کی۔

اسی سال آنحضرت رض نے اپنے بڑے بیٹے حضرت ابو العلی کو قبولیت کی خوشخبری دی۔ جب آنحضرت کا وصال ہو گیا۔ تو وہی خوشخبری آنجناب کے فرزند حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ پر عاید ہوئی۔

ذکر و بیان

سال چہارم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ مراجعت نمودن آنجناب از کابل بہ سرہند و وفات یافتن حضرت مروج الشریعت و بیان دیگر قضایا کہ دریں سال واقع شدہ است۔

جب حضرت مروج الشریعت کا مکتوب جس میں حضرت قیوم ثالثؓ کی قیومیت اور دنیا سے اپنے سفر کی خبر درج تھی۔ حضرت حجۃ اللہ کو ملا۔ تو مطالعہ کرتے ہی آنجناب کابل سے سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ اہل کابل نے بہتیری منت و سماجت کی۔ کہ چند روز اور اقامت فرمائیں کیونکہ دور دراز ملکوں کے بہت سے لوگ جناب کی زیارت کو آرہے ہیں۔ انہیں زیارت سے مشرف ہو لینے دیں۔ لیکن آنحضرت کو خط دیکھتے ہی اپنے بھائی کے دیدار کا اشتیاق اس درجہ ہوا۔ کہ ان کی ایک نہ مانی جب حضرت مروج الشریعت کو حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو معہ تمام بھائیوں اور وضیع و شریف علماء و مشائخ کے شہر سے بارہ میل کے فاصلہ پر استقبال کے لئے آئے۔ دونو بھائی ملاقات کے وقت نہایت تپاک سے ایک دوسرے کے گلے ملے۔ اور بہ سبب کثرت شوق آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ سارے لوگ بھی دونو صاحبوں کی موافقت سے رونے لگے۔ ؎

گرفتند مر یکدگر را کنار خروشے بر آمد ز ہر دو ہزار

کہتے ہیں کہ حضرت مروج الشریعتؓ نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا ادب اس طرح کیا۔ جیسا آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا کیا کرتے تھے۔ بلکہ زبان سے بھی فرماتے تھے۔ کہ میں آپ کو بعینہٖ حضرت عروۃ الوثقٰی جانتا ہوں۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت مروج الشریعت کو فرمایا کہ میں بھی آپ کو حضرت قیوم ثانیؓ کی بجائے یقین کرتا ہوں۔ لوگ دونو بھائیوں کے اس طریق ملاقات سے حیران رہ گئے اور پہلے کی نسبت دونو کے زیادہ معتقد ہو گئے۔ پھر شہر میں داخل ہوئے۔ اسی اثناء میں بادشاہ ہند نے اس مضمون کی ایک عرضی حضرت مروج الشریعت کی خدمت میں لکھی۔ کہ سننے میں آیا ہے کہ آنجناب پر مرض کا غلبہ زیادہ ہو گیا ہے۔ تمام اطباء کی رائے

ہے۔ کہ اس مرض کے لئے سیر بہت مفید ہے۔ اگر آنجناب شاہجہان آباد تشریف لائیں تو امید غالب ہے۔ کہ اس تکلیف کو ضرور تخفیف ہوگی۔ اور آنجناب کے کمالات سے یہاں کے لوگ بھی مستفید ہوں گے۔ اور بہت سے لوگ گمراہی کے بھنور سے نکل ساحل ہدایت ونجات پر پہنچیں گے۔ ساتھ ہی اسی مضمون کا ایک خط آنجناب کی والدہ ماجدہ کی خدمت میں بھیجا۔ کہ جس طرح ہو سکے آپ حضرت مروج الشریعت کو شاہجہان آباد میں بھیج دیں۔ آخر والدہ ماجدہ نے آنحضرت کو شاہجہان آباد جانے کی سخت تاکید فرمائی۔ تو آنحضرت مجبوراً شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوئے۔ جب بادشاہ کو آنجناب کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو شہر سے بارہ میل کے فاصلہ پر آپ کا استقبال کیا اور اپنے خاص قلعہ میں آپکی قیامگاہ مقرر کی۔

حضرت قیوم رابعؒ فرماتے ہیں۔ کہ جب بادشاہ حضرت مروج الشریعت سے توجہ باطنی لے چکا تو کہنے لگا۔ کہ مجھ پر ایسی حالت طاری ہوئی ہے۔ جسے میں بیان نہیں کر سکتا۔ یہ حالت کبھی کبھی حضرت **قیوم ثانی** رضی اللہ عنہ کے حضور میں ہوا کرتی تھی۔ آج آسمان تلے آپ جیسا اور کوئی نہیں۔ آنجناب نے فرمایا۔ اگر میرے بڑے بھائی خواجہ محمد نقشبند سے توجہ باطنی حاصل کرو۔ تو ان حالات سے بھی زیادہ ترقی کرو۔ کیونکہ وہ قیوم وقت اور خلیفہ روزگار ہیں۔ اس دن سے بادشاہ کو حضرت **حجۃ اللہ** رضی اللہ عنہ کے دیدار کا اشتیاق ہو گیا۔ مختصر یہ کہ دن بدن آنجناب پر مرض غالب آتا گیا۔ اطباء بہتیرا علاج معالجہ کرتے لیکن سب بے سود۔ کہتے ہیں جب کوئی دوائی آنجناب کی خدمت میں پیش کی جاتی۔ تو فرماتے۔ کہ یہ تو مجھے تعین ہے۔ کہ یہ دوا اثر تو نہیں کریگی۔ لیکن تمہاری خاطر کھا لیتا ہوں۔ انہیں دنوں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی طرف ایک مکتوب لکھا۔ جس کے اخیر میں حسب ذیل دو شعر تحریر فرمائے۔

گر بماندیم زندہ بر دوزیم — ور بر فتیم عذر ما بہ پذیر
اے بسا آرزو کہ زیر خاک شدہ — جامۂ صبر کز و چاک شد

جب مرض حد سے زیادہ غالب ہوا۔ اور زیست کی کوئی امید باقی نہ رہی۔ تو بادشاہ سے رخصت لیکر سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ بوقت رخصت بادشاہ کو وصیت کی کہ میری عمر کے چار دن اور رہ گئے ہیں۔ میرے بعد حضرت حجۃ اللہؒ کا مرید ہونا کیونکہ

وہ قطب الاقطاب اور قیوم زمان ہیں۔ بادشاہ یہ خبر سُنکر رویا اور آنحضرت رخصت ہوئے۔ جب سنبھالک منزل پر پہنچے جو شاہجہان آباد سے تیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ تو اپنے تمام فرزندوں اور خلفاء کو اکٹھا کر کے فرمایا کہ اب میرا آخری وقت آگیا ہے۔ تم اب میرے بڑے بھائی حضرت خواجہ محمد نقشبند سے رجوع کرنا کیونکہ وہ اس وقت قطب جہان اور قیوم زمان ہیں۔ پھر نماز اشراق کی نیت کی۔ عین نماز میں تھے۔ کہ بلند آواز سے "السلام علیک یا رسول اللہ" کہکر اس دار فانی سے کوچ کیا۔ آنجناب کا وصال جمعہ کے روز اشراق کے وقت ۱۹ ربیع الاول سنہ ؎ کو ہوا۔ وہیں تجہیز و تکفین کر کے نعش مبارک کو سرہند میں لائے۔ اب حضرت مروج الشریعت کا مغسل (جہاں پر آنجناب کو غسل دیا گیا) سرائے سنبھالکہ کے جنوب مشرقی برج میں خواص و عام کی زیارت گاہ ہے۔ جب حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو حضرت مروج الشریعت رض کے وصال کی اطلاع ہوئی۔ مارے غم والم کے بیہوش ہو گئے۔ اور بھائی کی نعش کے استقبال کو آئے۔ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رض کے روضہ مبارک میں قبر مبارک کے محاذی مشرق کی طرف مدفون ہوئے۔ جب آنحضرت رض کو دفن کر چکے اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو افاقہ ہوا۔ تو پوچھا کہ میرا بھائی کہاں ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ دفن کر دیئے گئے ہیں۔ یہ سنتے ہی پھر بیہوش ہو گئے۔ اسی طرح کئی دفعہ بیہوش ہوئے۔ آخر حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے صبح و شام کا حلقہ و مراقبہ اپنے گھر میں ترک کر دیا اور حضرت مروج الشریعت کے محل میں صبح و شام حلقہ و مراقبہ کرتے۔ اور دوسرے بھائیوں کو دلاسا دیتے۔

ذکر در بیان

سال پنجم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رجوع نمودن و ارادت آوردن فرزندان حضرت مروج الشریعت رض بآنحضرت و برقع بر روئے انداختن حضرت الوالعلی بسبب شرف صحبت پیغمبر خدا۔

حضرت مروج الشریعت کے فرزند اپنے والد بزرگوار کی وصیت کے بموجب اپنے چچا حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ میرے (مصنف رح) جد شریف کو اکسب دربیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت مروج الشریعت کے ارتحال کے بعد ایسے غم والم

؎ جو قلمی نسخے ملے ہیں ان میں کوئی سنہ کی تعداد نہیں۔

میں گرفتار رہوا۔ کہ ہوش و حواس بجا نہ رہے۔ صبح شام حلقہ میں بیٹھتا۔ لیکن طبیعت ہرگز باطن کی طرف متوجہ نہ ہوتی۔ اچانک ایک روز صبح کی نماز کے بعد حلقہ میں یاروں کے ساتھ بیٹھا تھا۔ کہ مجھ پر بیہوشی طاری ہوئی تو اس حالت غیب میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ امام معصوم ایک تخت پر بیٹھے ہیں۔ اور حضرت حجۃ اللہ رض بھی آنجناب کے برابر بیٹھے ہیں۔ حضرت امام معصوم نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھ کر فرمایا۔ کہ اسقدر غمگین کیوں ہو۔ محمد نقشبند تمہارے باپ ہیں۔ ان کی خدمت میں حاضر ہو کیونکہ انہیں قرب الٰہی بدرجہ اتم حاصل ہے۔ میرے سینے پر ہاتھ ملنے اور یہ فرمانے سے وہ شدت غم زائل ہو گئی۔ بعد ازاں میں نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر توجہ باطنی حاصل کی۔ واقعی آنجناب نے مجھ پر باپ سے بھی زیادہ شفقت فرمائی بعد ازاں دوسرے بھائی حضرت خواجہ محمد پارسا۔ شیخ محمد سالم اور حضرت مروج الشریعت کے تمام خلفاء اور مرید حضرت حجۃ اللہ کے مرید ہوئے۔ اور آنحضرت کی خدمت کو لازم سمجھا۔ کہتے ہیں کہ حضرت قیوم ثالث حضرت مروج الشریعت کے فرزندوں میں اس طرح مشغول تھے۔ کہ کوئی باپ بھی اپنے بیٹوں میں مصروف نہ ہوتا ہوگا۔ ان کے آئے بغیر کھانا نہ کھاتے۔ جہاں تشریف لے جاتے۔ انہیں ساتھ لیجاتے اور کوئی کام ان کے مشورے کے بغیر نہ کرتے۔ باوجود اس قدر شفقت و محبت کے فرماتے کہ مجھ سے ان کی کماحقہ دلداری نہیں ہو سکتی۔ اگر میں مر جاتا اور میرے بھائی حضرت مروج الشریعت زندہ ہوتے۔ تو اپنے تمام کام چھوڑ کر ہاتھ میں عصا لے کر صبح شام میرے فرزندوں کے پیچھے پیچھے پھرتے۔

اسی سال حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے حضرت ابوالعلی نے اپنے چہرہ پر نقاب لیا۔ اور لوگوں کی ہمنشینی کو ترک کیا۔ حضرت ابوالعلی کے فرزند حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہ نے حضرت ابوالعلی سے پوچھا کہ آپ نے چہرے پر نقاب کیوں لیا؟ عرض کیا۔ کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میرے سامنے بیٹھے ہیں۔ میں اب کسی اور طرف نگاہ نہیں کر سکتا۔ اور نہ کسی سے بات کر سکتا ہوں۔ اس واسطے میں نے برقعہ اوڑھ لیا ہے۔ تاکہ کسی اور پر نگاہ نہ پڑے پھر آنحضرت نے پوچھا کہ کیا اب بھی حضرت صلعم آپ کے سامنے ہیں۔ عرض کیا موجود ہیں۔ حضرت

قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کرو کہ میرے باپ کے دانت میں درد ہے۔ کب آرام ہوگا۔ آپ نے ایک گھڑی بعد جواب دیا کہ جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ آج سے تیسرے دن ایک پہر دن نکلے آرام ہو جائیگا۔ واقعی تیسرے روز ٹھیک اسی وقت بالکل آرام ہو گیا۔ گویا کبھی درد تھا ہی نہیں۔ حضرت حجۃ اللہ نے جو حضرت ابو العلی سے اس قسم کے سوال جواب کئے یہ لوگوں کے یقین کو زیادہ کرنے کے واسطے تھے ورنہ آنجناب کو تو پہلے ہی خبر تھی کہ حضرت ابو العلی ہر وقت جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتے ہیں۔ آٹھ سال تک حضرت ابو العلی برقعہ پوش رہے۔ اس عرصے میں کسی سے گفتگو نہ کی۔ صرف اپنی والدہ ماجدہ سے یا حضرت حجۃ اللہ سے بعض ضروری امور کے لئے۔ عالمگیر بادشاہ نے آپ سے بہتیرا چاہا کہ ہمکلام ہو لیکن میسر نہ ہوا۔ اس آٹھ سال میں آپ کبھی نہ سوئے۔ نہ تکیہ لگا کر بیٹھے۔ ہر وقت قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھتے صرف نماز کے لئے کھڑے ہوتے حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ اس آٹھ سال کے عرصہ میں ایک گھڑی بھی آنحضرت صلعم سے جدا نہ ہوئے۔ آپ نے ظاہری آنکھوں سے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور کو دیکھا۔ اسی واسطے آپ نے برقعہ اوڑھ لیا جب چہرہ مبارک سے برقعہ اُٹھایا۔ تو حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ حضرت ابو العلیٰ سے وجود میں آئے۔ معلوم ہوا کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم جو حضرت ابو العلیٰ کی تربیت فرما رہے تھے وہ اسی خاطر تھی۔ کہ ان سے حضرت رابعؓ جیسا موتی پیدا ہو جو حقیقت محمدی کا مظہر اتم اور کمالات احمدی کا مہتمم ہو۔ چنانچہ انشاء اللہ حسب موقعہ اسے مفصل بیان کیا جائیگا۔ ایک روایت ہے۔ کہ قیومیت کے دوسرے سال آپ نے برقعہ پہنا۔ اور قیومیت کے بارھویں سال تک اوڑھے رہے۔

ذکر در بیان

سال ششم از قیومیت حضرت قیوم ثالثؓ رجوع کردن وارادت آوردن فرزند حضرت خازن الرحمۃ بآنحضرت وخطاب یافتن آنجناب از درگاہ حضرت وہاب حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ۔

اس سال حضرت خازن الرحمت کے فرزند حضرت قیوم ثالث کے مرید ہوئے حضرت خازن الرحمت کے پانچویں فرزند شیخ خلیل اللہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے بعد ہم حضرت مروج الشریعت کے مرید ہوئے اور انہوں نے رحلت کے وقت وصیت کی کہ تمام فرزند اور باطنی یار حضرت خواجہ محمد نقشبند کے مرید ہونا اور انہیں سے فیض اخذ کرنا۔ میں نے حضرت مروج الشریعت کے وصال کے بعد خواب میں دیکھا۔ کہ ایک نہایت بڑے دریا میں ایک عالیشان محل کے اندر سرخ یاقوت کے تخت پر حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں اور گردو نواح فرشتے صفیں باندھیں دست بستہ کھڑے کہ رہے ہیں۔ کہ حقتعالیٰ نے اس عزیز کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا نائب اور اپنی رحمت کا تقسیم کنندہ بنایا ہے۔ یہ قرب الٰہی میں اپنے باپ دادا کے برابر ہے۔ یہ واقعہ دیکھکر میں آنحضرت کی خدمت میں آکر مرید ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ حضرت خازن الرحمت کے فرزندوں میں سے سب سے پہلے شیخ عبدالاحد حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ میرے (مولف) والد ماجد شیخ عبدالاحد کے بارے میں فرماتے ہیں۔ کہ میں ایک روز فجر کی نماز کے بعد حلقہ میں بیٹھا تھا۔ کہ میں نے دیکھا کہ ایک نہایت عالیشان باغ کے اندر زمرد کے بنے ہوئے محل میں ایک تخت پر تین بزرگ بیٹھے ہیں۔ ایک حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ دوسرے حضرت عروۃ الوثقیٰ تیسرے حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ۔ ایک شخص کہتا ہے کہ پروردگار عالم نے ان تینوں کو تمام اولیائے امت سے افضل بنایا ہے۔ پھر اول الذکر دونو بزرگ نظر سے غائب ہو گئے اور حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی صورت و شکل حضرت مجدد الف ثانی کی سی ہو گئی۔ یہ خواب دیکھنے کے بعد میں حضرت قیوم ثالث کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ شیخ عبدالاحد حضرت قیوم ثالث کے معتقد اس حد تک تھے کہ اس بارے میں لاثانی تھے۔ اکثر اوقات سواری میں آنجناب کی نعلین مبارک کو بغل میں لئے پیادہ پا آنحضرت کے ساتھ جاتے۔ میرے (مصنف) والد ماجد فرماتے تھے۔ کہ شیخ عبدالاحد فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں بہت عرصہ حضرت امام معصوم کی خدمت میں رہا ہوں۔ اور آنجناب کی خدمت بھی بہت کی ہے۔ لیکن جو باتیں ذات و صفات کی تحقیق میں حضرت خواجہ محمد نقشبند فرماتے ہیں میں نے پہلے کسی سے نہیں سنیں۔

بلکہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ وہ کلمات عالی جو میں نے پہلے سنی ہیں۔ وہ گم ہو جائیں۔ ہم حضرت خواجہ محمد نقشبند کو تمام اولیائے امت سے افضل جانتے ہیں ہم کسی کو بھی آپ سے افضل نہیں جانتے۔ حتیٰ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو بھی آپ پر فضیلت نہیں دے سکتے بلکہ حضرت قیوم ثالث۔ قیوم ثانی اور قیوم اول رضی اللہ عنہم کمالات الہی میں ایک ہی ہیں۔ شیخ عبدالاحد نے حضرت قیوم ثالث کی شان میں بسبب کمال اعتقاد کے حسب ذیل نظم رکھی ہے۔ ؎

در گل از رنگ تو یک گونہ اثر یافتہ ایم
بلبل از بوئے تو جوشد خبر یافتہ ایم

سر و پا سوختہ بکداغ دل افروختہ ایم
ابر ریختہ چوں شمع گہر یافتہ ایم

نالہ میکند از تربت فرہاد ہنوز
از شیریں وہاں طرفہ اثر یافتہ ایم

دل بہر نقش نہ بندیم بزنگ وحدت
نقشبندیست کز فیض نظر یافتہ ایم

حضرت قیوم ثالث بھی شیخ صاحب پر بدرجہ غایت مہربان تھے دوسرے مریدوں پر اتنے مہربان نہ تھے جتنے شیخ صاحب پر تھے۔ آنحضرت نے حضرت مجدد الف ثانی کے سلوک باطنی کے تمام مقامات کی خوشخبری شیخ صاحب کو عنایت فرمائی۔

حضرت خازن الرحمت کے چوتھے فرزند شیخ سعد الدین فرماتے ہیں۔ کہ میں حضرت امام معصوم کی وفات کے بعد حضرت مروج الشریعت کا مرید ہوا۔ جو کچھ میرے نصیب سے تھا۔ آنحضرت سے ملا۔ لیکن آنحضرت نے اپنے وصال کے وقت وصیتاً اپنے یاروں کو فرمایا کہ حضرت خواجہ محمد نقشبند سے رجوع کرنا۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ جو قسمت کا تھا مل گیا ہے۔ پیر کا حق مرید پر بہت ہوتا ہے۔ ایسا نہ ہو مجھ سے کوئی خلاف ادب حرکت ظہور میں آئے۔ اور پہلی حاصل شدہ چیز برباد ہو جائے۔ اسواسطے مجھے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سے توجہ لینے میں تامل تھا۔ اسی اثناء میں ایک رات میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ مجھے فرماتے ہیں۔ کہ سعد الدین! تم حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کی وصیت کو بھول گئے۔ خواجہ محمد نقشبند وہ شخص ہے۔ جسے پروردگار نے اس امت محمدی کے تمام اولیاء پر فضیلت دی ہے جسطرح مجھے کمالات الہی میں بزرگ جانتے ہو اسی طرح خواجہ محمد نقشبند کو جاننا اگر قرب الہی بدرجہ انتہا حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس کے مرید بن جاؤ۔ ورنہ جو کچھ پہلے حاصل کر چکے ہو۔ وہ بھی برباد جائیگا۔ یہ خواب

دیکھنے کے بعد میں حاضر خدمت ہو کر مرید ہوا۔ بعد ازاں حضرت خازن الرحمت کے تمام فرزند حضرت قیوم ثالث رضؓ کے مرید ہوئے۔

اسی سال حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو جناب الٰہی سے حجۃ اللہ کا خطاب عطا ہوا جس کی تفصیل یوں ہے جسے میرے (مصنفؒ) جد شریف نے کواکب دریہ میں لکھا ہے۔ کہ جب میں نے کواکب دریہ کے تیسرے دفتر میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے حالات لکھنے شروع کئے۔ (کواکب دریہ میں پانچ دفتر ہیں پہلے تین دفتروں میں قیوم ثلاثہ کے حالات درج ہیں۔ چوتھے میں حضرت مروج الشریعت کے اور پانچویں میں حضرت مجدد الف ثانیؓ کی باقی اولاد کے۔) تو میں نے پہلے حضرت قیوم ثالث سے عرض کیا۔ کہ میں آنجناب کے احوال مبارک کتاب کی صورت میں لکھنا چاہتا ہوں امیدوار ہوں کہ جس طرح حضرت قیوم اوّلؓ کو جناب الٰہی سے مجدد الف ثانیؓ "اور حضرت قیوم ثانی کو عروۃ الوثقیٰ" کا خطاب ہوا اسی طرح آنجناب کو بھی پروردگار سے کوئی خطاب عطا ہوا ہو گا۔ جسے میں اس کتاب میں لکھنا چاہتا ہوں۔ آنحضرت نے نہایت کسر نفسی اور وید قصور سے فرمایا۔ کہ میرا نام وصوڈالو میں نے عرض کیا۔ کیا میں اپنے ایمان کے دفتر کو وصوڈالوں۔ اس کے دوسرے دن فجر کے حلقہ کے بعد مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ کل تم نے پوچھا تھا۔ کہ حقتعالیٰ نے آپ کو بھی خطاب عنایت فرمایا ہو گا۔ سو آج رات اللہ تعالیٰ نے اپنے کمال فضل و کرم سے مجھے حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا خطاب عطا فرمایا ہے۔ تہجد کی نماز کے بعد میں بیٹھا تھا کہ مجھے الہام ہوا "انت محبوب رب العالمین وحجۃ اللہ فی العالمین" اسی اثناء میں ایک منادی نے ندا کی کہ پروردگار نے خواجہ محمد نقشبند کو جہان میں اپنی حجت بنایا ہے۔ اور انہیں ان کے باپ دادا کی طرح اولیائے اُمت سے افضل بنایا ہے۔ مخلوقات! تم ان کی اطاعت کرو۔ فرشتو۔ جنوں۔ آدمیو! تم سب اُن کی فرمانبرداری کرو۔ تاکہ قیامت کے دن نجات پاؤ۔ بعد ازاں میں نے دیکھا کہ فرشتے اور تمام اولیائے اُمت کی روحیں میرے گرداگرد صفیں باندھیں دست بستہ کھڑی ہیں۔ اور کہتی ہیں۔ السلام علیکم یا حجت اللہ اور میرے سر منہ کو چومتے ہیں۔ یہ فضل الٰہی ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے۔

ذکر در بیان

سال ہفتم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ مناظرہ نمودن فرزندان حضرت عروۃ الوثقیٰؒ امام معصوم در قیومیت حضرت حجۃ اللہؒ و بیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند۔

پہلے لکھا گیا ہے۔ کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت حجۃ اللہ کو خلوت میں قیومیت کی خوشخبری عنایت فرمائی تھی۔ دوسرے بھائیوں کو اس معاملہ کی خبر نہ تھی۔ اسی واسطے آنجناب کے وصال کے بعد بھائیوں میں اختلاف ہوا۔ اور ہر ایک نے قطب الاقطابی کا دعوے کیا۔ حضرت حجۃ اللہ اور مروج الشریعت نے قطب الاقطابی اور قیومیت دونو کا دعوے کیا۔ اور باقی چاروں حضرت محمد صبغتہ اللہ حضرت محمد اشرف۔ شیخ محمد سیف الدین اور حضرت شیخ محمد صدیق رضی اللہ عنہ نے فقط قطب الاقطابی کا دعوے کیا۔ کیونکہ ان چاروں کا اعتقاد تھا۔ کہ اصالت محمدی یعنی طینت محمدی ضمیر پر قیومیت کا دارومدار ہے۔ جو حضرت عروۃ الوثقیٰ کے بعد کسی کو نصیب نہیں۔ اس واسطے یہ چاروں کسی کی قیومیت کے قائل نہ تھے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت مروج الشریعت نے سنا کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو قیوم کہتے ہیں۔ تو اسی وقت اپنا بیاض مانگا اس میں جو قیومیت کی بابت لکھا تھا حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لاکر پھاڑ ڈالا۔ اب دوسرے بھائی حضرت مروج الشریعت کی یہ حالت دیکھکر اپنی قطبیت کی جرأت نہ کر سکتے تھے۔ البتہ پوشیدہ طور پر اپنے مخصوص مریدوں کو کہتے تھے کہ ہم بھی قطب ہیں۔ کیونکہ حضرت عروۃ الوثقیٰؓ کی زندگی میں حضرت مروج الشریعت تمام بھائیوں پر غالب تھے۔ اس واسطے کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو آنجناب سے بدرجہ غایت محبت تھی جب حضرت مروج الشریعتؒ کا وصال ہو گیا۔ تو تمام بھائی مجلسوں اور محلوں میں علانیہ اپنے آپ کو قطب الاقطاب کہنے لگے۔ اور ان میں باہم بڑا جھگڑا و فساد برپا ہوا۔ ایک دوسرے کے مرید آپس میں آئے دن مناظرہ کرتے۔ بلکہ ہاتھا پائی بھی کرتے۔ آخر جنگ کی نوبت پہنچی۔ جب حضرت حجۃ اللہؒ نے سنا کہ میرے بھائی میری قیومیت کو تسلیم نہیں کرتے۔ اور اپنے آپ کو قطب الاقطاب کہتے ہیں۔ اور آئے دن ان کے مرید بھی آپس میں دنگہ فساد

کرتے ہیں۔ تو آنحضرت نے فرمایا کیا کروں حضرت عروۃ الوثقیٰ کا پاس خاطر ہے۔ آنجناب کے فرزند ہیں اور آنجناب سے ہی باطنی سلوک حاصل کیا ہے نہیں تو میں ان سے ایسا سلوک کرتا کہ یاد رکھتے۔ میرے (مصنف کے) والد ماجد مشائخ زمانہ مثلاً شیخ عبدالاحد وغیرہ کی زبانی فرماتے ہیں۔ کہ کشف میں ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت قیوم ثالثؓ کے منکر ہونیکی وجہ سے انکے بھائیوں کے دلوں پر کدورت عظیم ظاہر ہوتی ہے لیکن حضرت عروۃ الوثقیٰ اس کدورت کو دور کرتے رہتے ہیں۔ اور ان کے باطن کو کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچنے دیتے۔ گویا آنحضرت کی روحانیت ان کے باطن کو تمام مکروہات سے بچائے ہوئے ہے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰؓ کے فرزندوں کی باہمی یہ نزاع صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے باہمی جھگڑے سے مشابہ ہے۔ جو کسی نفسانی خواہش پر مبنی نہ تھا۔ اس میں صرف اجتہادی غلطی تھی۔ اور اس میں کشفی خطا تھی حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے تمام فرزندوں کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل یقین کرنا چاہیے۔ کیونکہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے ان پچھتیوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ ایک روز حضرت شیخ سیف الدین جو اہل مناظرہ کے سردار تھے۔ اور بڑے شد و مد سے اپنے آپ کو قطب الاقطاب کہتے تھے۔ دوسرے بھائیوں سے مل کر حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں مشورہ کیا کہ کل حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ سے طینت محمدی اور قیومیت کی بابت روبرو پوچھنا چاہیے۔ کہ آپ کسی دلیل سے اس منصب اعظم کا دعوے کرتے ہیں۔ حضرت محمد صبغۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے محل میں مجلس قرار پائی۔ طرح طرح کے کھانے حلوے اور میوے مہیا و مرتب کئے۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے یاروں نے بھی اس معاملہ سے باخبر ہو کر کہا۔

چو فردا شود آفتاب بلند ۔۔۔ نمایم بایشاں رخ ارجمند

انشاء اللہ کل جو دلیل آنحضرت کی قیومیت کے اثبات میں وہ چاہیں گے ہم از روئے عقل و نقل کہینگے۔ جب صبح ہوئی۔

روز دیگر کیں جہانِ پُر غرور ۔۔۔ یافت از سر چشمۂ خورشید نور

تو حضرت شیخ سیف الدین معہ تمام فرزندوں اور دیگر ارکان مشیخت مثلاً شیخ عبداللطیف اور حاجی فضل اللہ جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے دھتے تھے حضرت محمد صبغۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے محل میں آکر بیٹھے۔ اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو بلانے کیواسطے

آدمی بھیجے۔ کہ تشریف فرما ہو کر ماحضر تناول فرمائیں۔ حضرتِ **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ سنت نبوی کے مطابق دعوت قبول کر کے اپنے فرزندوں اور حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے فرزندوں اور دوسرے مشائخ مثلاً احمد یہ شیخ عبدالاحد اور شیخ خلیل اللہ وغیرہ محل مذکور میں تشریف لائے۔ کہتے ہیں کہ سوائے مولوی فرخشاہ کے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تینوں فرزند اس مناظرہ میں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے رفیق تھے کیونکہ وہ سب آنحضرت کے مرید تھے۔ میرے مصنفؒ اجداجد کو اکبر دریہ میں لکھتے ہیں کہ جب مجلس منعقد ہوئی۔ تو میں بھی اس مجلس میں حاضر تھا۔ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے تمام بیٹے پوتے اور بھتیجے اس مجلس میں موجود تھے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے بعد قیومیت کے اثبات کا ذکر کرنا ہی چاہتے تھے کہ ایک دوسرے کی دلیلیں نہیں کا اتنے میں جناب سرورکائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور موت کا ذکر ہوا یعنی آیا حضرت رسالت پناہ کا وجود مبارک قبر میں زندہ ہے یا مردہ۔ حضرت شیخ سیف الدین نے فرمایا۔ کہ قبر میں آنحضرت صلعم کا وجود مبارک زندہ ہے۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ بہت تکلف ہے کہ زندہ بدن قبر میں ہو۔ بلکہ بدن مردہ ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کی روح مبارک کو قوت حیات دے رکھی ہے۔ جو کام لوگوں کے جسم سے ہو سکتا ہے۔ وہ آنحضرت صلعم کی روح پاک سے ہو سکتا ہے۔ حضرت شیخ سیف الدین نے فرمایا۔ یہ کہنا کفر ہے۔ میں نے کہا آپ مسلمان ہیں جناب سے اپنے آپ کو وہ نسبت دے سکتا ہے۔ جو قطب الاقطاب۔ قیوم زمانہ اور خلیفہ پروردگار ہے حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی بزرگی کے بارے میں فرمایا کرتے تھے۔ کہ حقتعالےٰ نے میرے فرزند محمد نقشبند کو تمام اولیائے اُمت سے ممتاز فرمایا ہے۔ جب وہ میرے پاس آتا ہے تو میں اس کی تعظیم کرنی چاہتا ہوں۔ آپ نے بھی آنحضرت سے یہ بات کئی مرتبہ سنی ہے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے مکتوبات میں اپنے خاص کمالات حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے حق میں لکھے ہیں۔ اور آنجناب کے مکاشفات کے بارے میں فرمایا ہے کہ اس حقیر کی تصدیق کی ضرورت نہیں۔ لیکن پھر بھی تصدیق ور تصدیق کرتا ہوں آنحضرت کے مکتوبات کو دیکھو:۔ **مصرعہ**

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

یہ سنکر حضرت شیخ خاموش رہگئے۔ حاجی فضل اللہ جو اسوقت حضرت شیخ کے ساتھ تھا ہاتھ میں کتاب لیکر کہنے لگا۔ کہ اس کتاب میں دیکھو۔ کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی موت وحیات کا بیان کیا خوب لکھا ہے۔ ایک شخص نے پوچھا اس کتاب کا مصنف کون ہے۔ کہا میں ہوں۔ لوگوں نے کہا۔ تو پھر کتاب دیکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ زبانی بیان کردو۔ آخر شیخ کے بعض رفیقوں نے تذکرہ شروع کیا۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے یار شیر ژیاں کی طرح تذکرہ کے وقت جوش میں آئے سخت مناظرہ ہوا۔ طرفین سے آوازیں بلند ہوئیں۔ پھر بھی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ ہی ازروئے تذکرہ علمی عقلی اور نقلی دلائل سے غالب آئے۔ اور فریق ثانی کو عاجز اور پریشان کردیا مجلس میں عجب بے لطفی ہوئی حضرت شیخ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اٹھتے وقت شیخ صاحب کے فرزند شیخ محمد حسین نے جو حافظ تھا۔ یہ آیت پڑھی۔ ان جندنا لھم الغالبون ' ہمارا لشکر واقعی غالب ہے ' میرے (مصنف کے) جد امجد نے جو حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ فرمایا کہ ہمارا لشکر غالب ہے۔ کیونکہ امام برحق ہمارے ساتھ ہیں۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزند اور تمام اکابر مشائخ احمدیہ ہمارے ساتھ ہیں اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی قطبیت اور قیومیت کو قبول کیا ہے۔ بعد ازاں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اس مجلس سے سخت ناراض تھے۔ اٹھتے وقت حضرت محمد صبغۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ سے کہا۔ کہ کھانا تیار ہے کچھ کھا کر تو جائیں۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ جو سخت ناراض تھے فرمایا تم نے عجب قسم کی دعوت کی ہے۔ ہمیں لڑائی کے لئے بلایا ہے ہم ایسے کھانے سے باز آئے۔ یہ فرماکر آپ اپنے گھر تشریف لے آئے۔ اور اپنے بھائیوں کا بہت کچھ گلہ کیا حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کو یاد کر کے فرمایا میرے بھائی تو حضرت جیو صاحب مروج الشریعت رضی اللہ عنہ تھے۔ موجودہ بھائی تو صرف لڑنے جھگڑنے کے لئے رہ گئے ہیں۔ جس دن صبح کو یہ مناظرہ ہوا اسی دن عصر کے وقت حضرت حجۃ اللہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی زیارت کو آئے۔ باقی بھائی بھی وہیں موجود تھے۔ آنحضرت نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا کہ جو سلوک تم نے مجھ سے اب کیا ہے اگر حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کی زندگی میں کرتے تو میں تمہیں

مرد میدان جانتا۔ مجھے حلیم سمجھ کر جو تمہارے دل میں آتا ہے کرتے ہو۔ اس مناظرہ کے چند روز بعد ایک دن حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ کہ اتنے میں حضرت شیخ سیف الدین رضی اللہ عنہ بھی آئے۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے سخت ناراض ہو کر شیخ صاحب کو فرمایا کہ جیسا سلوک تو نے مجھ سے کیا ہے اگر کوئی یہودی اور نصارے ہوتا تو کبھی مجھ سے ایسی بدسلوکی سے پیش نہ آتا۔ اتنے میں والدہ صاحبہ نے اپنا سر ننگا کر کے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے قدموں پر رکھ دیا۔ کہ برائے خدا سیف الدین کو بچا لو۔ کیونکہ وہ تمہاری غیرت کی تاب نہیں لاسکتا۔ حضرت شیخ نے بھی معافی مانگی۔ اور عرض کیا۔ کہ استغفر اللہ میں ہرگز آپ پر بد اعتقاد نہیں۔ بلکہ آپ کو حضرت عروۃ الوثقیٰ کی بجائے جانتا ہوں۔ صرف میں نے سنا تھا کہ آپ اپنے آپ کو حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ سے افضل کہتے ہیں۔ اس واسطے قدرے کشیدگی وقوع میں آئی۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ آپ سے کسی نے جھوٹ کہا ہے۔ میں نے ایسا کبھی نہیں کہا۔ اور نہ ہی میرا عقیدہ اس قسم کا ہے۔

میرے (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) جد امجد کواکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ میں اپنے چچا حضرت شیخ سیف الدین کی خدمت میں حاضر تھا۔ کہ حضرت شیخ نے فرمایا کہ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے بعد طینت واصالت محمدی اور قیومیت کسی کو نصیب نہیں۔ حضرت خواجہ محمد نقشبند جو اپنے آپ کو قیوم کہتے ہیں اور اپنے میں طینت محمدی کا ہونا بتلاتے ہیں۔ ہماری کشف اسے تسلیم نہیں کرتی۔ ہماری کشف میں بھی ایسی باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ لیکن ہم اس معاملے میں اپنی کشف پر بھروسہ نہیں کرتے۔ کیونکہ ایسا کرنے میں حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کی سراسر مخالفت ہے۔ میں نے کہا کہ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے بعد طینت محمدی اور قیومیت کسی کو نصیب نہیں۔ لیکن خود حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو قیومیت اور حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کو طینت محمدی کی خوشخبری عنایت فرمائی ہے۔ اور حضرت مروج الشریعت نے اس خوشخبری کو اپنے ہاتھ سے لکھا ہے۔ چنانچہ وہ دستخط میرے پاس موجود ہیں۔ اور یہ جو آپ نے فرمایا ہے کہ ہم حضرت حجۃ اللہ کے کشف کو تسلیم نہیں کرتے۔ خود حضرت عروۃ الوثقیٰ نے آنجناب کے مکاشفات کے بارے میں فرمایا ہے۔ کہ آپ کے مکاشفات کو تصدیق کی ضرورت نہیں

لیکن پھر بھی تصدیق در تصدیق کرتا ہوں۔ کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم ایسی ویسی باتیں کرتے ہو۔ پھر حضرت مروج الشریعت کے دستخط حضرت شیخ آدم کے ہاتھ منگا کر دکھائے پھر شیخ صاحب نے پوچھا کہ کیا حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو بھی قیومیت کی خوشخبری دی ہے میں نے کہا۔ ہاں۔ بعدازاں حضرت شیخ نے پوچھا کیا شیخین نکرمین طینت و قیومیت کے حقدار ہیں۔ ان شیخین سے مراد حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ اور مروج الشریعت ہیں۔

حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میرے بھائی میری قیومیت کا انکار کریں گے۔ تو میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے عرض کرتا کہ یہ خوشخبری مجھے ان کے روبرو عطا فرمائیے۔ تاکہ اُن کا اختلاف جاتا رہتا۔ ایک روز حضرت محمد صبغۃ اللہ رضؓ نے لوگوں کو فرمایا کہ اگر میرے بھائی خواجہ محمد نقشبند اپنے آپ کو قطب الاقطاب کہیں۔ تو ہم ماننے کو تیار ہیں لیکن قیومیت بڑا منصب ہے اُسے ہم تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ ایک شخص نے یہ بات حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ تک پہنچائی۔ آنحضرت نے فرمایا۔ قطب الاقطاب کہنا بھی جھوٹ ہے۔ لیکن آخر میں حضرت محمد صبغۃ اللہ رضی اللہ نے لوگوں کو فرمایا کہ جو کچھ بھائی صاحب محمد نقشبند اپنے امور باطنی کی نسبت فرماتے ہیں اسے تسلیم کرنا چاہیئے۔ کیونکہ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ نے آپ کو تمام اولیائے اُمت سے افضل فرمایا ہے۔

حضرت محمد صدیق رضی اللہ عنہ کے ایک خاص مرید کا بیان ہے۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے ایک مرید سے میرا جھگڑا ہو پڑا۔ میں نے حضرت محمد صدیقؓ کو قطب الاقطاب لکھا تھا اور وہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو جب میرے پیر کو اس امر کی اطلاع ہوئی۔ تو مجھے جھڑک کر فرمایا کہ قطب الاقطاب اور امام برحق حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ جاؤ اس جھگڑے سے توبہ کرو۔ اور جو کچھ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اسے قبول کرو۔

حضرت محمد صدیقؓ کے فرزند شیخ عبدالباقی نے مجھ (مصنفؒ) سے بیان کیا کہ ایک روز میں نے اپنے والد بزرگوار کے سامنے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو اپنا چچا کہکر پکارا تو میرے والد ماجد نے ناراض ہو کر میرے منہ پر دھپڑ مارا۔ اور فرمایا کہ تم انہیں چچا کہتے ہو میں تو انہیں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی بجائے جانتا ہوں۔ اور جو کچھ

وہ اپنے کمالات باطنی بیان کرتے ہیں میں تسلیم کرتا ہوں +

حضرت محمد اشرف رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو قیوم زمان تسلیم کیا۔ حتیٰ کہ اپنے فرزندوں کو تربیت کے لئے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا +

حضرت محمد اشرف کے فرزند شیخ محمد شافی الحال نے مجھ (مؤلفؒ) سے بیان کیا۔ کہ میرے والد ماجد نے ہم بھائیوں کو فرمایا کہ تم حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاکر کمالات باطنی حاصل کرو۔ کیونکہ وہ قطب الاقطاب اور قیوم زمان ہیں۔ ہم سارے بھائی اپنے والد ماجد کے حسب الارشاد حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ پھر جو کچھ دیکھا سو دیکھا مقصد اعلےٰ کو حاصل کیا +

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد کیا چھوٹے کیا بڑے سبھی نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی قیومیت کو تسلیم کیا۔ اور آنحضرت کے مرید بنے سرہند کے بڑے بڑے شیخ آنحضرتؒ کی نعلین مبارک کو ہاتھ میں لیکر پیادہ پا آنحضرت کی سواری کے ساتھ ساتھ چلنے کو فخر سمجھتے تھے +

ذکر در بیان

سال ہشتم قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ اذعان کردن حضرت شاہ جیو فرزند خورد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بر قیومیت حضرت حجۃ اللہؓ و بیان قضایائے دیگر

مقامات نقشبندیہ میں لکھا ہے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے سب سے چھوٹے فرزند حضرت شاہ جیو فرماتے تھے۔ کہ ایک روز میں صبح کے وقت حضرت قیوم اوّل رضی اللہ عنہ کے ساتھ مراقبہ میں بیٹھا تھا۔ کہ آنحضرت نے مجھ پر ظاہر ہوکر فرمایا۔ کہ خواجہ محمد نقشبند اس امت کے تمام اولیا سے افضل ہیں۔ اور کمالات قرب الٰہی میں میرے برابر ہیں۔ جاکر اُن کی قیومیت کو تسلیم کرو۔ اور ان سے اپنے حق میں دعا کراؤ۔ اور توجہ باطنی کے لئے التماس کرو۔ حضرت شاہ جیو نے یہ واقعہ دیکھا حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حرف بحرف بیان کیا۔ اور فرمایا کہ میں آپ کو حضرت

مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی بجائے جانتا ہوں۔ آپ کو طینت و اصالت محمدی حاصل ہے۔ قیوم وقت ہیں۔ میں امیدوار ہوں کہ آپ میرے حق میں دعا اور توجہ باطنی فرمائینگے حضرت شاہ جیو رضی اللہ عنہ صبح شام حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے حلقہ میں شامل ہوتے۔ اور فیض باطنی حاصل کرنے لگے۔ جو آداب حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے بجالایا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت حجۃ اللہ رضؓ کی خدمت میں بجالانے لگے۔ اپنے فرزندوں کو لاکر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید کرائے اور عرض کیا کہ میرے فرزند آپ کے غلام ہیں۔ ان پر نظر عنایت فرمائیں۔ آنحضرتؒ نے فرمایا کہ یہ میرے بھائی ہیں انشاء اللہ حتی المقدور میں ان کو مرتبہ کمال پر پہنچاؤں گا۔ آخر حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے حضرت شاہ جیو کے فرزندوں کو مکمل کر کے خلافِ مطلق عنایت فرمائی۔ حضرت شاہ جیو کی تمام اولاد حضرت حجۃ اللہ رضؓ کی مرید ہے۔ اور آنجناب کی محبت میں بے اختیار ہے۔ حضرت شاہ جیو لوگوں کو باآواز بلند فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی بجائے جانتا ہوں۔ اور آنجناب سے فیض باطنی حاصل کرتا ہوں۔

اسی سال حضرت شیخ محمد ہادی کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ کواکب دریہ میں لکھا ہے۔ کہ جس رات یہ لڑکا پیدا ہوا۔ اس رات حضرت حجۃ اللہ رحؒ کو الہام ہوا۔ کہ تمہارے بھتیجے کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اس کا نام احمد رکھنا۔ کیونکہ یہ بہت عزیز الوجود ہیں آنجناب نے اس فرزند کا نام الہام کے مطابق حسن احمد رکھا اور ابو العباس کنیت اور بدر الدین لقب مقرر فرمایا۔ مولف کتاب اسی حسن احمد کا کمترین فرزند ہے۔

اسی سال شیخ عبد الاحد سعیدی نے ایک رسالہ حضرت حجۃ اللہ رحؒ کی قیومیت کے اثبات میں تصنیف کر کے آنحضرت کی نظر فیض اثر میں گذارا۔ شیخ صاحب نے اس رسالے میں اثبات قیومیت کے لئے نہایت قومی دلائل و براہین بیان فرمائیں جنہیں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے پسند فرمایا۔ اس رسالے میں پہلی دلیل یہ درج تھی۔ کہ جو لوگ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد کسی میں طینت محمدی کے ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ وہ غلطی پر ہیں۔ کیونکہ حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ نے بہت سے آدمیوں کے سامنے حضرت مروج الشریعت کو طینت محمدی کی خوشخبری دی۔ جو حضرت مروج الشریعت نے اپنے دست مبارک سے لکھی ہے۔ جب ایک شخص کو یہ مقام حاصل ہو سکتا ہے۔ تو مناسب اور ضروری ہے۔ کہ

حقتعالےٰ کسی اور کو بھی اپنے فضل و کرم سے اس نعمت سے سرافراز فرمائے۔ خاصکر ایسے شخص کو تو ضرور حاصل ہونی چاہئیے۔ جسے خود حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ اپنے سے افضل جانتے ہوں۔ اور زبان مبارک سے اسے قطب الاقطاب اور قیوم روزگار فرماتے ہوں۔ اور جس کی نسبت حضرت **قیوم ثانی** رضی اللہ عنہ نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہو کہ تمہارے مکاشفات کی تصدیق کی ضرورت نہیں۔ لیکن پھر بھی تصدیق در تصدیق کرتا ہوں قیومیت کی خوشخبری طینت محمدی و اصالت پر موقوف ہے۔ سو وہ اس کی نعمت بھی خلوت میں آنجناب کو خوشخبری عطا ہوئی۔ پس ایسا بزرگ کیونکر جھوٹ کہہ سکتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت **حجۃ اللہ** رضی اللہ عنہ کو طینت و اصالت محمدی اور قیومیت عنایت فرمائی۔

اسی سال اور آدمیوں نے بھی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی قیومیت کے اثبات میں مختلف رسائل تصنیف فرمائے۔ ان میں سے ایک میرے (مولف) جد امجد نے بھی تصنیف فرمایا۔ کہتے ہیں چالیس رسالے لوگوں نے حضرت حجۃ اللہ کی قیومیت کے اثبات میں لکھے۔ جو قیومیت کے ساتویں سال سے شروع ہو کر نویں سال میں ختم ہوئے اسی واسطے اس سال میں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔ جب قیومیت کے منکروں نے یہ رسایل دیکھے۔ تو تمام دم بخود رہ گئے انکار سے باز آئے اور آنجناب کی قیومیت کے معتقد ہوئے۔

ذکر در بیان

سال نہم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رفتن آنحضرت بسیر دامن کوہ تشریف آوردن حضرت خاتم الرسل و عنایت بے غایت نمودن برحضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ و بیان مقدمات سفر حج

اس سال حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ تفریح طبع کے لئے سیر کیواسطے دامن کوہ میں تشریف لے گئے آنجناب کے چچوں کے اکثر بیٹے مثلاً شیخ عبد الاحد اور شیخ جلیل وغیرہ اور حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے فرزند آنحضرت کی سعادت انتساب رکاب کے ہمراہ تھے۔ میرے (مصنفؒ) جد امجد کو کیب درہ میں لکھتے ہیں

کہ ایک روز دامن کوہ کی سیر کرتے ہوئے صبح کی نماز کے بعد دیر تک مراقبہ کرنے کے بعد لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ آج حضرت انبیاء نے تشریف لاکر مجھ پر بدرجہ غایت مہربانی کر کے فرمایا کہ ہم تمہاری محبوبیت دیکھنے کے لئے آئے ہیں۔ کیونکہ حقتعالے نے تمہیں محبوبیت ذاتی کمال انفعالی عنایت فرمائی ہے۔ حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ دامن کوہ کی سیر کی اثناء میں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ ان دنوں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم ہر روز تشریف فرما ہوتے ہیں۔ حد سے زیادہ مہربانی کرتے ہیں سفر حجاز کی سخت تاکید فرماتے ہیں اور از روئے لطف وکرم فرماتے ہیں۔ کہ محمد نقشبند میں تمہارے لینے کے لئے آیا ہوں تمہیں اس سفر میں برکت و نعمت بہت نصیب ہوگی۔ کہتے ہیں۔ متواتر تین مہینے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہر روز تشریف فرما ہو کر سفر حجاز کی تاکید مزید فرماتے رہے۔ اور ان دنوں دوسرے انبیاء اور رسول بھی تشریف فرما ہو کر بہت بہت عنایت کرتے رہے چنانچہ ایک روز عصر کی نماز کے بعد فرمایا کہ آج حضرت موسےٰ علیہ السلام نے بہت سے انبیاء اور رسولوں سمیت تشریف فرما ہو کر مجھ پر بہت بہت عنایات کیں۔ اور فرمایا کہ حکم الٰہی یوں ہے۔ کہ آپ جلدی عرب کا رخ کریں کیونکہ وہاں پر آپ کے لئے بہت سی نعمتیں تیار ہیں۔ ان دنوں تمام اولیائے امت حضرت **حجۃ اللہ** رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تشریف فرما ہوتے۔ کیونکہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم ہر روز از راہ کرم و بندہ نوازی تشریف فرما ہوتے تھے۔ اسواسطے تمام انبیاء اور اولیاء بھی از راہ لطف وکرم قدم رنجہ فرماتے تھے۔ ان دنوں حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ نے اپنے ایک مخلص کے نام حسب ذیل مضمون کا ایک رقعہ لکھا الحمد للہ والسلام علےٰ رسولہ۔ آج کل یہ فقیر سیر کے لئے دامن کوہ میں آنکلا ہے یہاں پر جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے تشریف فرما ہو کر حد سے زیادہ مہربانی فرمائی اور تاکید مزید فرمائی۔ کہ سفر حجاز اختیار کرو۔ بلکہ از راہ بندہ نوازی ہر روز تشریف فرما ہوتے ہیں۔ لاانتہا عنایات کر کے اس سفر کی بہت بہت برکتیں بیان فرماتے ہیں۔ اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ محمد نقشبند ہم تمہارے لینے کے لئے آئے ہیں۔ اس سفر کی ایک برکت تو یہی تھی۔ کہ حضرت سید المرسلین نے حضرت قیوم ثالث کو اپنی خاص نسبت کا القا فرمایا جس کے سبب حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ جو کمالات

محمدی کے مظہر اتم ہوئے جیسا کہ انشاء اللہ عنقریب ہی ذکر کیا جائیگا القصہ بعض مواقعات کی وجہ سے سفر حجاز میں توقف ہوا تو ہر روز آنحضرت صلعم سفر کے بارے میں تاکید مزید فرماتے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا کہ آج جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف فرما ہو کر از راہ لطف و کرم فرمایا۔ کہ محمد نقشبند تین مہینے سے متواتر ہر روز میں تمہارے لینے کے واسطے ہندوستان آتا ہوں۔ جلدی سفر حجاز کی تیاری کرو۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ دیکھکر بہت جلدی سرہند پہنچکر سفر حجاز کی تیاری کی اور حرمین الشریفین کی طرف متوجہ ہوئے ؛

ذکر در بیان

سال دہم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ بیان سفر دویم حج آنحضرت و تجدید بیعت کردن سلطان ہند محمد اورنگ زیب عالمگیر بجناب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ

جب حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حجۃ اللہ کو سفر حجاز کی بہت تاکید کی تو آنجناب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق دامن کوہ کی سیر سے سرہند واپس آکر اسباب سفر کی تیاری میں مشغول ہوئے۔ کئی ہزار آدمی اس سفر میں آپ کے ساتھ جانے کو تیار ہوئے۔ اگرچہ سفر کے مواقعات بہت تھے۔ مثلاً کمزوری بدن قلت زاد راہ۔ لیکن آنحضرت نے ان باتوں کی ذرا پرواہ نہ کی۔ اور سفر حج کے لئے پورے طور پر کمربستہ ہو گئے۔ اور لوگوں کو برملا کہدیا کہ جو شخص حج کرنا چاہتا ہے وہ ہمارے ساتھ ہو لے۔ اور زاد راہ کی قلت کا کچھ خیال نہ کرے۔ میں خود زاد راہ دوں گا۔ اس واسطے بے شمار لوگ آنحضرت کے ہمراہ ہوئے۔ آنحضرت نے پہلے ارادہ کیا کہ خشکی کی راہ سفر کریں لیکن بادشاہ ہند نے خواہش کی کہ دکن کی راہ حج کو تشریف لے جائیں آنجناب نے اس کی خواہش کو قبول کر کے دکن کی راہ جانا اختیار فرمایا۔ آنجناب نے گھر کا تمام مال اسباب یورخروخت کر کے ان فقراء اور مساکین کو بانٹ دیا۔ جو سفر حجاز کا ارادہ رکھتے تھے۔ کئی ہزار روپیہ آنحضرت کی والدہ ماجدہ نے دیا۔ جو شاہ جہان آباد تک پہنچنے

کے لئے کافی تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بہت سے پوتے مثلاً شیخ عبدالاحد اور شیخ خلیل اللہؒ وغیرہ اور حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے فرزند شیخ محمد پارسا بھی اس سفر میں آنحضرتؓ کے ہمراہ ہوئے۔ کہتے ہیں کل سات ہزار آدمی تھے جن میں سے چار سو بڑے بڑے علماء اور مشائخ تھے ان میں سے دو سو حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے خلفاء تھے۔ جو سرہند سے سفر حج کے ارادہ سے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے ہمراہ روانہ ہوئے جب سلطان ہند محمد اورنگ زیب عالمگیر نے آنجناب کی تشریف آوری کی خبر سنی۔ تو چونکہ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق پہلے ہی سے اسے آنحضرتؓ کے دیدار فایض الانوار کا اشتیاق بدرجہ غایت تھا جیسا کہ اس سے پہلے قیومیت کے چوتھے سال میں درج ہو چکا ہے۔ اس واسطے سنتے ہی اپنے بڑے بڑے امراء کو پہلے ہی آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں بھیجدیا اور خود بھی بارہ میل تک آنحضرتؓ کا استقبال کیا۔ نہایت تعظیم و تکریم سے شہر میں لا کر خاص قلعہ میں اتارا۔ بادشاہ نے پہلی ہی ملاقات میں تجدید بیعت کی۔ اور صبح شام آنحضرت کے حلقہ میں شامل ہونے لگا۔ اکثر امیر اپنے تمام لشکر سمیت آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ آنجناب کے حلقہ میں صبح شام کئی ہزار آدمیوں کا مجمع ہوتا تھا۔ کہتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس قدر صوفی۔ سالک اور فقراء حاضر ہوتے کہ شاہی قلعہ میں رحالانکہ وہ اس قدر وسیع ہے گنجایش نہ رہتی۔ سلطنت کے کارکن بوجہ کثرت مردم کاروبار نہ ہو سکنے سے تنگ آ گئے۔ بادشاہ نے ان کے لئے الگ خیمے نصب کرائے جہاں پر وہ عدالت کی کارروائی کرتے تھے۔ قلعہ کے اکثر محل اور کمرے آنحضرتؓ کے خلفا اور مریدوں سے پُر تھے۔ چالیس ستونوں والے محل میں بادشاہی عام دربار ہوتا تھا اس کے سامنے ایک وسیع میدان تھا۔ یہاں پر آنحضرتؓ صبح کے وقت حلقہ کرتے۔ اور قریباً دوپہر تک وہاں بیٹھے رہتے۔ تمام غربا اور مساکین آنحضرتؓ کی خدمت میں آتے۔ بادشاہ اپنے امیروں سمیت تمام آدمیوں کی طرح انہیں میں بیٹھا رہتا حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے حضور میں اعلےٰ ادنےٰ اور امیر و غریب بادشاہ فقیر سب یکساں تھے۔ آپ کسی بادشاہ کی تعظیم بجا نہ لاتے۔ ظہر کی نماز قلعہ کے اندر کی سنہری مسجد میں ادا کر کے حیات بخش باغ میں تشریف لے جاتے۔ یہ باغ دیوان خاص کے

محاذی کا بنا ہوا ہے۔ شام کا حلقہ وہیں کرتے اور آدھی رات تک اسی باغ میں بیٹھے رہتے۔ لیکن نمازیں سنہری مسجد میں ادا کرتے۔ کیونکہ وہ مسجد باغ کے پاس ہی ہے۔ ان دنوں شاہی قلعہ گویا ایک خانقاہ تھی۔ اکثر غربا مساکین اور فقرا بلا تکلف خاص سلطانی محلوں میں جہاں بڑے بڑے امیروں کو جانا نصیب نہیں ہوتا تھا جاتے تھے۔ اور بادشاہ بھی انہیں کے ساتھ برابر درجے پر بیٹھتا۔ بادشاہ اور ایک عاجز مفلس کی جائے نشست میں کوئی تمیز نہ تھی۔ ایک روز بادشاہ نے حضرت ابوالعلی سے جنہوں نے برقعہ اوڑھا ہوا تھا خواہش ظاہر کی کہ مجھ سے ہمکلام ہوں۔ لیکن آپ نے ذرا توجہ نہ فرمائی۔ آخر جب اس کی خواہش انتہا کو پہنچ چکی۔ اور حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا۔ کہ کوئی بات کرو۔ تو صرف سورۂ فاتحہ پڑھی جو بادشاہ نے سنی۔ چند روز شاہجہان آباد میں رہکر عرب جانا چاہا۔ لیکن بادشاہ حیلہ اور عذر پیش کرتا۔ آجکل کرتا رہتا حتیٰ کہ قریباً ایک سال گذر گیا۔ آخر آنحضرت اس کے حیلے اور عذر کو رد کر کے حرمین الشریفین کی طرف روانہ ہوئے۔

ذکر و بیان

سال یازدہم از قیومیت حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ رفتن آنحضرت از شاہجہان آباد سمت عرب و واقعاتیکہ در اثنائے راہ رو نمودہ

جب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے شاہجہان آباد سے عرب جانے کا ارادہ کیا۔ تو کئی ہزار شاہی آدمیوں نے تارک الدنیا ہو کر سفر حج کا پختہ ارادہ کر لیا۔ حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ شاہجہان آباد میں حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں بطور نذر و نیاز اس قدر زر و جواہر اور نقد و جنس اکٹھا ہوا کہ جس کا اٹھانا مشکل تھا۔ بادشاہ نے ایک ہزار سوار آنجناب کے ہمراہ کئے۔ اور راستے میں جتنے حاکم اور افسر پڑتے تھے سب کے نام احکام لکھے کہ تم سب آنحضرت کے استقبال کے واسطے آؤ۔ اور نہایت عمدہ طور پر لوازمات مہمانداری بجا لا کر اپنی حدود سے دوسری حدمیں چھوڑ آؤ۔ اثنائے راہ میں جس گاؤں قصبہ اور شہر سے آنحضرت کا گذر ہوتا۔ وہاں کے حاکم اپنی حد تک استقبال کے لئے حاضر خدمت ہوتے

اور مہمانداری کی شرطیں بطریق احسن بجالا کر دوسری حد تک وداع کر آتے۔ ان میں سے اکثر اپنے جاہ و حشم کو چھوڑ آنجناب کے ساتھ ہو لیتے۔ اسی طرح دوسری حدود کے لوگ سلوک کرتے۔ کہتے ہیں سرہند سے لیکر سمندر کے کنارے پہنچتے تک ستائیس ہزار آدمی حج کے ارادہ سے آنحضرت کے ہمراہ ہو گئے۔ غیاث خاں والئے بندر سورت آنحضرت کا مرید ہوا۔ حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ غیاث خاں آنحضرت کی خدمت میں نیاز کے طور پر بے شمار نقد و جنس اور جواہرات لایا چنانچہ جنس اور جواہرات کو چھوڑ کر ایک لاکھ اشرفی اور تین لاکھ روپیہ نقد پیش کیا بعد ازاں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ جہاز پر سوار ہوئے۔ بادشاہ نے سات جہاز آنجناب کی نذر کئے تھے۔ چار جہاز خود آنحضرت نے کرایہ پر لئے ہندوستان کے دو سو رئیس اور امیر جن کے پاس اپنے سینکڑوں آدمی تھے آنحضرت کے ساتھ تھے۔ دو ہزار علماء و مشائخ تھے ان دو ہزار میں سے تین سو آدمی اس قسم کے تھے کہ جنکے ہزار ہا مرید صاحب باطن اور شاگرد تھے۔ کہتے ہیں اس سفر میں بہت سے رافضی دنیاوی مال کی خاطر اپنے مذہب کو چھپا کر آنحضرت کے مرید ہوئے اور سفر حج میں آپ کے ہمراہ ہوئے لیکن آنحضرت نے ان کے رفض کو نور قیومیت سے معلوم کر کے فرمایا۔ کہ اس سفر میں ہمارے ساتھ بعض خلاف مذہب آدمی بھی ہیں۔ دیکھئے ان کی وجہ سے کیا بلا پیش آتی ہے۔ واقعی مصیبت پیش آئی۔ چنانچہ جب جہاز بندر سورت سے عرب کی طرف روانہ ہوئے۔ تو چند روز بعد باد مخالف چلی جس نے رافضیوں کو مسقط میں جو جائے خوارج ہے پھینکدیا اور اس سے اہل سنت و جماعت کو بھی تکلیف ہوئی۔

ذکر و بیان

تباہی شدن جہاز ہائے حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ و قضایا کہ در جہاز رو نمودہ و رسیدن بمسقط خوارج و بیان منازعات و مناظرات کہ آنجناب را با خوارج روئے دادہ اندو حادثاتیکہ در آنجا بوقوع آمدہ اند

جب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے جہاز بندر سورت سے روانہ

ہوئے۔ تو جو رافضی اپنے مذہب کو چھپا کر آنجناب کے ہمراہ ہوئے تھے۔ انکے سبب ہر روز رافضیوں اور اہل سنت وجماعت میں تکرار ہوتی۔ اہل سنت انہیں رافضی کہکر گالی دیتے اور وہ اس بات سے انکار کرتے حتیٰ کہ ایک روز سحر کیوقت ایک رافضی نے اصحاب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی اہانت کی جو ایک اہل سنت وجماعت نے سنکر اسے لعنت ملامت کی اور آنحضرت کی خدمت میں اسے لے آیا۔ اس رافضی نے آکر اپنے ایمان کی قسم غلیظ کھائی کہ میں نے یہ بات نہیں کہی۔ ابھی یہی باتیں کر رہے تھے، کہ باد مخالف چلی اور سمندر میں طوفان عظیم برپا ہوا۔ لوگ رونے چلانے لگے اور ان رافضیوں کو ملامت کرتے تھے کہ تمہاری شامت اعمال سے یہ آفت ہم پر نازل ہوئی ہے۔ آنحضرتؓ کی خدمت میں آکر عاجزی کی اور اس بلا کے دفعیہ کے لئے التماس کی۔ آنجناب نے ہاتھ اٹھا کر دیر تک دعا مانگی اور لوگوں کو فرمایا کہ اللہ تعالےٰ تمہیں اس تکلیف سے تو بچا لیگا لیکن کچھ مدت اور ایک قسم کی سختی میں مبتلا رہوگے۔ لوگوں کو اس خوشخبری سے قدرے تسلی ہوئی۔ طوفان بھی ایک گھڑی بعد تھم گیا۔ ملاح وغیرہ طوفان کی کثرت کے باعث جو اس باختہ ہو رہے تھے عرب کی راہ غلط کر دی۔ جہازوں کو ہوا اور طرف نکال لے گئی۔ جو عرب کی راہ سے بہت دور تھی۔ حتیٰ کہ دو مہینے تک جہاز ہوا کے رخ چلتا رہا لیکن اس عرصے میں کسی جزیرہ یا آبادی کا نشان تک نہ تھا۔ لوگ بہت گھبرائے۔ کہ دیکھئے جہاز کہاں جاتے ہیں اس بات کا انہیں بہت ڈر تھا۔ کہ خدانخواستہ اگر جہاز تاریکی میں جا نکلا۔ تو سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے۔ جہاز کی تکلیف سے بہت سے آدمی بیمار ہو گئے۔ چنانچہ حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ کے بڑے فرزند حضرت ابو العلیٰ بھی مریض ہوگئے اور مرض کی شدت اس درجہ ہوئی کہ زندگی کی کوئی امید باقی نہ رہی۔ لوگ آپ کی موت کے منتظر تھے۔ ایک رات جب مرض کا حد سے زیادہ غلبہ ہوا۔ اور اسہال وپیچش اور قے کا زور ہوا۔ تو آدھی رات کے قریب غشی طاری ہوئی۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرزند عزیز کو گود میں لئے بیٹھے تھے اور بو علی جو اطبائے روزگار کا سردار تھا آنحضرتؓ کے ہمراہ تھا اسے بلا کر آنجناب نے فرمایا کہ جو علاج تمہیں معلوم ہے کرو۔ کیونکہ تمام دوائیں ہمارے پاس موجود ہیں۔ اگر کوئی اور دوا درکار ہو تو

ملاحوں سے لے لو۔ بوعلی نے عرض کیا کہ اس مرض کا کوئی علاج نہیں یہ عنقریب فوت ہو جائیگا۔ آنجناب نے اسے فرمایا۔ کہ جا چلا جا ہم حکیم علی الاطلاق (اللہ تعالیٰ) سے اپنی احتیاج عرض کریں گے۔ آنحضرت نے اپنے فرزند بزرگ کے لئے توجہ کی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے شفائے کلی عنایت فرمائی۔ مرض کا نام و نشان تک نہ رہا۔ جب بوعلی نے صبح آکر آپ کو دیکھا کہ شفائے کلی حاصل ہے۔ تو لوگوں نے بوعلی سے پوچھا کہ آپ تو فرماتے تھے کہ یہ مرض لاعلاج ہے۔ یہ کیونکر تندرست ہو گئے کہا یہ شفا حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی توجہ سے ہوئی ہے ورنہ میں تو اس فکر میں تھا۔ کہ چند روز ہوئے مقیم خاں کی ماں اسی مرض سے جہاز میں فوت ہو گئی جسے کفن بھی نصیب نہیں ہوا۔ بوریئے میں لپیٹ کر سمندر میں پھینک دی گئی انہیں بھی سمندر میں پھینک دیں گے۔ القصہ چند روز بعد جہاز یمن کے علاقے کے قریب آ گئے۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم غالباً عراق کی طرف جائیں گے۔ کیونکہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اکثر تشریف فرما ہو کر اس بات کی خواہش کرتے ہیں۔ کہ ہمارے فاتحہ کے لئے آئیں۔ انشاء اللہ حج سے فارغ ہو کر اس طرف سے گذریں گے۔ ابھی ایسی گفتگو میں تھے کہ باد مخالف چلی اور طوفان عظیم برپا ہوا۔ لوگوں نے آہ و زاری اور چیخنا چلانا شروع کیا اور آنحضرت کی خدمت میں آکر عجز و زاری کی۔ آنجناب نے اس بلا کے دفعیہ کے لئے توجہ فرمائی دیر تک مراقبہ کرنے کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس بلا سے نجات بخشیگا۔ ابھی ایک لمحہ نہ گذرنے پایا تھا۔ کہ طوفان تھم گیا۔ لیکن ہوا نے جہاز کو اور طرف ڈالدیا جو راہ حجاز سے بہت دور تھا۔ چند روز بعد دو بہت ہی اونچے ستون دو کوس کے فاصلہ پر نظر آئے۔ لوگوں نے خیال کیا شاید کوئی جزیرہ ہے۔ آخر جب قریب پہنچے۔ تو دیکھا۔ کہ ستون پانی میں کھڑے ہیں۔ بلکہ جہاز کا راستہ بھی ان دو ستونوں کے بیچ میں سے ہو کر ہے۔ اور سارے جہاز ان ستونوں کے درمیان سے گذر گئے جب رافضیوں کا جہاز گذرنے لگا۔ تو وہ دونو ستون اس جہاز پر گرے اور اسی جہاز سمیت غرق ہو گئے۔ آخر معلوم ہوا۔ کہ وہ دونو ستون جو جہاز پر گرے کسی سمندری جانوروں کے کانٹے تھے۔ چند روز بعد جہاز مسقط کے قریب پہنچے۔ لوگوں کی یہ رائے ہوئی۔ کہ کچھ دن مسقط میں ٹھیرنا چاہئے۔ آخر بندر ندکور پر اترے۔ چونکہ مسقط عراق

و بغداد کے گرد و نواح میں ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ میرے بھائی غوث الاعظم مجھے اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ بعدازاں بغداد کا رخ کرکے فاتحہ پڑھا۔ کواکب دریہ میں لکھا ہے کہ اس طوفان میں اہل جہاز پر حد سے زیادہ سختی گذری۔ مسقط میں اتر کر اور بھی مصیبت پیش آئی۔ بہت سے بیمار ہوئے تین سو سے زیادہ تو جہاز سے اترتے ہی مر گئے بعدازاں وبائے عظیم پھوٹ پڑی۔ ہر روز آنحضرت کے بہت رفیق مرتے تھے تاریخ مناقب نقشبندی جو حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ کے فرزند کلاں اور حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کے والد بزرگوار حضرت ابوالعلی کی تصنیف ہے اور جس میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی ولادت سے لیکر پچیسویں سال قیومیت تک کے حالات مندرج ہیں خاصکر اس سفر حج کے حالات تو نہایت مفصل لکھے ہیں۔ اور ان مصیبتوں اور بلاؤں کا تفصیلاً بیان کیا ہے۔ اس کتاب میں اس سفر کے مفصل حالات کی گنجایش نہیں۔ اس تاریخ نقشبندی میں لکھا ہے۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ جب سے جہاز میں سوار ہوئے تھے فرماتے تھے۔ کہ جہاز سے اتر کر اہل جہاز پر سخت مصیبت نازل ہوگی۔ خاصکر ان دو چھوٹے بچوں کو تو مرض موت لاحق ہوگا۔ یہ بالضرور دنیا سے کوچ کر جائیں گے۔ ان کی والدہ پر بھی مصیبت کا نازل ہونا معلوم ہوتا ہے۔ واقعی ایسا ہی ہوا۔ لوگوں پر سختی اور مصیبت نازل ہوئی۔ چنانچہ موت۔ اور بیماری لوگوں میں عام ہوگئی۔ آنحضرت کے اہل بیت کو سخت بیماری کا سامنا کرنا پڑا۔ ان مصیبتوں کے علاوہ بڑی سختی یہ تھی کہ مسقط کے خارجی حد سے زیادہ تکلیف دیتے تھے۔ خرید و فروخت میں چیزیں بیچتے مہنگی اور لیتے سستی حتےٰ کہ دس گنی قیمت لیتے اور دسواں حصہ قیمت دیتے تھے۔ بیمار لوگ جب ان سے دوا لینے جاتے۔ تو مخالفِ مرض دوا دیتے جس سے الٹی تکلیف ہوتی۔ اسوجہ سے بھی بہت لوگ ہلاک ہوئے۔ بعض جو کسی ضروری کام کیلئے کہیں جاتے۔ تو خارجی انہیں مار پیٹ کرتے۔ اور طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتے تھے۔ اور جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اور حضرت علی۔ حضرت فاطمہ اور حضرت حسنین رضی اللہ عنہم کو کھلم کھلا گالی بکتے۔ اور حد سے زیادہ لعن طعن کرتے تھے۔ اس معاملے پر ہر روز اہل سنت و جماعت و خوارج میں جنگ ہوتی۔ اہل سنت و

جماعت بہت سے خارجیوں کو قتل کرتے۔ اور کچھ اہل سنت وجماعت کے بھی شہید ہوجاتے۔ ایک روز آنجناب کا خاص مرید شہید ہوا۔ تو طرح طرح کے کھانے پکا کر اس کی روح کو بخشنے لگے۔ ان خارجیوں کی عادت و رسم ہے کہ ایک مقررہ دن جنگل میں حضرت امام حسینؑ کا بُت تیار کرکے منبر پر کھڑا کرتے ہیں اور اس پر پتھر برساتے ہیں اور آنجناب پر لعن وطعن کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے ایسے بُرے عقاید سے اللہ تعالیٰ کی پناہ۔

ترسم ایں قوم کہ بادرویشاں میخندند ... برسر کار خرابات کنند ایمان را

جن دنوں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ مستقط میں تھے۔ تو خارجیوں کا وہ مقررہ تیوہار بھی آگیا خارجیوں نے حسب رسم وعادت وہ کام شروع کیا۔ حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ نے بہ سبب حمیت اسلامی جہاد کا ارادہ کیا۔ اگرچہ اہل سنت وجماعت مقدار میں تھوڑے تھے۔ اور خارجی زیادہ کیونکہ وہ ان کا ملک تھا۔ اور آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اکثر ہمراہی بیمار تھے اور بہت سے مر چکے تھے۔ لیکن آنجناب نے ان باتوں کی ذرا پرواہ نہ کرکے باقی ماندہ کو ساتھ لے اس آیۃ کریمہ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت علی فئۃ کثیرۃ باذن اللہ بسا اوقات تھوڑا لشکر بہت سے لشکر پر بحکم الٰہی غالب آتا ہے، پر عمل کرکے سوار ہوکر خارجیوں پر چڑھ آئے۔ یہ ملعون بھی تیر تلوار لیکر مستعد ہوئے۔ بڑے گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ ہزارہا خارجی کھیت رہے۔ اور بہت سے اہل اسلام بھی شہید ہوگئے لیکن اخیر میں غلبہ اہل سنت وجماعت کا ہوا۔ اور خارجی نوک دم بھاگ اُٹھے اہل سنت وجماعت نے تیس کوس تک ان کا تعاقب کیا۔ خارجیوں نے اس فاصلے تک دم نہ لیا۔ بعد ازاں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ فاتح ومنصور ہوکر لوٹے۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے۔ پھر خارجیوں نے جمع ہوکر جنگ کرنی چاہی۔ لیکن ایسے ذلیل ہوچکے تھے۔ اور ان کے دلوں پر خوف چھا گیا تھا کہ بغیر مقابلہ کئے بھاگ اُٹھے۔ اور چپ چاپ اپنے گھروں میں جا گھسے۔ لیکن اہل سنت وجماعت کے لشکر کی رسد رسانی انہوں نے بالکل بند کردی۔ فوج اسلام میں قحط پڑ گیا۔ حتےٰ کہ بڑے بڑے آدمیوں کو جَو کی روٹی بھی نصیب نہ ہوتی۔ گھوڑے۔ گائیں۔ اونٹ وغیرہ مویشی جو ساتھ تھے ذبح کرکے ان کا گوشت قوت لایموت کے موافق کھاتے۔ بسا اوقات یہ بھی نہ ملتا مرض

اور زخمیوں کے لئے دوائی بھی میسّر نہ ہوتی۔ وہ بدکار رات کے وقت آکر چوری کرتے۔ جب نوبت یہاں تک پہنچی۔ اور اہل اسلام کا ناک میں دم آگیا۔ تو ان رافضیوں کو جو ہمراہ تھے بہت سرزنش کرنے لگے کہ تمہاری شامت اعمال کے سبب ہم اس بلا میں گرفتار ہوئے۔ حق تعالےٰ نے ان کے دلوں کے قفل کھولے۔ وہ کہنے لگے۔ کہ واقعی ہمارا مذہب بُرا ہے۔ ہمیں اب معلوم ہوا ہے کہ ہمارا مذہب باطل ہے۔ اور اہل سنت وجماعت کا مذہب برحق ہے۔ ہم اس مذہب سے توبہ کرتے ہیں۔ پھر آنحضرت کی خدمت میں آکر دل وجان سے توبہ کی۔ آنحضرتؓ نے اُنکے بارے میں فرمایا کہ اب تم صالح ہوگئے ہو۔ پھر وہ سب کے سب آنحضرتؓ کے مرید ہوگئے۔ جب مسلمانوں پر سختی حد سے بڑھ گئی۔ تو سب آنجنابؓ کی خدمت میں فریاد لیکر آئے۔ کہ برائے خدا توجہ بلیغ فرمائیں کہ مسلمانوں کو اس بلائے عظیم سے نجات ہو۔ یا سب کے سب ہلاک ہوجائیں۔ کیونکہ ہم زندگی سے عاجز آگئے ہیں۔ آنجناب کو ان کے حال پر بقدر رحم آیا کہ آنکھوں میں آنسو بھر لائے۔ تازہ وضو کرکے دو رکعت نماز ادا کرکے اس بلا کے دفیعہ کے لئے متوجہ ہوئے اور مراقبہ طویلہ کے بعد سر اٹھا کر فرمایا۔ کہ یہ بلا تو لقمہ مانگتی ہے۔ سو ہم تمہارے عوض اپنے فرزند کو اس بلا کے منہ میں ڈالتے ہیں۔ تاکہ مسلمان اس بلا سے بچ جائیں۔ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا یہ فرمانا ہی تھا کہ آنحضرتؒ کے فرزند خواجہ عبدالرحمن جن کی عمر سات سال کی تھی۔ مریض ہوگئے۔ اور دوسرے روز اس دار فانی سے کوچ کرگئے۔ لیکن وبا لوگوں میں سے پھر بھی نہ گئی۔ پھر خلق خدا آنحضرتؓ کی خدمت میں حاضر ہوکر دادخواہ ہوئی۔ تو پھر آنحضرت نے اپنے دوسرے فرزند کو خلقت پر فدا کیا۔ چنانچہ آنحضرت کے دوسرے فرزند خواجہ عبدالرحیم جن کی عمر اس وقت پانچ سال کی تھی اسی روز فوت ہوگئے۔ آنجناب دونو فرزندوں کو وہیں دفن کرکے شکر خدا بجالائے۔ کہتے ہیں۔ کہ تین دن کے عرصے میں دونو مخدوم زادے فوت ہوگئے۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو ان دونو فرزندوں سے بڑی محبت تھی۔ اگرچہ آنحضرتؒ سختی میں مبتلا تھے۔ دونو فرزند بھی گذر گئے۔ اور طرح طرح کی مصیبتیں جھیلیں لیکن بے قرار نہ ہوئے بلکہ مستقل مزاج رہکر شکر الٰہی بجالاتے رہے۔ اور اپنے ہمراہیوں کو بھی شکر الٰہی کی تاکید کرتے تھے۔ آنحضرت فرماتے تھے کہ یہ بلا ہماری

شامت اعمال کا نتیجہ ہے۔ در اصل یہ حق تعالےٰ کا عین فضل و کرم ہے۔ ہم اس مصیبت کو اپنے درجات کی ترقی کا باعث جانتے ہیں۔ مخدوم زادوں کی وفات کے بعد بھی وبا میں تخفیف نہ ہوئی۔ تو پھر سارے مسلمان آہ و زاری کرتے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی عالم پناہ بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اور اس قسم کی بیقراری ظاہر کی۔ کہ زمین و آسمان اور مرغ و ماہی سب ان کی حالت دیکھکر رونے لگے۔ حضرت قیوم ثالث رضؓ نے خلق اللہ کی یہ حالت دیکھکر بارگاہ الٰہی میں بڑی عاجزی سے عرض کیا۔ کہ اے پروردگار! اگر تیرا ارادہ ان بندوں کو مارنے ہی کا ہے۔ تو میں اپنے آپ کو ان پر فدا کرتا ہوں۔ مجھے ان کے بدلے لے لے۔ اور انہیں اس بلا سے خلاصی عنایت کر۔ یہ دعا ختم ہوتے ہی آنحضرتؓ امام انام مریض ہو گئے۔ اور مرض کا دم بدم غلبہ ہوتا گیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے فرزندوں کی والدہ ماجدہ بھی بیمار ہو گئیں۔ وہ تو حد درجہ لاچار ہو گئیں۔ جب لوگوں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کو بیمار دیکھا تو جان گئے۔ کہ آنحضرت نے خود دعا کر کے یہ بیماری لی ہے۔ تاکہ اپنے آپ کو لوگوں پر فدا کریں۔ بہت گھبرائے اور ننگے سر آنحضرتؓ کے حضور میں حاضر ہوئے۔ اور نہایت عاجزی سے عرض کیا۔ کہ ہم اپنی ہلاکت پر راضی ہیں۔ لیکن آنجناب ہمارے سر پر سلامت رہیں +

؎ در ظلِ آفتاب تو آسودہ اند خلق　　یارب مباد تا بقیامت زوالِ تو

خواہ ہم پر ہزارہا مصائب ہیں لیکن جب آنجناب کی زیارت کرتے ہیں۔ تو سارے رنج و غم فرحت و مسرت سے بدل جاتے ہیں۔ یہ رنج و غم اور محنت و مشقت ہمیں دل و جان سے منظور ہے۔ بشرطیکہ حضرت حجۃ اللہ رضؓ کی قیومیت کا سایہ ہمارے سر پر رہے اگر واقعی حق تعالےٰ کا ارادہ ہمیں ہلاک ہی کر دینے کا ہے۔ تو ہم حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے روبرو فوت ہونے کو اپنی سعادت ابدی جانتے ہیں۔ آنجناب ہمارے خاتمہ بالخیر کے لئے دعا کریں اور اپنی توجہ مبارک سے ہمیں قیامت کی سختی سے نجات بخشیں۔

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے حضرت ابو العلی اور حضرت قیوم رابع رضؓ کی والدہ نے وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی۔ دعا کی کہ پروردگار! ہم اپنے آپ کو خلق خدا پر قربان کرتے ہیں۔ اپنے ان بندوں کو اس آفت سے نجات دے۔ اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو شفا بخش ہمیں ان کے بدلے لے لے۔ الہام ہوا کہ تمہیں کیونکر

دنیا سے اٹھالوں۔ جبکہ تم سے ایک لڑکا ہونا ہے جو کمالات محمدی کا متمم اور منصب قیومیت کا خاتم ہوگا۔ آنحضرت کے ہر ایک مرید اور تمام خلقت نے بارگاہ الہی میں دعا کی کہ ہم اپنے آپ کو خلق خدا پر قربان کرتے ہیں۔ لیکن کسی کی دعا قبول نہ ہوئی۔ اور آنجناب کا مرض دمبدم زیادہ ہوتا گیا۔ لوگ یہ حالت دیکھ کر گھبرائے۔ اور چیخے چلائے۔ روئے دھوئے۔ اور ان کی آہ و فریاد سے زمین و زماں کانپ اٹھے۔ چرند پرند ان لوگوں کی حالت پر روئے۔ کروبی فرشتے ان کی بیقراری سے اپنی تسبیح بھول گئے سب نے بارگاہ الہی میں اس مخلص گروہ کے حق میں دعا کی۔ اتنے میں رحمت حق آپہنچی۔ اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو الہام ہوا کہ ہم نے ان لوگوں کو اس بلا سے رہائی دی اور تمہیں شفا۔ آنجناب نے یہ خوشخبری لوگوں کو سنائی۔ تو شام غم صبح شادی سے بدل گئی۔ اور مارے خوشی کے پھولے نہ سماتے تھے۔ سب نے کہا۔ یہ خوشی ہماری خلاصی کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ آنحضرت کی سلامتی کے لئے ہے۔ اس قدر خوشی ہم اس واسطے کرتے ہیں۔ کہ پروردگار نے اپنا بہت بڑا فضل کیا ہے۔ انشاء اللہ مسلمانوں کا اس بلا سے نجات پانا عنقریب بیان کریں گے۔

ذکر دربیان

سال دوازدہم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رسیدن رحمت الہی وبیان انعامات او سبحانہ برآنحضرت وبشارت یافتن از جناب پروردگار. کہ ہفت ہزار آدم کہ برآنہا دوزخ واجب شدہ باشد سوائے مریدان توبہ شفاعت تو درجنت داخل خواہند شد وخلاص شدن مسلمانان ازاں بلیہ و توبہ کردن ومرید شدن خوارج مسقط بمع بادشاہ خود بجناب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ ومراجعت آنجناب ازمسقط بہ حجاز

جب حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ کو لوگوں کی خلاصی اور اپنی شفا کا الہام ہوا۔ تو شکر الہی بجالائے۔ اور لوگوں کو یہ خوشخبری دی۔ تو وہ بھی اللہ تعالے کا شکر بجالائے۔ اور اس خوشخبری پر ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے خاصکر آنحضرت کی شفا کی خبر سے ان کا وہ سب رنج وغم آرام اور خوشی سے بدل گیا۔ جو لوگ

مریض تھے۔خوشی سے ان کا مرض بھی جاتا رہا۔ علےٰ ہذا القیاس ہر قسم کا دکھ اور تکلیف اسی خوشی میں بھول گئے۔

انہیں دنوں فجر کی نماز کے بعد حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آج نزول کیفیت باخیر و برکت ظہور میں آیا۔ اس خاکسار بیمقدار پر بدرجہ غایت مہربانی کر کے آہ وزاری کہ خدا تمہارے گھر آیا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ تم سے محبت کرتا ہے۔ تم محبوب پروردگار ہو۔ تمہیں حق تعالیٰ نے حضرت مجدد الف ثانیؒ اور قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل کیا ہے۔ اور حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خاص محبوبیت تمہیں عنایت فرمائی ہے۔ اسی اثناء میں میرے گرد تمام انبیاء اولیاء اصفیا ساتوں آسمانوں کے فرشتے اور تمام مخلوقات الٰہی صف بستہ ہے۔ اور بڑے اشتیاق سے میری طرف دیکھ رہے ہیں۔ الہام ہوا کہ یہ تمہاری محبوبیت کا نظارہ دیکھنے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اسقدر مہربانی ہوئی کہ بیان سے باہر ہے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ اس واقعہ کے دوسرے روز حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ آج پروردگار کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ تمہارے مریدوں کے علاوہ سات ہزار آدمی جن پر دوزخ واجب ہوگا۔ تمہاری سفارش سے بہشت میں داخل ہوں گے۔ پھر دوگانہ شکر ادا کیا جب کھانے کا وقت ہوا۔ تو فرمایا کہ آج ہم یہ کھانا نہیں کھائیں گے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ اور کھانا پکائیں۔ فرمایا آج اللہ تعالےٰ نے ہماری دعوت کی ہے۔ سب حیران رہ گئے۔ کہ خدائی دعوت کیونکر ہوگی۔ ظہر کی نماز ادا کر کے بیٹھے تھے۔ کہ ایک عورت دسترخوان سر پر اٹھائے آئی۔ اس دسترخوان میں ایک پیالہ آش کا اور دو روٹیاں تھیں۔ وہ عورت صالح نام آنحضرتؒ کی خاص مریدہ ہندوستان کی رہنے والی نہایت مشہور عورت تھی جو گھر بار ترک کر کے آنجناب کے ہمراہ حج کو آئی تھی۔ اس نے آکر عرض کیا کہ بیگم نے سلام عرض کیا ہے۔ اور یہ آش آج بہت عمدہ تیار ہوا تھا۔ اسواسطے ایک پیالہ آنجناب کی خاطر بھیجا ہے۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ آج یہ دو روٹیاں ہمارے لئے تمام روئے زمین کی سلطنت سے بہتر ہیں۔ پھر لوگوں سے مخاطب کر کے فرمایا کہ پروردگار کی دعوت یہی ہے۔ جب مجھے یہ الہام ہوا۔ تو میں نے

انبیاء کی نسبت اللہ تعالےٰ سے طلب کی۔ چنانچہ حضرت ذکریا علیہ السلام یحیٰی علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری میں کی ہے۔ قَالَ رَبِّ اجْعَل لِّي آيَةً ۚ قَالَ آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا رَمْزًا ۗ بولا اے رب مجھ کو کچھ نشانی دے کہا نشانی تیری یہ کہ نہ بات کرے تو لوگوں سے تین دن مگر اشارہ سے۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے ملہم فرمایا۔ کہ اس بشارت کا مطلب یہی ہے کہ آج فلاں نیک عورت تمہیں کچھ کھانا بھیجے گی۔ پھر تمہیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ یہ خوشخبری سچی ہے۔ بعد ازاں آنحضرت رضی اللہ عنہ نے وہ کھانا تناول فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ کا بے شمار شکر بجا لائے۔

مناقب نقشبندی میں حضرت ابو العلیٰ لکھتے ہیں۔ کہ عین شدت وبا میں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ اب وبا رو بہ تنزل ہے۔ میں حیران رہ گیا کیونکہ اس وقت وبا زوروں پر تھی۔ میں اس بھید کی کشف کے لئے متوجہ ہوا تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے ہیں۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر ان آدمیوں کی طرف رخ کر کے فرماتے ہیں "السلام علیکم یا ایہا المسلمون من اہل البلایا" پھر بالفاظ فارسی فرمایا۔ "سلام باد بر شما اے گروہ مسلماناں کہ دریں فتنہ و بلیہ و محنت و مصیبت افتادہ اید۔ اما الحال شما را حسن جلی و علیٰ ازیں بلا خلاص کردو تمام گناہاں شما را آمرزیدہ و فردائے قیامت بے حساب از فضل خود در جنت داخل خواہد کرد"۔

مصیبت میں گرفتار مسلمانو! تم پر سلام ہو۔ تم فتنہ و بلا اور رنج و مصیبت میں گرفتار تھے۔ لیکن اب اللہ تعالےٰ نے تمہیں اس بلا سے نجات دی ہے۔ تمہارے سارے گناہ بخش دیئے ہیں۔ اور قیامت کے دن اپنے فضل و رحمت سے تمہیں بغیر حساب بہشت میں داخل کرے گا۔ پھر مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ اس مصیبت کے بدلے اللہ تعالیٰ تمہیں وہ چیز عنایت کریگا جس سے سارا جہان قیامت تک فائدہ اٹھاتا رہیگا۔ اس سے مراد فرزند کی پیدائش ہے۔ جو اس سفر سے واپس آ کر اللہ تعالےٰ نے آپ کو عنایت فرمایا۔ جو بعد میں خاتم منصب قیومیت اور مظہر اتم کمالات محمدیؐ ہوا۔ قیامت تک لوگ انکے باطن سے سیراب ہوتے رہیں گے۔ یہ واقعہ میں نے حضرت

حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیان کیا۔ آنجناب نے فرمایا کہ مجھے بھی اللہ تعالیٰ
کی طرف سے الہام ہوا ہے۔ کہ جو لوگ اس مصیبت میں گرفتار رہے ہیں سب کو
اس نے بخشدیا ہے۔ انکے تمام قصور معاف کر دیئے ہیں۔ اس بلا سے بھی خلاصی عنایت
فرمائی ہے۔ اور مجھے یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ اس مصیبت کے بدلے تمہیں ایسی
نعمت دی جائے گی جس سے لوگ قیامت تک فیض حاصل کرتے رہیں گے۔ دوسرے
روز وبا تھم گئی۔ لوگوں کی تکلیف بھی کم ہو گئی۔ تین روز بعد وبا کا نام و نشان تک نہ
رہا۔ لیکن قحط اور گرانی اشیا بدستور تھی۔ کیونکہ خارجیوں نے اہل سنت و جماعت
کا سامان رسد بند کر دیا تھا۔ تمام لوگوں نے اس بارے میں آنحضرت رضی اللہ عنہ
کی خدمت میں شکایت کی اور توجہ بلیغ کی درخواست کی۔ آنجناب دیر تک ہاتھ اٹھائے
دعا کرتے رہے۔ دعا سے فارغ ہو کر لوگوں کو فرمایا کہ اللہ تعالے نے تمہیں اس مصیبت
سے بھی نجات دیگا۔ لیکن اب لڑائی کا سامان ٹھیک ٹھاک کر کے خارجیوں پر ہلا بول دو
اللہ تعالے تمہیں فتح عطا فرمائے گا۔ تمام آدمی حسب الارشاد خارجیوں پر ٹوٹ پڑے
حق تعالے نے ان کے دلوں پر ایسا خوف طاری کیا۔ کہ اہل سنت و جماعت کو دیکھتے
ہی باوجود اس کثرت اور شان کے بھاگ اُٹھے۔ سینوں نے ان کا پیچھا کیا خارجیوں
کے قدم نہ جمنے پائے تمام خارجیوں نے اپنے بادشاہ کے پاس جا کر سینوں سے جنگ
کرنیکی ترغیب اسے دی۔ بادشاہ نے انہیں بہت ملامت کر کے کہا۔ یہ لوگ تمہارے
مہمان ہیں۔ ان کی حرمت کرنا اور لوازمات مہمانداری بجالانے چاہیں۔ میں نے سنا ہے
کہ ان کا قافلہ سالار اہل سنت و جماعت کا پیشوا اور مقتدا ہے۔ تمام سنی اس کے مرید
ہیں۔ ساتوں ولائتوں کے بادشاہ اسکے حلقہ بگوش غلام اور مرید ہیں۔ بہتر یہ ہے۔ کہ تم
اس کی خدمت کرو۔ اور ضیافت کی شرطیں بجالاؤ۔ اور اپنے ملک کے تحف و ہدایا اس
کی خدمت میں پیش کرو۔ اور جو سلوک پہلے کر چکے ہو اس کی بابت معافی مانگو۔ تاکہ تمہارے
سابقہ افعال بد کی تلافی ہو جائے۔ اور وہ تم سے خوش ہو کر اس ملک سے جائے۔
اور تمہاری خوش اخلاقی کا شہرہ تمام جہان میں ہو جائے۔ ایسا کرنے سے تمام جہان کے
بادشاہ تمہارے ممنون احسان ہو جائینگے۔ جو معاملہ تم نے ان سے کیا ہے عنقریب اسکا بد
نتیجہ تم دیکھو گے۔ اور اس بدفعالی کا خمیازہ اٹھاؤ گے۔ اور دیکھو گے کہ اس غلط اعمال

کی شراب کا خمار کیونکر ہوگا کیونکہ تمہارے ملک کی ضروریات کی اکثر چیزیں غیر ملکوں سے آتی ہیں۔ یہ حالت سنکر کوئی تاجر ادھر کا رخ نہیں کریگا۔ جب تم ضروریات کے لئے دوسرے ملکوں میں جاؤ گے۔ تو وہاں کے لوگ تمہیں طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائینگے۔ جو شخص اس ملک کا پائینگے اسے ہلاک کریں گے۔ دنیاوی زندگی تمہارے لئے سخت تلخ ہو جائیگی اور زیست دوبھر ہو جائے گی۔ جب شیخ کی تکلیف کی اور ملکوں کے بادشاہ جو اسکے مرید ہیں سنیں گے تو ضرور ہے کہ اس ملک پر چڑھائی کریں۔ اور تمہارا ناک میں دم کردیں۔ اور یہ جو تم نے ان سے جنگ کرنیکی صلاح دی ہے سراسر بعید از عقل وقیاس ہے۔ کیونکہ پہلے تم ان سے شکست کھا چکے ہو۔ اور ان کا رعب تمہارے دلوں پر چھایا ہوا ہے۔ وہ بڑے دلیر ہیں۔ جو فوج ایک دفعہ کسی سے شکست کھا چکے دوسری دفعہ مقابلہ کی اسے جرأت نہیں پڑتی۔ جیسا کہ اب ہوا ہے۔ اس سفر میں شیخ کے تمام آدمیوں نے مرنے کی ٹھان لی ہے۔ اب تو سوائے مرنے کے اور کچھ انہیں دکھائی نہیں دیتا۔ اگر بھاگیں بھی تو اس ملک میں جہاں جائیں گے قتل کئے جائیں گے۔ اسواسطے انہوں نے مرنے مارنے کا مصمم ارادہ کرلیا ہے۔ تب تم پر حملہ آور ہوئے ہیں۔ یہ بہت مشکل ہے کہ تم ان ہزاروں آدمیوں پر جنہوں نے مرنے کی ٹھان لی ہو کامیابی حاصل کرسکو۔ اسکا نتیجہ یہی ہوگا کہ تم خود ہلاک ہو جاؤ گے۔ اگر بفرض محال تم نے انہیں قتل بھی کیا۔ تو شیخ کے خلفا اور مرید جو روئے زمین کے مختلف حصوں میں آباد ہیں سب شیخ کے قصاص پر آمادہ ہوں گے۔ اور جہاں بھر کے بادشاہ جو شیخ کے مرید ہیں۔ تم پر حملہ کریں گے اور تمام جہان اس ملک کو نشانہ تیر بنائیگا۔ اور متفق ہو کر تم پر تیر اندازی کرے گا۔ پھر ہم تم نیست و نابود ہو جائیں گے۔ اور کتے کی موت مریں گے۔ سارے ملک کو جلادینگے۔ اس کی خاکستر کو سمندر میں پھینکدیں گے۔ اور اس سرزمین کا نام و نشان تک مٹادینگے سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں۔ کہ اس کی خدمت کرو اور عمدہ طور سے لوازمات جہان نوازی بجالاؤ۔ اور سابقہ بدسلوکی کے لئے معافی مانگو۔ تاکہ تمہارا ملک آبرو اور تمہارا مال وجان سلامت رہے۔ نہیں تو نہ ہم تم ہوں گے نہ مال و ملک۔ نہ آبرو و عزت سب کچھ خاک میں مل جائیں گے۔

چناں بہ کہ باا و مدارا کنید ــــ بنالید و عذر آشکارا کنید

تمام ارکان سلطنت اور خارجی امرا و وزرا اور علما نے بادشاہ کی رائے کی تعریف کی۔ آخر یہ قرار پایا۔ کہ شیخ سے علمی مناظرہ و مذاکرہ کرنا چاہئے۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ کون حق مذہب پر ہے۔ دوسرے روز تمام علمائے شیعہ حضرت قیوم ثالث رضؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور سوالات کرنے شروع کئے۔ آنجناب نے تمام سوالوں کے ایسے شافی جوابات دیئے۔ کہ سب دم بخود رہ گئے۔ اور از روئے علم کچھ جواب نہ دے سکے۔ دوسرے روز علمائے شیعہ نے پھر وہی سوالات کرنے شروع کئے جو پہلے دن کئے تھے۔ آنحضرتؒ نے فرمایا یہ وہی سوالات ہیں جن کے جوابات ہم دے چکے ہیں۔ لیکن آنجناب نے پہلے دن سے بھی زیادہ قوی دلایل و براہین اہل سنت وجماعت کے مذہب کے بارے میں بیان فرمائیں۔ اور محققانہ اور مدققانہ جوابات دیئے تیسرے روز پھر انہوں نے وہی سوالات کرنے شروع کئے۔ لیکن بفضل خدا اس روز بھی مات رہے حتےٰ کہ دس روز تک برابر وہی سوال کرتے رہے اور ہر روز نیچا ہی دیکھتے رہے۔ جب آنحضرتؒ کی لسانی و خوش بیانی اور سرمایہ علمی دیکھتے تو عش عش کر اٹھتے اور بے اختیار بول اٹھتے کہ واقعی شیخ صاحب عالم متبحر ہیں۔ دسویں روز بادشاہ نے علما کو بلا کر مناظرہ کی کیفیت پوچھی۔ تو انہوں نے کہا کہ شیخ کی خوش بیانی۔ لسانی تحقیق و تدقیق اس قسم کی ہے کہ ہمیں اس کے سامنے بات کرنے کی قدرت نہیں۔ واقعی اس بزرگ کو تائید غیبی حاصل ہے۔ جو کچھ کہتا ہے خدا سے کہتا ہے۔ بادشاہ نے کہا میں نے پہلے ہی تمہیں کہا تھا۔ کہ شیخ معظم ہے۔ اور تائید آسمانی اس کے ساتھ ہے۔ اب بہتر یہ ہے۔ کہ اس کی خدمت کرو اور سابقہ قصوروں کی معافی مانگو۔ اسی رات علمائے شیعہ کے سردار نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک بہت بڑے وسیع جنگل میں یاقوت سرخ کا ایک پہاڑ ہے جس کی روشنی سے سارا جنگل جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ اس پہاڑ کی چوٹی پر زمرد کا ایک تخت رکھا ہوا ہے۔ جس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ بیٹھے ہیں۔ اور گرد اگرد جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اور اصحابؓ اور اولیائے امت دست بستہ کھڑے ہیں۔ اتنے میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ آرہے ہیں۔ تم آنجناب کا استقبال کرو سارے آدمی جو اس وقت کھڑے تھے حسب الارشاد حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے

استقبال کے لئے پہاڑ پر سے اترے۔ پہاڑ کے نیچے ایک نورانی شکل آدمی ابلق گھوڑے پر سوار معہ بہت سے مریدوں اور خلفاء کے نمودار ہوا۔ بعد ازاں پہاڑ پر چڑھ آیا۔ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ تو نہایت مہربانی سے اُٹھکر بغلگیر ہوئے۔ اور اپنے پاس برابر تخت پر بٹھایا۔ اور لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ محمد نقشبند حجۃ اللہ قیوم ثالث اور پروردگار کے خاص محبوب ہیں اور باپ دادا کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل ہیں جو شخص ان سے محبت کریگا اللہ تعالےٰ دین و دنیا میں اس کی عزت کرے گا۔ اور جس کے دل میں اُن کی دوستی نہ ہوگی۔ اس کی دنیا و آخرت دونوں برباد جائینگی بعد ازاں فرمایا کہ مسقط کے خارجیوں کو لاؤ۔ آنجناب کے حکم کے بموجب خارجی لائے گئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سخت ناراض ہوکر انہیں فرمایا کہ چونکہ تم جناب رسول صلعم کے اہل بیت سے عداوت رکھتے ہو اسواسطے تم اپنی عاقبت خراب کرتے ہو۔ دوسرے حق تعالےٰ نے اپنے محبوب خاص کو جو قیوم وقت ہے۔ تمہاری ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔ سو تم نے ایسے سخت سخت تکلیفیں پہنچائی ہیں۔ تمہیں ذرا خوف خدا نہیں آیا۔ اللہ تعالےٰ تم سے خوش نہیں۔ اس واسطے تمہارا ایمان بھی ضائع گیا۔ پھر سخت غضبناک ہوکر خوارج کی تنبیہ کے لئے حکم کیا۔ تو فی الفور حسب الحکم بعض کے ہاتھ پاؤں باندھ کر انہیں مار پیٹ شروع کی۔ بعض جوتیوں سے پیٹے گئے۔ بعض کے پاؤں میں رسی باندھ کر گھسیٹا گیا۔ اور شیعہ علما کے سردار کی پیٹھ اور چہرے پر زدوکوب کی گئی۔ کہ خوارج نے اپنے افعال سے توبہ کی۔ حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ نے ان کی سفارش کی۔ اور انہیں اس مار پیٹ سے نجات دلوائی۔ دوسرے دن علما کے رئیس نے بادشاہ کے سامنے جب کہ تمام چھوٹے بڑے اور وضیع و شریف حاضر تھے۔ یہ سارا خواب بیان کیا۔ ایک اور شخص نے کہا کہ میں نے بھی اسی قسم کا خواب دیکھا ہے۔ جس وقت لوگوں کو تکلیف دے رہے تھے۔ مجھے پتھر مارا اور رئیس العلما کو مُکّہ۔ فلاں کو لکڑی سے مارا۔ اور فلاں جوتیوں سے پٹا گیا۔ رئیس العلما نے کہا واقعی مجھے مُکّے اور دھیڑ لگے جن کا درد اب تک محسوس کرتا ہوں۔ ایک اور شخص نے کہا کہ میں نے بھی یہ واقعہ دیکھا ہے۔ مجھے الٹا لٹکا یا کوڑے لگائے گئے تھے۔ اور دوسرے آدمیوں کو اور قسم کی

مارپیٹ ہوئی۔ اسی طرح چالیس معتبر آدمیوں نے اس واقعہ کو بلاکم وکاست بیان کیا۔ بادشاہ نے کہا۔ آج رات میں نے بھی خواب میں دیکھا ہے۔ کہ نہایت عالی شان باغ میں مروارید کے ایک محل کے اندر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہیں۔ اور حضرت عمرؓ اور حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ ارحمٗ دونو بیٹھے ہیں حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے ازروئے لطف وکرم حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے سر اور چہرے پر بوسہ دیا۔ اس محل کے گرداگرد بہت سے لوگ دست بستہ کھڑے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔ کہ محمد نقشبند حجۃ اللہ اللہ تعالےٰ کے خلیفہ اعظم اور جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے نائب اتم ہیں۔ اس عزیز کی محبت تمام مسلمانوں پر واجب ہے۔ جو اس عزیز کی محبت سے روگردانی کرے گا غضب الٰہی میں گرفتار ہوگا۔ بعد ازاں مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ حق تعالےٰ نے اس عزیز کو تمہاری سعادت اور تمہاری قوم کی ہدایت کے لئے بھیجا تھا لیکن تم نے اس کی قدر نہ کی۔ بلکہ اُلٹی تکلیفیں پہنچائیں۔ تم نے خدا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ذرا خوف نہ کیا۔ پھر آدمیوں کو حکم دیا کہ اسے کوڑے لگاؤ۔ چنانچہ مجھے کوڑے لگائے گئے میں نے عرض کیا۔ کہ میں اس بارے میں بے گناہ ہوں۔ کیونکہ میں راضی نہ تھا کہ لوگ انہیں تکلیف پہنچائیں۔ بلکہ جنہوں نے انہیں ستایا ہے انہیں میں نے نصیحت کی ہے۔ پھر حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ تم انکے پادشاہ تھے۔ اگر جھڑک کر انہیں منع کرتے۔ تو کسی کی مجال نہ تھی۔ کہ ان کا بال بیکا کرتا میں نے عرض کیا۔ کہ جو تقصیر مجھ سے ہوئی میں معافی کا خواستگار ہوں۔ اور توبہ کرتا ہوں آنجناب نے فرمایا پہلے اپنے مذہب سے توبہ کرو۔ اور اہل بیت کے محب بن جاؤ پھر اس مرد عزیز کے مرید ہو جاؤ۔ اس کی خدمت کو دین و دنیا کی سعادت سمجھو۔ میں نے یہ تمام باتیں منظور کیں۔ سو اب میں اپنے عقیدے سے توبہ کرتا ہوں۔ اور اس بزرگ کی خدمت میں جا کر مرید ہونا اور گناہ معاف کرانا چاہتا ہوں۔ تم میں سے جسے یہ بات منظور ہو۔ میرے ساتھ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہو جائے۔ اگر کوئی انکار کرے گا تو بے دریغ تہ تیغ کیا جائیگا۔ سب نے کہا۔ چونکہ آپ ہمارے پیشوا ہیں۔ جو کچھ آپ کو قبول ہے ہم بھی جان دل سے

سے قبول کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس مرد کی بزرگی ہم پر روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ اسمیں شک وشبہ کی گنجایش ہی نہیں۔ بعد ازاں بادشاہ معہ تمام علما چھوٹوں بڑوں وضیع وشریف کے حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ننگے سر پگڑی گلے میں ڈال حاضر ہوا۔ پہلے سب نے اپنے مذہب سے توبہ کی۔ پھر جو تکلیفیں پہنچائی تھیں ان کی بابت معافی مانگی۔ لیکن آنجناب نے ذرا توجہ نہ کی۔ وہ بیچارے صبح سے عصر تک ننگے سر کھڑے رہے۔ جب انہوں نے حد سے زیادہ عاجزی کی۔ اور عرض کیا کہ آنجناب نے جب خواب میں تقصیرات معاف فرمائی ہیں۔ تو ہم امیدوار ہیں کہ ظاہر میں بھی ہمارے قصوروں سے درگذر فرمائیں گے۔ اور ہماری توبہ کو قبول ومنظور فرمائیں گے۔ پھر سب نے اپنے اپنے خواب عرض خدمت کئے۔ حضرت **حجۃ اللہ** رضی اللہ عنہ کو بھی ان کی حالت زار پر رحم آیا۔ ان کے جرموں کو معاف فرمایا سلطان مسقط معہ تمام علما ودیگر اراکین سلطنت حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مرید ہوا۔ دوسرے دن بادشاہ نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو معہ تمام خلفا اور مریدوں کے ضیافت کے لئے قلعہ میں مدعو کیا اور ضیافت کی تمام رسمیں کماحقہ پوری کیں۔ اور اپنے ملک کے تحفے اور ہدیے پیش کئے۔ اپنا تمام مال واسباب اور اندوختہ بطور نذر آنحضرت رضی اللہ عنہ کے پیش کیا آنجناب نے سب کچھ لے کر پھر اس کو واپس دے دیا۔ اور فرمایا کہ ہم فقیر لوگ اس قدر مال وجنس کو کیا کریں گے۔ بادشاہ نے جب بہت کچھ اصرار کیا۔ تو آنجناب نے اس میں سے قدرے قبول فرمایا۔ بادشاہ مسقط نے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو تین روز اپنے خاص قلعہ میں بطور مہمان رکھا تیسرے روز آنحضرت رضی اللہ عنہ اپنے گھر تشریف لائے۔ بادشاہ بھی بطور وداع آنجناب کے ساتھ آیا۔ بادشاہ ہر صبح وشام حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے حلقہ میں شامل ہوتا۔ مسقط کے ہزارہا آدمی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ اور سلوک باطنی حاصل کرکے پروردگار کی ذات وصفات کے قرب کمال سے مشرف ہوئے اور ان میں سے بہت لوگوں کو آنحضرت نے اس طریقہ احمدیہ معصومیہ کی عمدہ بشارات عنایت فرمائیں۔ اور وہاں کے اکثر علما کو خلافت عطا فرمائی۔ وہ سارا

ملک حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے سلسلے سے پُر ہو گیا۔ جب تک وہ بادشاہ زندہ رہا آنجناب کا مرید رہا۔ اور یہ طریقہ بھی اس ملک میں رائج رہا جب بادشاہ فوت ہو گیا۔ اور ارکان سلطنت نے اس کے رشتہ داروں میں سے ایک کو تخت پر بیٹھایا۔ یہ بادشاہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے کمالات سے چنداں باخبر نہ تھا کچھ عرصے بعد دوسرے علما اور اکابر سلطنت جو آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید تھے۔ اس جہان فانی سے کوچ کر گئے۔ تو جاہل خارجی جو آنحضرتؓ کے ڈر سے پہاڑوں کی چوٹیوں پر جا چھپے تھے۔ اور گمنامی کی حالت میں زندگی بسر کر رہے تھے۔ جب تک وہ نیک بادشاہ زندہ رہا ان کی مجال نہ تھی۔ کہ ملک میں داخل ہوں اب موقع پا کر اس بادشاہ سے آملے۔ اور پھر اسے خارجی مذہب کی طرف مائل کیا یہ خفیف العقل بادشاہ ان پر ایسا فریفتہ ہوا کہ جو کچھ وہ کہتے تھے۔ وہی کرتا تھا۔ ان کی آبلہ فریب باتوں میں آکر خارجیوں کے ناقص دین کو قبول کیا۔ اور لوگ بھی الناس علیٰ دین ملوکھم لوگ بادشاہ کا دین اختیار کر رہے ہیں۔ کے بموجب خارجیوں کا دین قبول کیا۔ اور پھر اس دین باطل کا پورا پورا رواج ہو گیا۔ اور یہ غیر حق مذہب دوبارہ ملک مسقط میں رائج ہوا۔ لیکن حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے سلسلہ والے مستقل رہے۔ کسی کی مجال نہ تھی۔ کہ انہیں اس طریقہ سے روکے بلکہ ان سے ڈرتے تھے۔ اور اپنے مذہب کو پوشیدہ رکھتے تھے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے جو فرزند اور خلفا اس ملک میں موجود تھے۔ بادشاہ ان کی بہت عزت و حرمت کرتا۔ اور اکثر ان کی زیارت کے لئے آیا کرتا۔ جو کچھ وہ فرماتے وہی مانتا۔ خانقاہ کے اخراجات کے لئے گاؤں دے رکھے تھے۔ اور دوسرے مریدوں کے لئے بڑے بڑے معقول وظیفے اور مدد معاشیں اور روزینے مقرر کئے ہوئے تھے بہت سی خانقاہیں اور مدرسے ان کی خاطر بنوائے تھے۔ جو آج تک موجود ہیں۔ اور اس وقت تک اس ملک میں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا طریقہ بڑی شان و شوکت کے ساتھ جاری ہے۔ اب ہم اصلی قصہ بیان کرتے ہیں جب حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو مسقط میں رہتے ہوئے قریباً ایک سال ہو گیا۔ تو پھر سفر حجاز کا ارادہ کیا۔ ماہ شعبان کے آخری حصہ میں معہ تمام لواحقین و تابعین جہاز پر سوار ہوئے مسقط

کے بہت سے علماء اور امیر وارکان سلطنت بھی آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حج کے ارادہ سے روانہ ہوئے۔ کواکب دریہ میں لکھا ہے۔ کہ جس قدر آنجناب کے ہمراہی وبا اور دوسری تکالیف سے مسقط میں ضایع ہوئے تھے ان سے زیادہ مسقط کے لوگ آنجناب کے ہمراہ ہوئے۔ شاہ مسقط نے سارے ملک کا ایک سال کا خراج بطور زاد راہ آنحضرت کی نذر کیا۔ آنحضرت نے شیخ عبدالکریم یمنی کو خلافت عنایت کر کے مسقط میں خلق خدا کی تربیت کے لئے چھوڑا۔ اور وہاں کے بعض اور آدمیوں کو بھی خلافت عنایت فرمائی۔ اور شیخ صاحب کو ان سب کا سردار مقرر کیا۔ کہتے ہیں شیخ صاحب کو وہاں قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ ہزارہا آدمی آپکے مرید ہوئے۔ اور عجیب وغریب حالات پیدا کئے۔ شیخ صاحب نے بھی بہتیروں کو خلافت عطا فرمائی شیخ صاحب اسی ملک میں اس دار فانی سے رخصت ہوئے۔ شیخ صاحب کے ایک سال بعد وہ بادشاہ بھی جو آنحضرت رضی اللہ عنہ کا مرید تھا اس دنیا ناپایدار سے چل بسا۔ حضرت ابوالعلی مناقب نقشبندیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے اس احقر کو فرمایا۔ کہ نماز تراویح میں قرآن شریف ختم کرو۔ مجھے امامت کے لئے مقرر فرمایا میں حسب الارشاد امام تراویح بنا۔ آنجناب پر عجیب معاملات منکشف ہوئے۔ جو لوگ آنحضرت کے خاص جہاز میں تھے۔ وہ آنجناب کے ساتھ نماز تراویح میں شامل ہو کر سعادت حاصل کرتے تھے۔ دوسرے جہازوں کے آدمی اس بارے میں کف افسوس ملتے تھے۔ کہ ہم کیوں اس نعمت عظمےٰ سے محروم رہے۔ ایک ایک جہاز کے آدمی کشتیوں میں بیٹھ کر ہمارے جہاز میں آکر آنحضرت کے ساتھ نماز تراویح میں شامل ہو کر چلے جاتے۔ دوسری رات دوسرے جہاز کے آدمی آتے۔ ایک رات عین نماز میں تھے۔ کہ آنجناب سے آواز ظاہر ہوئی میں نے نماز سے فارغ ہو کر پوچھا۔ کہ نماز میں کیا معاملہ ہوا تھا۔ فرمایا اسکوت خیر من الکلام فی ھذا الکلام اُس مقام پر خاموشی بہ نسبت کلام کرنے کے اچھی ہے۔ حافظ یہ قصہ دراز ہے بخدامت پوچھو۔ جب میں نے بہت کچھ الحاح کیا تو فرمایا۔ کہ میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے سخت شرمسار تھا اور مارے شرم کے گھلا جاتا تھا کہ من تواضع للہ رفع اللہ القدر۔ جو شخص اللہ تعالےٰ کی خاطر تواضع

کرتا ہے اللہ تعالٰے اس کا مرتبہ بلند کرتا ہے کہ مطابق قرب محبوبیت وخلوت کے اسرار سے سرافراز فرمایا جنہیں میں بیان نہیں کرسکتا۔ گویا مجھ سے نور ظاہر ہوا ہے جس نے سارے عالم سفلی وعلوی کو گھیر لیا ہے اور عرش سے مرکز فرش تک سرایت کر گیا ہے پھر مجھے ان حکمات سے سرافراز فرمایا ان اللہ یباھی لک الملٰئکۃ من احبک احبہ اللہ ومن ابغضک ابغض اللہ بیشک اللہ تعالٰے تیرے وجود سے فرشتوں پر فخر کرتا ہے جو تجھ سے محبت کرتا ہے اللہ تعالٰے اس سے پیار کرتا ہے اور جو تجھ سے دشمنی رکھتا ہے اللہ تعالٰے اس کا دشمن بنجاتا ہے۔ اور یہ کہ جو لوگ اس وقت تیرے ہمراہ تھے ہم نے ان سب کو اپنے دوستوں میں داخل کیا۔ اس سے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی علو شان کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے تمام مکشوفات پر ایمان لانا چاہئے۔ ہر رات اسی قسم کے معاملات و واردات ظہور میں آئیں اور برکات و تجلات ہونے لگیں جن کا بیان حیطہ تحریر و تقریر سے باہر ہے۔ باقی جہازوں کے آدمیوں نے عرض کیا۔ کہ ہم امید کرتے ہیں کہ آنجناب کی صحبت کے سبب باقی عشرہ میں برکات نصیب ہوں گی۔ اور لیلۃ القدر بھی اسی عشرے میں ہے۔ اگر آنحضرت از راہ کرم توجہ فرمائیں کہ جہاز دو تین دن میں کہیں ٹھیر جائیں۔ تو ہم لیلۃ القدر کی برکات سے مستفیض ہو جائیں آنحضرت رضی اللہ عنہ نے ملاح سے پوچھا۔ کہ ہم کتنے روز میں مخا پہنچ جائیں گے۔ اس نے عرض کیا۔ کہ اگر باد مراد چل پڑی تو ہم ایک ماہ بعد ضرور مخا پہنچ جائیں گے۔ حالانکہ باد مراد چند روز سے بند تھی۔ اور بڑی وقت سے جہاز ایک روز کی راہ دس روز میں طے کر رہے تھے۔ آنحضرت رض نے فرمایا اللہ تعالٰے قادر ہے کہ ایک ماہ کی راہ ایک دن میں طے کرا دے۔ جب دوسرا دن ہوا۔ تو آنجناب فجر کے مراقبہ سے فارغ ہو کر نماز اشراق پڑھ رہے تھے کہ دور سے ایک بندرگاہ پر نظر پڑی ملاح نے کہا پہلے میں نے کبھی یہاں بندرگاہ نہیں دیکھی۔ یہ کہاں سے آگئی جب قریب پہنچے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ یہ مخا کا بندرگاہ ہے۔ تمام حیران رہ گئے۔ اور جان گئے کہ یہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی توجہ کی کشش کا نتیجہ ہے۔ لوگوں کو آنحضرت پر اور بھی اعتقاد ہو گیا۔ جب اہل یمن کو آنحضرت رض کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی تو سب کے سب آنحضرت رضی اللہ عنہ کے استقبال کے لئے آئے اور مرید و غلام

بن گئے۔ والئے مخہ خدمتگاری اور مہمانداری کی تمام شرطیں کما حقہ بجالایا۔ جب امام یمن نے حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کا مرید تھا۔ آنحضرت کے قدوم میمنت لزوم در دو سے اطلاع پائی۔ تو سر کے بل حاضرِ خدمت ہو کر تجدید بیعت کی۔ اور صبح شام آنحضرت کے حلقہ میں شامل ہونے لگا۔ اس کے اراکین سلطنت بھی مع اپنے اپنے لشکروں کے آنحضرت کے مرید ہوئے۔ کہتے ہیں لیلۃ القدر کو حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے ان تمام آدمیوں کو جو آنجناب کے ہمسفر تھے۔ اور مسقط میں مصیبتیں اٹھا چکے تھے۔ ولایت۔ قرب حق۔ فنا و بقائے ذات و صفات پروردگار کی خوشخبری سنائی۔ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے جسے چاہے عنایت کرے۔ اللہ تعالےٰ صاحب فضل عظیم ہے۔

ذکر و بیان

داخل شدن حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ در مکہ معظمہ وبیان وقائع کہ آنجناب را در آنجا روئے دادہ

حضرت ابو العلیٰ مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ نے ماہ شوال مخہ میں بسر کیا اور ذیقعدہ کی پہلی تاریخ کو حرمین الشریفین زاد اللہ شرفاً وکرماً کی طرف متوجہ ہوئے۔ راستے میں آنجناب پر اس قدر تازہ عنایات اور بے اندازہ رحمتیں وارد ہوئیں کہ جن کا ظاہر کرنا موجب فتنہ و فساد ہے۔ عاقل کو اشارہ ہی کافی ہے۔ جب اہل عرب کو آنجناب کی تشریف آوری کی خبر ہوئی۔ تو تمام وضیع و شریف اور چھوٹے بڑے مثلاً شیخ المشائخ شیخ عبد الوہاب۔ شیخ فخر الدین خطیب۔ ملک العلما مولانا شمس الدین وغیرہ اور شریف مکہ استقبال کے لئے آئے۔ شیخ مراد شامی مع ان تمام خلفائے حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ جو شام روم اور عرب کے گرد و نواح میں رہتے تھے۔ حاضر خدمت ہوئے۔ اور آنحضرت سے تجدید بیعت کی۔ خنکار روم نے بھی اپنے بڑے بڑے امیروں کو مع تحف و ہدایا ایک لاکھ اشرفی اور تین لاکھ روپیہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا۔ اور آنجناب سے تجدید بیعت کی۔ روم شام اور عرب کے تمام امرا نے آنحضرت سے از سر نو بیعت

کی۔ مناقب نقشبندیہ میں لکھا ہے۔ کہ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ مکہ میں پہنچے۔ تو کعبہ حسنہ آنجناب کے استقبال کے لیئے آیا اور گلے ملا۔ آنجناب نے فرمایا۔ کہ میری حقیقت کو حقیقت کعبہ سے خاص طوق حاصل ہوا ہے۔ چونکہ کعبہ کی حقیقت صفات الٰہی کے اصول کے کمالات کا انتہائی مقام اور تمام ممکنات کے حقایق کی سجدہ گاہ ہے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی حقیقت بھی اصول صفات کے انتہائی مقام تک پہنچی ہے۔ اور ذات بحت سے مل گئی ہے۔ اس واسطے آنحضرت رضی اللہ عنہ تمام مخلوقات کا مرجع و مآب ہوئے۔ جب آنحضرت رضی اللہ عنہ حرم میں پہنچے۔ تو پاؤں کے درد کی وجہ سے پیادہ نہیں جا سکتے تھے۔ اس واسطے آنجناب کا تخت مسجد الحرام میں لے گئے۔ اور تخت پر ہی بٹھا کر طواف کرایا۔ شیخ مراد شامی کے پاؤں بھی تسمہ کی طرح تھے۔ اس لئے اٹھنے کی طاقت نہ تھی۔ انہیں بھی آنحضرت کے طفیل سے تخت پر بٹھا کر طواف کرایا گیا۔ پہلے آنحضرت کا تخت مسجد الحرام میں گیا۔ جب آنجناب کا تخت مسجد میں پہنچ چکا۔ تو آنجناب کے حکم سے شیخ مراد شامی کا تخت بھی لایا گیا حرمین الشریفین میں یہ عزت و حرمت اور یہ معاملہ سوائے ان دو بزرگوں کے کسی اور کو نصیب نہیں ہوا۔

جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے مرید اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو حرمین الشریفین میں یہ عزت و حرمت نصیب ہوئی۔ مکہ معظمہ۔ مدینہ منورہ کے تمام علماء و مشائخ اور عرب کے بڑے بڑے رئیس پیادہ پا آنجناب کی سواری کے ساتھ جاتے تھے۔ اور صبح شام آنحضرت کے حلقہ میں شامل ہوا کرتے تھے۔ مسجد الحرام میں لوگ پانچوں وقت آنحضرت رضی اللہ عنہ کے انتظار میں رہتے جب تشریف فرما ہوتے۔ تو آنحضرت کو امام بنا کر نماز با جماعت ادا کرتے۔ جب حج کے لیئے عرفات میں گئے۔ تمام علماء و مشائخ آنجناب کے ساتھ تھے۔ اور آنجناب سب اہل حج کے قافلہ سالار تھے۔ آنجناب فرماتے تھے۔ کہ عرفات میں مجھ پر اس قدر عنایات ربی ہوئیں۔ کہ جنہیں میں بیان نہیں کر سکتا۔ بعد ازاں الہام ہوا۔ کہ عنقریب حق تعالےٰ آپ کو ایسی نعمت عظیم عطا فرمائیگا۔ کہ تمام جہان قیامت تک اس سے فیض حاصل کرتا رہیگا۔ اس نعمت سے مراد حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کی

پیدائش ہے۔ کہ قیامت تک ان سے فیض وہدایات لوگوں کو نصیب ہوتی رہیگی۔ جب عرفات سے واپس آئے۔ تو آنحضرت کے خزانے کا ایک اونٹ جس پر ایک لاکھ اشرفی لدی ہوئی تھی۔ چوری گیا لیکن آنجناب بیٹے کی خوشی میں اس قدر محو تھے کہ ذرا پرواہ نہ کی۔ لوگوں نے سمجھا کہ آج آنحضرت رضی اللہ عنہ کو خوشی ہوئی ہے اس واسطے پرواہ نہیں کرتے۔ شریف مکہ اور اور امیر عرب چوروں کو معہ مال واسباب پکڑ کر لے آئے۔ اور چوروں کو ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنا بہت جلدی جیل میں بھیجدیا۔ جب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو چوروں کے جیل میں جانے کی اطلاع ہوئی۔ تو والعافین عن الناس کے مطابق انہیں قید سے چھڑا دیا۔ اور وہ روپیہ بھی انہیں بخشدیا۔ دسویں روز جب عید الضحٰے کا دن تھا۔ عین طواف کے وقت ایک مہرشدہ کاغذ قبولیت جناب پروردگار کی طرف سے آنحضرت کو عنایت ہوا۔ اور سفید رنگ کی خلعت بھی مرحمت ہوئی۔ اور آنحضرت کے فرزند اکبر حضرت ابوالعلی کو بھی اسی قسم کی خلعت عنایت ہوئی۔ مناقب نقشبندی میں حضرت ابوالعلی تحریر فرماتے ہیں کہ مکہ شریف میں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ پر مرض کا غلبہ ہوا۔ جو ایک ماہ سے زیادہ تک رہا لیکن آنجناب کبھی نہ گھبرائے۔ ہمیشہ صبر و شکر کرتے رہے۔ یہی کلمہ ورد زبان تھا۔ کہ اگر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کروں اور اپنا چہرہ اس مبارک دہلیز پر ملوں۔ تو بہت کچھ امید ہوسکتی ہے۔ اگر اسی شوق اور طلب میں جان گئی۔ تو بھی دونو جہان کی سعادت حاصل ہے۔ عین شدت مرض میں مجھ حقیر کو فرمایا۔ کہ شفائے مرض کے لئے استخارہ کرو۔ میں نے بیت الخلیق کے باہر استخارہ کیا اور پھر استخارہ کے بعد کی دعا پڑھنی شروع کی۔ تو اس قدر انوار و برکات معلوم ہوئے جن کی شرح نہیں کرسکتے۔ گویا عالم اولین وآخرین آنحضرت کی شفا کے لئے دست بدعا ہیں۔ پتھر درخت زمین آسمان اور تمام مخلوقات آمین کہتی ہوئی اس دعا کے قبول ہونے کے لئے عاجزی کر رہے ہیں۔ ایک گھڑی بعد مجھے الہام ہوا۔ کہ تیری دعا ہم نے قبول کر لی ہے۔ عنقریب تیرے باپ کو شفا ہوجائے گی۔ ابھی بعض معاملات واسرار حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی ذات سے وابستہ ہیں۔ جن کے واسطے وہ اس جہان میں ہیں۔ اس خوشخبری سے فارغ ہوکر آنحضرت کے بارے میں اس قدر الطاف

و عنایات معلوم ہوئیں جنہیں میں بیان نہیں کر سکتا۔ گویا حق تعالےٰ از روے فخر فرشتوں کو فرماتا ہے۔ کہ دیکھو میرا بندہ محمد نقشبند ایسا ہے ٭

حضرت ابو العلی مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں۔ کہ جب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو مرض سے بدرجہ غایت تکلیف ہوئی۔ حتےٰ کہ بسبب ضعف مسجد الحرام میں نماز کے لئے نہیں جا سکتے تھے۔ اس واسطے آنحضرت رضی اللہ بہت حیران و نادم تھے۔ ایک روز فجر کی نماز کے بعد بیت اللہ شریف کی طرف رخ کئے ہوئے جو آنجناب کے گھر کے سامنے ہی تھا۔ بیٹھے تھے۔ طواف کے نہ حاصل ہو سکنے کا افسوس کر رہے تھے۔ اسی وقت آنحضرت پر منکشف ہوا کہ خود بیت اللہ آنجناب کی ملاقات کیلئے آکر آنجناب کے گرداگرد اپھر رہا ہے۔ اور بغلگیر ہو کر بوسہ دے رہا ہے۔ اور حقیقت کعبہ اور آنحضرت کی حقیقت دونو آپس میں خوب مل گئی ہیں۔ اور مخفی اسرار کا اظہار ہو رہا ہے ٭

میرے (مصنفؒ) جد امجد کواکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ جب عارف کی سیر جو قیوم وقت ہو حقیقت کعبہ سے ترقی کر کے ذات بحت تک ہو جاتی ہے۔ اور وہاں سے حصہ لے کر نزول کرتا ہے۔ نزول کے وقت کعبہ قیوم کی ان برکات کی وجہ سے جو اسے ذات بحت سے حاصل ہوتی ہیں۔ اور ان انوار و اسرار کے سبب جو وہ ساتھ لاتا ہے۔ اس کا طواف کرتا ہے۔ دراصل یہ طواف ان اسرار و برکات کا ہوتا ہے۔ جو قیوم کو حاصل ہوتی ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو لازم آتا ہے کہ کعبہ سے قیوم افضل ہو لیکن قیوم کی حقیقت کعبہ کی حقیقت کے نیچے ہے۔ نیز کعبہ کی حقیقت کو قیوم بھی سجدہ کرتا ہے۔ بلکہ کعبہ کی حقیقت تمام حقائق بشری سے افضل ہے۔ قیوم کی یہ ترقی ذات اقدس کے سبب المرءمع من احب کے موافق ہے ٭

مناقب نقشبندی میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ مسجد الحرام میں بیٹھے تھے۔ جب مراقبہ کیا تو دیکھا کہ شیطان ملعون ذلیل و خوار اور ننگے سر اور بے رونق ہو کر بیت اللہ کے قریب چوروں کی طرح چھپا چھپا پھرتا ہے۔ جب آنجناب کی نگاہ اس پر پڑی تو آنحضرت کو دیکھتے ہی ڈر کر دور بھاگا۔ وہی قصہ ہے کہ شیطان عمرؓ کے سایہ سے بھاگتا ہے۔ کیونکہ یہ بھی حضرت عمرؓ کے فرزند

کامل تھے۔ اس واسطے آنجناب سے شیطان بھاگ اٹھا۔ کیونکہ مشہور ہے کہ بیٹا باپ کا عبید ہوتا ہے۔ جب مکہ معظمہ میں آنحضرت کی خدمت میں لوگوں کا ہجوم بکثرت ہوگیا اور ہزارہا لوگ مرید ہونے کے لئے اطراف وجوانب سے آنے لگے۔ تو ایک روز آنجناب کے دل میں خیال آیا۔ کہ بندگان خدا پر اس قدر تصرف کرنا ٹھیک نہیں۔ یہ خیال آتے ہی جناب الہی سے خلعت عنایت ہوئی۔ اور الہام ہوا کہ یہ خلعت ارشاد ہے اور اپنے ان بندوں کو ہم تمہارے پاس بھیجتے ہیں۔ ابھی مکہ معظمہ میں تھے۔ کہ ایک روز آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ مجھے پروردگار سے قلمدان عنایت ہوا ہے اور الہام ہوا ہے کہ تم حق تعالےٰ کے وزیر اعظم اور نائب اتم ہو میں نے دیکھا کہ فرشتے مخلوقات کی طرح کے مقاصد کے کاغذات میرے پاس لارہے ہیں۔ اور میرے دستخط کراکر ان کاموں کو سرانجام کرتے ہیں۔ میں تمام موجودات کو اپنی طرف متوجہ پاتا ہوں۔ اور تمام کائنات مجھ سے فیض و نور حاصل کرتی ہے۔ ۱۰ محرم الحرام کو آنحضرت رضی اللہ عنہ کو خانہ کعبہ کے اندر جانا میسر ہوا۔ آنجناب فرماتے تھے۔ کہ اس گھر کے اندر اس قدر انوار و برکات کا ظہور ہوا۔ کہ باہر اس کا عشر عشیر بھی نہ تھا۔ وہاں پر مجھے خلعت مرحمت ہوئی۔ پہلے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ اپنے چھوٹے اور بڑے بیٹے کے ساتھ اس گھر کے اندر تشریف لائے۔ اور چوتھا ان کے ساتھ کوئی نہ تھا جب آنجناب باہر تشریف لائے تو اور لوگوں کو اندر جانا نصیب ہوا اس کے بعد آنجناب پر مرض کا سخت غلبہ ہوا جس کے سبب طبیعت میں نہایت ضعف آگیا اس واسطے کمال اشتیاق کی وجہ سے مدینہ منورہ کی طرف رخ کیا۔

ذکر در بیان

توجہ حضرت قیوم ثالث از مکہ معظمہ بمدینہ منورہ و واقعاتیکہ بر آنحضرت در آنجا روئے دادہ۔

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ عین شدت مرض میں بسبب اشتیاق و محبت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اس قدر عنایات آنجناب پر

ہوئیں کہ بیان سے باہر ہیں۔ حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وسلم نے نہایت فضل و کرم سے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ سے بغلگیر ہو کر آنجناب کی بہت کچھ تعریف کی ان میں ایک یہ ہے کہ انت فخر امتی "تم میری امت کا فخر ہو" علیٰ ہذا القیاس اور بھی جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے۔ وہاں کے تمام چھوٹے بڑے اعلےٰ وادنےٰ وضیع و شریف آنجناب کے استقبال کے لئے آئے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ خلیفۃ اللہ اپنی والدہ ماجدہ کی زبانی فرماتے ہیں۔ کہ جب ہم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اس روز خلقت کا اس قدر ہجوم ہو گیا۔ کہ بڑے بڑے امرا اور مشائخ کو آنحضرت کی زیارت بدقت نصیب ہوتی تھی۔ آنجناب سے مصافحہ کرنے کی بہتیری کوشش کرتے لیکن میسر نہ ہوتا۔ سب نے یکزبان ہو کر کہا ھذا شیخ مثل الشیخین مستثنا من جمیع الاولیاء امت یہ شیخ دو شیخوں کی طرح ہے اور تمام اولیائے امت سے افضل ہے۔ اس ملک کے ایک شیخ نے مجھے کہا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ حضرت عروۃ الوثقیٰ اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے بعد تمام اولیائے امت سے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ افضل ہیں۔ میں نے کہا۔ ان بزرگوں کے بعد حضرت خواجہ بہاؤالدین باقی تمام اولیاء امت سے افضل ہیں۔ اسی اثناء میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے ظاہر ہو کر فرمایا کہ تم بھائی خواجہ بہاوالدین کو کس وجہ سے فضیلت دیتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ جیسا کہ حضرات سرہند کا عقیدہ ہے۔ ہم ان دونو صاحبوں کو برابر سمجھیں گے۔ ابھی یہی گفتگو ہو رہی تھی۔ کہ جناب رسول خدا صلے اللہ وسلم کا روضہ مبارک دکھائی دیا۔ ہم جا کر روضہ منورہ کی زیارت سے شرف اندوز ہوئے۔ حضرت ابوالعلی مناقب نقشبندیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ میں اسوقت آنجناب کے ساتھ تھا۔ آنجناب حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کے سامنے کھڑے ہوئے۔ دیر تک روتے رہے بعد ازاں حجرہ کے قریب بیٹھ کر مراقبہ کیا۔ اور دیر تک رسالت کے بحر احسان و انعام میں مستغرق رہے اور یہ کلمہ فرماتے رہے۔ افدیت نفسی و روحی واولادی علیک یا رسول اللہ یا رسول اللہ! میر نفس روح اور اولاد آپ پر قربان ہو اس اثناء میں بجت رسالت کے ظہور سے اہل مجلس انوار میں مضمحل ہو گئے۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کمال لطف و کرم سے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو

عنایات خاصہ اور تشریفات مخصوصہ سے ممتاز فرمایا۔ اور اس قسم کی مہربانی فرمائی جس کا چھپائے رکھنا ہی بہتر ہے۔ نہایت عنایت سے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ برابر بٹھایا۔ اور اپنا نائب اتم بنایا۔ اور اپنی خاص خلعت آنجناب کو پہنائی *

حضرت ابو العلی مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں کہ جب مدینہ منورہ میں عرب اور ترک وغیرہ بے شمار آدمی آنحضرت کی خدمت میں مرید ہونے کے لئے آئے۔ تو آنجناب نے بپاس ادب جناب رسالت مآب سلسلہ ارشاد بند کر دیا۔ اور لوگوں کو ٹالتے رہے اسی اثناء میں ایک روز جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ سامنے بیٹھے تھے۔ کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے حجرہ خاص سے قدم رنجہ فرما کر حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ پر حد سے زیادہ مہربانی کی۔ اور اس لقب سے ملقب فرمایا کہ تم میرے اسی طرح بیٹے ہو جیسے ابراہیم تھا خلعت ارشاد تمہیں مبارک ہو یہ کام تمہارے ہی متعلق ہے۔ تم میرے قائم مقام اور مسند نشین ہو۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ ان دنوں مرض میں بُری طرح مبتلا تھے۔ چنانچہ طالبوں کو توجہ دینے کی طاقت بھی آنجناب میں نہ تھی۔ اس واسطے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی شفا کے لئے عرض کیا۔ الہام ہوا۔ کہ جلیل القدر خدمت کیلئے چند روز تک شفا ہو گی۔ چنانچہ اس کے بعد پچیس روز تک آپ مدینہ میں رہے۔ اس عرصہ میں جناب کو کامل صحت رہی۔ اور خلعت کی طرف متوجہ رہے۔ ہزارہا آدمیوں نے آنجناب سے کامل باطنی حصہ حاصل کیا۔ کہتے ہیں ہر روز سینکڑوں نئے طالب آنجناب کی خدمت میں مرید ہوتے۔ شیخ الاسلام مدینہ اسی ملک کا سب سے بڑا عالم تھا۔ سات سو عالم اس کے مدرسے میں پڑھانے پر مامور تھے۔ اس نے آنحضرت کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ آج رات خواب میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم مجھے فرماتے ہیں۔ کہ محمد نقشبند میرا خلیفہ اکمل اور نائب اعظم ہے۔ تم اس کی خدمت میں جا کر مرید ہو جاؤ۔ بعد ازاں صدق اعتقاد سے اپنے تمام شاگردوں سمیت آنجناب کا مرید ہوا۔ دوسرے روز شیخ العرب نے جو اس ملک کا سب سے بڑا شیخ تھا۔ اور جس کی خانقاہ میں تقریباً ایک ہزار شیخ عالم فقیر اور صالح آدمی رہا کرتے تھے۔ اور

جس سے لوگوں کو ظاہری اور باطنی فائدہ پہنچا کرتا تھا۔ آنحضرتؒ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ آج رات میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مجھے فرماتے ہیں۔ کہ خواجہ محمد نقشبند کے پاس جاکر اس کے مرید ہوجاؤ۔ کیونکہ وہ اولیائے امت سے افضل ہے۔ پھر وہ بھی معہ تمام توابع ولواحقین اور شاگردوں کے مرید ہوا۔ ان دونو صاحبوں نے بقید تمام سلوک باطنی حاصل کیا۔ آنحضرت نے ان دونو کو ولایت کی خوشخبری عنایت کرکے اجازت تعلیم طریقہ مرحمت کرکے اپنی خلافت سے بھی مشرف فرمایا۔ کہتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہؒ کی خدمت میں عرب والے جس قدر مرید ہوئے ان میں سے اکثر خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم وصحابہ رضی اللہ عنہ سے خوشخبری پاکر مرید ہوئے۔ جن کا مفصل لکھنا موجب طوالت کلام ہے۔ میرے مصنف ۲ جلد شریف کواکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو بہت سے مریدوں سمیت جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک میں داخل ہونے کی اجازت ملی۔ اس کے اندر معہ یاروں کے استغراق ہوا۔ دیر تک مراقبہ کیا بعد ازاں بڑی عاجزی سے سرمنہ خاص پردہ کے اندر ملکر باہر تشریف لائے اور حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کی زیارت کی۔ آنحضرت فرماتے تھے۔ کہ روضہ منورہ کے اندر مجھے نہایت عالیشان خلعت عطا ہوئی۔ اور شیخین کی طرف سے بھی دو خلعتیں مرحمت ہوئیں حسب معمول عشاء کی نماز کے بعد لوگوں کو وہاں سے دور کیا۔ کہ حضرت حجۃ اللہ معہ مریدوں کے آدھی رات تک وہیں بیٹھے مراقبہ کرتے رہے اور روضہ منورہ کے خادم نہایت ادب سے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کھڑے رہے۔ ہفتے میں دو رات یعنی جمعہ اور پیر کی رات کو تمام رات اپنے خاص مریدوں سمیت روضہ منورہ میں حلقہ اور مراقبہ کرتے تیسرے دن آنحضرت مدینہ سے بقیع کی زیارت کو گئے اور فرمایا کہ حضرت عثمان۔ حضرت امام حسن اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم کی نسبت نہایت عظمت وجلالت سے ظاہر ہوئی اور ہر ایک نے خلعت عنایت فرمائی۔ بعد ازاں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ظہور فرمایا۔ اور مجھے بیٹوں کی طرح گود میں لیا۔ اور نہایت مہربانی فرماکر خلعت عنایت فرمائی۔ بقیع میں تمام صحابہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر حد سے زیادہ مہربانی

فرمائی اور ہر ایک اپنی قبر سے نکل کر میرے آنے کا منتظر ہوا۔ اور میری ملاقات کو آ کر مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ میں ان بزرگوں کے درمیان حیران تھا کہ اول کس کی تواضع کروں۔ میں ان بزرگوں کی خدمت میں مضمحل اور متواری ہوا۔ کہ دیکھتا ہوں کہ ان کی نسبت کے انوار میں غرق ہوں۔ بعد ازاں آنحضرت سید الشہداء حمزہ وغیرہ شہداء احد کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ جو معاملہ بقیع میں ہوا تھا وہیں یہاں پیش آیا۔!

مناقب نقشبندی میں لکھا ہے۔ کہ ایک روز حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ منور کے سامنے بیٹھے تھے۔ کہ فرمایا کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے روضہ منورہ سے باہر تشریف فرما ہو کر مجھے بغل میں لیا اس وقت مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خاص حقیقت کا طوق نصیب ہوا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تکون و بروز حاصل ہوا۔ تکون و بروز کا یہ مطلب ہے۔ کہ جب کامل شیخ اپنے کمالات اپنے مرید صادق کو القا کرنا چاہے تو وہ اپنے آپ سے غائب ہو کر نفس مرید میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس وقت مرید ظاہر و باطن میں مرشد کا ہمرنگ ہو جاتا ہے۔ اور اس کے دقایق و حقایق سے متحقق ہو جاتا ہے۔ یہ معاملہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت **مجدد الف ثانی** رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی نصیب ہوا تھا۔ چنانچہ اس کا ذکر اس کتاب کے پہلے اور دوسرے حصے میں ہو چکا ہے۔ وہی معاملہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ یہ فضل الٰہی ہے۔ جسے چاہے عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے۔ اسی اثناء میں حضرت عروۃ الوثقیٰ نے ہزار ہا آدمیوں سمیت ظاہر ہو کر فرمایا۔ کہ محمد نقشبند! جس طرح تم نے مجھے اولین و آخرین میں سرخرو کیا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ تمہیں سرخرو اور سربلند کرے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے تیرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر رکھا ہے۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا کہ تمام اولیاء اللہ کی گردن پر تیرا قدم ہے۔ کواکب دریہ میں لکھا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ جل شانہ نے حضرت حجۃ اللہ کو جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل ان اسرار سے مشرف فرمایا

آنجناب کے والد بزرگوار اس وجہ سے اولین و آخرین میں سرخرو اور سربلند ہوئے۔ اگرچہ بذات خود بھی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سرافراز تھے۔ خلف ارشد بھی آنجناب کی سرافرازی کا باعث ہوا۔

ایک روز حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی کے قریب قرآن شریف ختم کر رہے تھے۔ ختم سے فارغ ہو کر فرمایا۔ کہ اس اثناء میں مجھ سے ایک نور ظاہر ہوا جس نے تمام عالم سفلی و علوی کو گھیر لیا۔ جب سوچ بچار کی تو معلوم ہوا۔ کہ یہ وہی معاملہ اور خلعت ہے جس نے کماحقہ ظہور کیا ہے۔ مجھ فقیر پر عجیب و غریب وقت ظاہر ہوا۔ گویا آج سے سینکڑوں خلعتیں از سر نو جلوہ گر ہیں۔ اور نہایت خوبصورتی کی حالت میں نمودار ہوئی ہیں۔ مجھے الہام ہوا۔ کہ یہ خلعت حضرت داؤد علیہ السلام کے وقت سے لیکر کسی کو عطا نہیں ہوئی۔ جو تمہیں عنایت ہوئی ہے۔ تمہارے لئے یہ خلعت مبارک ہو۔ اتنے میں اس خلعت کی مبارکباد اولین و آخرین اور اہل زمین و آسمان کی طرف سے ملی۔ موجودات کے تمام ذرات اور انبیاء و فرشتے مجھے مبارکباد دیتے تھے۔ میں حیران تھا۔ کہ یہ کس قسم کی خلعت ہے۔ جو حضرت داؤد علیہ السلام کو نصیب ہوئی۔ اور یہ خصوصیت میرے سوا اور کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ الہام ہوا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو ہم نے سلیمان کا سا بیٹا دیا جو تمام جہان اور اہل جہان کا پیغمبر اور بادشاہ تھا۔ اور تمام مخلوقات اس کی مطیع و مستقار تھی۔ اس کے بعد اس قسم کی سلطنت آج تک کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ بلکہ دیو پری جن وغیرہ سب اس کے فرمانبردار تھے۔ تمہیں بھی ہم نے ایسا فرزند عطا فرمایا ہے۔ جو جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کا مظہر اتم نائب اعظم اور خاتم کمالات ہوگا۔ تمام مخلوقات کی معنوی سلطنت اور قیومیت کا منصب اسی پر ختم ہوگا۔ اور تمام جہان اور اہل جہان قیامت تک اس سے فیض رشد اور ہدایت حاصل کرتے رہیں گے۔ جب تک دنیا قایم ہے جسے فیض حاصل ہوگا۔ اس کے وسیلہ سے ہوگا۔ اس دنیا میں آئندہ اس جیسا کوئی پیدا نہ ہوگا۔ اسی اثناء میں جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے روضہ مبارک سے نکلکر فرمایا کہ میں نے تمہیں ہند سے بڑی تاکید سے منگایا اور متواتر تین مہینے ہند میں تمہارے لینے کیلئے جاتا رہا۔ اور اس سفر کی برکتیں تمہیں بتلاتا رہا۔ ان ساری باتوں کی غرض یہی تھی۔ کہ میں

تمہیں بلا کر اپنی خاص نسبت کا القا کروں جس کے القا کی وجہ سے تمہارے ہاں ایک فرزند ہوگا۔ جو میرے کمالات کا خاتم اور مظہر اتم ہوگا۔ اور جس کے سبب سے تمہارے خاندان میں برکت عظیم رہیگی۔ اور لوگ قیامت تک اس سے فیض حاصل کرتے رہیں گے۔ اس کے بعد پھر اس جیسا کوئی پیدا نہ ہوگا۔ بعد ازاں مجھ سے بغلگیر ہو کر اپنے سینے کو میرے سینے سے ملایا اور اپنی نسبت خاصہ کا القا فرمایا۔ بعد ازاں میرے فرزند ابوالعلی کو بلا کر اس سے بغلگیر ہو کر فرمایا۔ کہ وہ فرزند اس عزیز کی پشت سے ہوگا۔ اس واسطے کئی سال اسے اپنے پاس بٹھایا میں نے اس کی تربیت کی۔ اور اس کے چہرے پر برقعہ ڈال اس کی نگاہ ہر طرف سے بند کر کے اپنی طرف متوجہ رکھا۔ تاکہ اسکے ہاں ایسا بزرگ فرزند پیدا ہو۔ پھر فرمایا کہ وہ فرزند باطنی تربیت تم سے حاصل کرے گا۔ یہ نسبت جو میں نے تمہیں دی ہے اسے دنیا مستقط میں جو اس قدر تکلیفیں اور مصیبتیں تمہیں پہنچیں ان کے بدلے حق تعالےٰ نے تمہیں یہ نعمت عظمےٰ عطا فرمائی۔ حضرت حجۃ اللہ نے یہ خوشخبری سنکر دوگانہ ادا کیا۔ اور اس کے شکریہ میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کے نام طعام پکا کر فقراء کو تقسیم کیا۔ تمام اہل مدینہ کو بلایا جب لوگ آئے اور مجلس منعقد ہوئی۔ ابھی کھانا نہیں چنا گیا تھا۔ کہ آنحضرت نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تصنیف مبداء و معاد کے بعض معارف جو پنجگانہ عالم امر کے متعلق ہیں۔ بیان کرنے شروع کئے اہل مجلس ان کے سننے میں محو تھے اتنے میں ایک اہل عناد جسے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے قدیمی عداوت اس واسطے تھی کہ آنحضرت نے معارف لدنیہ میں جو آنجناب کی تصنیفات سے ہے مرشد ولی کے مرشد نے اس کو جو سراسر دائرہ شریعت سے خارج تھا۔ اور اس کو دین و مذہب سے سروکار نہ رکھتا تھا۔ حد سے زیادہ طعن و تشنیع کی ہے۔ اس نے مرشد بد نہاد سے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے حق میں بری بھلی باتیں بیان کیں۔ جنہیں سنکر حضرت قیوم ثالث سخت ناراض ہوئے۔ اہل مجلس نے اس ملعون کو مار پیٹ کرنی چاہی۔ لیکن آنحضرت نے بتاکید تمام منع فرمایا۔ اور خود تحمل کو کام میں لائے۔ مجلس طعام سے فارغ ہو کر اس مرد بد بخت نے گھر پہنچکر ایک رسالہ رفض و عناد کا لکھکر آنحضرت کی خدمت میں بھیجدیا۔ جب آنحضرت نے اس کا مطالعہ کیا۔ تو سر جھکا لیا۔ اور نہایت مغموم ہوئے

اسے ہاتھ سے پھینک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مغموم ہو کر جا کر بیٹھے۔
جناب رسالت مآب نے از راہ لطف و کرم ظاہر ہو کر فرمایا۔ کہ جو تیرا مردود ہے وہ میرا بھی مردود ہے۔ جو کچھ چاہتے ہو اس کے حق میں ظاہر ہو سکتا ہے۔ آنجناب کی عادت تھی کہ کسی سے کبھی بدلہ نہ لیتے تھے۔ جب کبھی کوئی خلاف ادب بات کرتا آپ برداشت کرتے۔ اس کا بدلہ لینے کی کوشش ہی نہ کرتے۔ اپنے طالبوں اور مریدوں کو بھی یہی نصیحت کرتے۔ کہ اگر ہم بھی بدلہ لینے پر اتر آئیں تو پھر خاص و عام میں فرق ہی کیا رہا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ افضل البشر اور دیگر انبیاء نے کفار اور منافقوں کے ہاتھ سے طرح طرح کی اذیتیں سہیں لیکن انتقام نہ لیا۔ حتٰے کہ مر گئے کہتے ہیں وہ دشمن اسی رات قے اور اسہال کے سبب ہلاک ہو گیا اور داخل فی النار ہوا۔
حضرت ابوالعلی مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں۔ کہ حج کے قبول ہونے کی یہ تین علامتیں ہیں۔ ایک آنحضرت کا آزار بدنی دوسری وہ تکلیف جو کہ معظمہ میں حج سے فارغ ہو کر ہوئی۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے تیسری وہ تکلیف جو اس مرد ملعون سے پہنچی۔ یہ تینوں حج کے بعد ہوئیں بعد ازاں خطاب ہوا۔ کہ جو تیرا مردود ہے وہ میرا بھی مردود ہے اس وقت آنجناب نے اس بدمذہب کے حق میں دعا نہ کی کیونکہ آنجناب کا طریقہ بدلہ لینے کا نہ تھا پچیس روز مدینہ منورہ میں رہ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہو کر مکہ معظمہ کا رخ کیا۔
حضرت ابوالعلی مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں۔ کہ جب حضرت قیوم ثالث وداع ہونے کے لئے جناب سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ پر آئے تو نہایت عاجزی اور زاری سے سر جھکا لیا۔ اور رونے لگے پھر اوندھے گر پڑے یہی حالت تمام مریدوں کی تھی۔ رخصت سے فارغ ہو کر آنجناب نے فرمایا کہ میں نے دیکھا۔ کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم دست مبارک میں عصا لئے ہوئے حجرہ سے تشریف فرما ہوئے اور بڑے تپاک سے مجھ سے بغلگیر ہو کر فرماتے ہیں۔ السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور خلعت خاص مرحمت کر کے پھر حجرہ کی طرف متوجہ ہوئے ہیں میرے تمام یاروں اور خلفا پر بھی بہت کچھ عنایات فرمائیں۔ بادشاہ ہند نے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے ہاتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں سلام عرض کر بھیجا تھا۔ آنحضرت نے وہ سلام عرض کیا۔ تو اس کے جواب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا۔ مُؤمِنٌ مَحْسُودٌ اَنَا مُحِبُّہٗ وَسَلَامٌ جس مومن کے ساتھ حسد کیا گیا ہو میں اُسے دوست رکھتا ہوں اور سلام بعد ازاں تقیع میں جا کر اصحاب رضی اللہ عنہ رخصت ہوئے۔ صحابہ میں سے ہر ایک نے آنحضرت پر حد سے زیادہ مہربانی کی۔ اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے۔

جب آنحضرت مدینہ منورہ سے باہر نکلے تو مرض کا دورہ ہوا۔ کیونکہ شفا صرف اتنے دن تک تھی جتنے دن آپ شہر میں رہے۔ اسواسطے کہ آنحضرت کی ذات سے اس ملک کے لوگوں کو باطنی فائدہ پہنچے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ آنحضرت نے اس مرض میں ایک روز فرمایا کہ نزول بکیفیت باخیر و برکت واقع ہوا۔ اور ایسا معلوم کرایا گیا کہ میں تیری بیمار پرسی کے لئے آیا ہوں۔ بعد ازاں تمام انبیاء اولیا اور ساتوں آسمانوں کے فرشتے تشریف لاکر فرماتے ہیں۔ کہ ہم سب اللہ تعالےٰ کے حکم سے تمہاری بیمار پرسی کے لئے آئے ہیں۔ جب مکہ معظمہ کے قریب پہنچے تو کعبہ معظمہ بھی آنجناب کے استقبال کو آیا۔ جب اہل مکہ کو آنجناب کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو سب شہر کے اہل آنحضرت کے استقبال کو آئے۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے چند روز مکہ معظمہ میں رہکر ہندوستان کا رخ کیا۔

ذکر و بیان

سال سیزدہم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ و مراجعت ایشاں از عرب بہ ہند و برداشتن برقع حضرت ابوالعلی از روے خود و واقعاتیکہ دریں سال بوقوع پیوستہ

جب حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ میں تشریف لائے تو چند روز وہاں رہکر ہندوستان جانے کا ارادہ کیا۔ عرب شام۔ روم اور یمن وغیرہ ممالک کے تمام مشائخ اور علما آنجناب کے ساتھ تھے۔ سب کو رخصت فرمایا۔ اور اپنے خلفاء مثلاً شیخ مراد شامی شیخ الاسلام مدنی اور شیخ العرب مدنی وغیرہ کو بھی رخصت کیا اور خود ہندی آدمیوں ہمیت جہاز میں سوار ہوئے۔ جہاز میں سوار ہوتے وقت جو لوگ

مسقط سے حج کے واسطے آنجناب کے ساتھ آئے تھے۔ انہیں بھی رخصت فرمایا جب سمندر طے کر کے بندرگاہ سورت میں پہنچے۔ تو ہند کے تمام بڑے بڑے رئیس اور امیر آنحضرت کے استقبال کو آئے کہتے ہیں۔ کہ حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ کے فرزند اکبر حضرت ابوالعلی نے قیومیت کے پانچویں سال میں چہرے پر برقع ڈالا پھر کسی سے گفتگو نہ کی۔ بندرگاہ سورت میں پہنچکر وہ برقعہ اٹھایا آٹھ سال تک آنجناب برقعہ اوڑھے رہے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میرے قبلہ گاہ حضرت ابوالعلی حضرت **حجۃ اللہ** کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ اور آپ کے چہرے پر نقاب تھا۔ اچانک وہ برقعہ چہرہ پر سے اٹھا دیا۔ جسے دیکھکر حاضرین دنگ رہ گئے۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار سے عرض کیا۔ کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا ہے کہ چہرے پر سے نقاب دور کرو جس کام کے لئے برقعہ پوش ہوئے تھے وہ مقصد حاصل ہو گیا ہے۔ یعنی تمہارے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کی طفیل پروردگار دین و دنیا کا کارخانہ آباد رکھیگا۔ اب جلدی سے اپنا نکاح کرو حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ مجھے بھی الہام ہوا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو تمہاری یہ تربیت فرمائی تو محض اس خاطر کہ تم سے ایسا فرزند پیدا ہو۔ جو کمالات محمدی کا مظہر اتم ہو۔ حضرت ابوالعلی آٹھ سال برقعہ پوش رہے۔ اس آٹھ سال کے عرصہ میں ہر وقت جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے بیٹھکر آپ کی تربیت میں شاغل رہتے۔ ایک روایت یہ ہے۔ کہ آپ بارہ سال تک برقعہ اوڑھے رہے۔ جب آپ نے چہرہ پر سے نقاب اٹھایا۔ تو کسی نے آپ کو نہ پہچانا۔ کیونکہ جب آپ برقعہ پوش ہوئے تھے۔ تو بے ریش تھے۔ اور جب نقاب چہرے پر سے اٹھایا تو اس وقت خط آیا ہوا تھا حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند حضرت ابوالعلی کے لئے خازن الرحمت کے بیٹے شیخ سعد الدین کی لڑکی طلب کی سفر سے واپس آکر چند روز میں نکاح ہو گیا۔ القصہ جب آنحضرت بندرگاہ سورت سے ہند کی طرف روانہ ہوئے۔ تو جس گاؤں یا شہر سے آنجناب کا گزر ہوتا۔ وہاں کے رہنے والے سبھی آنجناب کے استقبال کے لئے آتے۔ بادشاہ ہند نے تمام حکام کے نام احکام جاری کئے کہ اپنی حدود تک آنحضرت کا استقبال کرو اور پھر اپنی حدود سے باہر تک

وداع کرو۔ اسی طرح شاہجہان آباد تک پہنچے۔ بادشاہ ان دنوں حسن ابدال میں تھا۔ اس واسطے کہ جب اس نے مسقط میں آنحضرت کو تکلیف پہنچنے کی خبر سنی۔ تو گھبرا کر ایران کا رخ کیا۔ کیونکہ مسقط عراق ایران کے نواح میں ہے۔ اس کا خیال تھا کہ ایران کے آدمی بھی آنجناب کے دشمن ہیں۔ اس واسطے جو تکلیف آنحضرت کو پہنچی ہے وہ شاہ ایران کے اشارہ سے پہنچی ہے۔ کیونکہ والئے مسقط عراق ایران کا باجگذار ہے اس واسطے بادشاہ نے ایران کو تہ تیغ کرنا چاہا اور اس مطلب کے لئے ایک جرار لشکر لیکر دریائے سندھ کے قریب حسن ابدال میں جا پہنچا۔ جب شاہ ایران نے شاہ ہند کے آنے کی خبر سنی۔ تو آمادہ جنگ ہوا۔ لیکن ارکان سلطنت نے اسے شاہ ہند کے دبدبہ سے بہت کچھ ڈرایا۔ اس لئے شاہ ایران نے ڈر کر زہر کھا کر خودکشی کرلی۔ اراکین سلطنت نے اپنے عجز و انکساری کی ایک عرضی بادشاہ ہند کی خدمت میں لکھی۔ کہ ہمارا بادشاہ فوت ہوگیا ہے۔ اب یہ بیوہ عورتیں رہ گئی ہیں۔ جنکی حالت قابل رحم ہے۔ امید ہے کہ آپ ان شکستہ حال بڑھیوں پر رحم فرمائیں گے۔ اور ارادہ کی باگ شاہجہان آباد کی طرف پھیریں گے۔ اسی اثناء میں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری کی فرحت اثر خبر پہنچ گئی۔ کہ والئے مسقط اور وہاں کے اور باشندے کامل اعتقاد سے آنحضرت کے مرید ہوگئے ہیں اور آنجناب بخیر و عافیت مسقط سے حرمین الشریفین کی طرف تشریف لے گئے ہیں۔ بادشاہ یہ خبر سنکر ازبس خوش ہوا اس لئے ایران جانے کا ارادہ ترک کردیا۔ چونکہ حسن ابدال کی آب و ہوا خوشگوار تھی اس لئے چند ماہ وہیں قیام کیا جب آنحضرت کے سمندر پار ہونے کی خبر بادشاہ نے سنی۔ تو اسی وقت حسن ابدال سے آنحضرت کے استقبال کے لئے شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا۔

اسی سال حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ اس سرائے فانی سے سرائے جاودانی میں کوچ کر گئیں اور حضرت **قیوم ثانی** رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ کے مشرقی محراب میں مدفون ہوئیں۔ محراب کے دروازے کو بند کر دیا گیا اور اور طرف محراب نکالی گئی۔ جب بادشاہ ہند سرہند پہنچا۔ تو حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ میں آکر فاتحہ پڑھا۔ اور آنحضرت کے جو فرزند سرہند میں اس وقت موجود

تھے۔ ان کی والدہ کی ماتم پرسی کی۔ اور تاکیداً حکم کیا۔ کہ حضرت **حجۃ اللہ** رضی اللہ عنہ کو والدہ ماجدہ کے انتقال کی خبر نہ ہونے پائے۔ اور خود جلدی شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ یہ خبر شاہجہان آباد میں سنکر غم کی صورت بنائے سرہند کی طرف آرہے تھے۔ سرہند سے چالیس کوس کے فاصلہ پر تھانیسر میں بادشاہ نے آنحضرت کی قدمبوسی حاصل کی۔ پہلے آنحضرت کی والدہ ماجدہ کی ماتم پرسی کی۔ پھر عرض کیا کہ آنجناب میرے ساتھ شاہجہان آباد تشریف لے چلیں۔ جب آنحضرت نے اس بات سے انکار کیا تو بادشاہ نے حد سے زیادہ منت سماجت کی۔ آنحضرت نے کمال لطف وکرم سے اس کی التماس کو منظور فرماکر شاہجہان آباد کا رخ کیا۔ بادشاہ نے قلعہ خاص میں آنحضرت کا قیام کروایا۔ اور صبح شام آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہونا شروع کیا۔ تمام اراکین سلطنت آنحضرت کے حلقہ میں شامل ہوا کرتے تھے۔ ہر صبح شام آنحضرت کے حلقہ میں ہزارہا آدمیوں کا مجمع ہوا کرتا۔ آنحضرت نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی عنایت کو بادشاہ پر ظاہر کیا۔ بادشاہ نے عرض کیا کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ عنایت محض آنجناب کی طفیل سے ہے۔ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے جس نے مجھے جناب کی خدمت میں پہنچایا۔ جس کی وجہ سے میں اس مرتبہ سے مشرف ہوا۔ کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر اس قدر عنایت وشفقت فرمائی ان دنوں بادشاہ نے اپنے بڑے بیٹے سلطان محمود کو بعض حاسدوں کے بھکانے سے قید کر رکھا تھا۔ اور بارہ سال سے جیل میں تھا۔ حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ نے اسے قید سے چھڑایا۔ بادشاہ کو اس سے بڑی محبت تھی اسلئے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کا مرید کرایا تھا۔ آنحضرت بھی اس پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ یہ شاہزادہ مرگیا۔ تو بادشاہ بہت ہی غمگین ہوا۔ اسے سلطان ہمایوں کے مقبرہ میں جہاں سلاطین ہند کے مقابر ہیں۔ دفن کیا۔ ایک روز بادشاہ نے بیٹے کے فاتحہ کے لئے جانا چاہا۔ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں سلطان محمود کی قبر کا حال معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ یہ کام جناب کی توجہ اشرف سے ہوگا۔ امید ہے کہ میرے سینے پر تصرف فرمائیں۔ تاکہ اس کے حالات مجھ پر منکشف ہوجائیں آنحضرت نے اپنے باطن کی طرف تھوڑی سی توجہ کرکے فرمایا جاؤ بیٹے کی قبر پر انشاء اللہ بفضل

خدا اس کے حالات تم پر منکشف ہو جائیں گے۔ بادشاہ بیٹے کی قبر پر گیا۔ جب وہاں سے واپس آیا تو آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ الحمد للہ آنجناب کی توجہ شریف سے بیٹے کی قبر کے حالات میں نے معلوم کر لئے۔ جو جناب کی توجہ اور فضل خدا سے اچھے ہیں جب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو شاہجہان آباد میں رہتے ہوئے چند ماہ کا عرصہ ہو گیا۔ تو تمام حضرات سرہند جناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت کو بھی شوق وطن بکثرت ہوا۔ بادشاہ سے رخصت چاہی۔ بادشاہ آنجناب سے جدا نہیں ہونا چاہتا تھا بہتیرا عرض معروض کیا لیکن آنحضرت سرہند کی طرف روانہ ہو گئے۔

ذکر و بیان

سال چہار دہم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رفتن آنحضرت از شاہجہان آباد بہ سرہند و ولادت باسعادت حضرت قیوم رابع و قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے بادشاہ سے رخصت ہو کر سرہند جانا چاہا۔ بادشاہ نے عرض کیا کہ چند روز اور توقف فرمائیں۔ تاکہ یہاں کے لوگ جناب کی صحبت بابرکت سے فیض حاصل کریں۔ اور مجھے بھی نجات ابدی اور سعادت سرمدی نصیب ہو۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ اشتیاق وطن اب غالب ہے۔ اب میں ضرور وطن جاؤں گا۔ پھر بادشاہ نے بہت کچھ منت و سماجت کی لیکن آنجناب نے قبول نہ فرمائی اور سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ جب اہل شہر کو آنجناب کی تشریف آوری کی خبر ہوئی تو سر کے بل استقبال کے لئے آئے۔ حضرت قیوم ثالثؓ نے پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی زیارت کی پھر حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روزہ منورہ کی زیارت کر کے تھوڑی دیر توقف فرمایا۔ اور محل میں تشریف لے گئے۔

اسی سال حضرت قیوم ثالث کے فرزند حضرت ابوالعلی کے ہاں بروز پیر ۵ ذیقعدہ کو فرزند پیدا ہوا۔

چہ فرزند یکہ ناز و شادی ازوے ‏ ‏ جہاں راشد مبارکبادی ازوے

جب حضرت حجۃ اللہ کو اس فرزند کے پیدا ہونے کی اطلاع ہوئی۔ تو فرزند

بزرگوار کے دیکھنے کے لئے تشریف لائے اور فرمایا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء اور فرشتوں ہمیت تشریف فرما ہوتے ہیں۔ گود میں لیکر دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہکر محمد زبیر نام۔ ابو البرکات کنیت اور شمس الدین لقب فرمایا ہے۔ اور نہایت کرم سے فرماتے ہیں۔ کہ یہ فرزند خاتم منصب قیومیت ہوگا۔ اور جب تک دنیا ہے۔ اس کے ارشاد اور نور ہدایت سے جہان روشن رہیگا اُسکے بعد کوئی ایسا مقرب بارگاہ الٰہی پیدا نہیں ہوگا۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو پروردگار کی طرف سے کئی دفعہ معلوم ہوا تھا۔ کہ یہ فرزند ایسا بلند مرتبہ ہوگا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کی طرح تمام اولیائے اُمت سے افضل ہوگا۔ چنانچہ یہ حالات اس کتاب کے چوتھے حصہ میں انشاء اللہ مفصل بیان کئے جائیں گے۔ اس بچے کی بلندی مرتبہ اس سے قیاس کر سکتے ہیں۔ کہ دو فرضوں یعنی روزہ حج کے مابین واقع ہوا اور دو عیدوں کے درمیان پیدا ہوا۔ ماہ ذیقعدہ جس میں حضرت قیوم رابع پیدا ہوئے۔ ہندی میں اُسے خالی مہینہ کہتے ہیں۔ لیکن اب یہ حضرت قیوم رابع کی ولادت کے سبب پُر ہوگیا۔ اور واقعی یہ مہینہ ذیقعدۃ المعمور ہوگیا۔ شعراء نے اس فرزند ارجمند کی تاریخ ولادت کہکر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کی جو درج ذیل ہے

آں شیخ مجدد کہ بالف ثانیش — نبود ثانیش در ہمہ انسان غیر
حق داد باد منصب قیومی را — زو ماند معصوم شہے عالم سیر
معصوم چو از جرم و خطا بد معصوم — زاں نطفہ پاک خواجہ شد صاحب خیر
آں خواجہ کہ بود نقشبند عالم — اعلیٰ درجہ ابو العلیٰ ماند بخیر
فرزند چو حق داد ابو اعلیٰ را — چوں گوہر پاک آمد از معدن خیر
تاریخ ولادتش چو جستم گفتند — قیوم زماں قطب بادشاہ زبیر

ایک اور نے یہ تاریخ کہی ہے "مخدوم زمانہ قطب الاقطاب" امداد شاعر نے کہا۔ سروش آمد ولی قیوم رابع مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ۔ علیٰ ہذا القیاس بہت سی تواریخ مختلف اشخاص نے کہیں۔ جو خواب مختلف اشخاص نے اس رات دیکھے وہ اس کتاب کے چوتھے حصے میں انشاء اللہ درج کئے جائیں گے۔

اسی سال ایک روز حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ پردیدہ قصور یہاں تک

غالب آئی۔ کہ شہر کے کوتوال کو بلا کر فرمایا کہ مجھ پر تعزیر کرو اور حد شرع لگاؤ۔ اس نے کہا۔ اس نے کہا میری کیا مجال کہ آپ کو تعزیر کروں۔ آنحضرتؓ نے پھر تاکیداً فرمایا کہ ضرور بالضرور مجھ پر تعزیر لگاؤ۔ کوتوال نے کہا آپ سے کوئی ایسا قصور نہیں ہوا آنجناب نے فرمایا میں بہت گنہگار ہوں مجھ پر تعزیر لگاؤ تاکہ اللہ تعالےٰ مجھے بخشدے کوتوال نے پھر عذر کیا۔ تو آنجناب نے اصرار سے فرمایا کہ بالضرور سزادو۔ آخر اس نے مجبور ہو کر آنحضرت کو کوڑے مارنے شروع کئے۔ صوفی عبد الوہاب اس وقت موجود تھے۔ انہوں نے کوتوال کو کہا کہ آنحضرتؓ کے بدلے میرے بدن پر کوڑے مار۔ صوفی صاحب ایک ہی کوڑا کھا کر بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے۔ تو کہا کہ آنحضرت محض اپنے تصرف سے بیٹھے کوڑے کھاتے تھے۔ جب کوتوال کوڑے مار کر تھک گیا۔ اور اس کے ہاتھ کام سے رہ گئے۔ تو کوڑا ہاتھ سے پھینکدیا۔ کوڑوں سے فارغ ہوتے ہی دیوانہ ہو گیا اور گوہ کھانے لگا۔ لوگوں نے کہا اس کی یہ حالت اسواسطے ہوئی ہے کہ اس نے آنجناب پر اس زور سے کوڑے لگائے کہ کوئی مجرم کو بھی اس زور سے نہ مارتا ہوگا۔ اسے مناسب تھا کہ اگر آنحضرت نے اصرار کیا تھا۔ تو آہستہ سے ایک کوڑا مار دیتا ۞

ذکر دربیان

سال پانزدہم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ وشورش کردن بعضے مخالفان بر کلام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ وغرق شدن بر زندی وبیان واقعاتیکہ دریں سال واقع شدہ اند

اس سال بعض مخالفوں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام کی مخالفت کی۔ اس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ جب طریقہ احمدیہ معصومیہ تمام جہان میں شائع ہو گیا اور جہان بھر کے سرکش اس طریقہ میں داخل ہو گئے اور ساتوں ولایتوں کے بادشاہ اور امرا اس طریقہ کے غلام ہو گئے۔ اور بڑے بڑے مشائخ اور علمائے وقت اس سلسلہ کے مرید ہو گئے۔ اور روز بدن اس عالی خاندان کو رونق وزینت ہونے لگی۔ اور حضرت امام معصوم کے فرزندوں اور خلفاء کا ارشاد ساعت بساعت

ترقی پر تھا۔ اور اُن کی بزرگی اظہر من الشمس ہوگئی۔ خاصکر حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے ارشاد سے تمام جہان پُر ہوگیا۔ چنانچہ جہان بھر کے وضیع وشریف آنجناب کے مرید ہوگئے۔ اور دین متین کا ہنگامہ گرم ہوا اور اسلام اور مسلمانی کو زیب وزینت حاصل ہوئی۔ تو دشمنان دین متین یہ حالت دیکھکر مارے حسد کے جلے بھنے جاتے تھے۔ دن رات اسی فکر میں تھے۔ کہ کسی طرح اس طریقہ کو تکلیف پہنچائیں۔ جتنے ایک روز مجلس منعقد کر کے قرار پایا کہ ملا یعقوب اس مہم کا سرغنہ بنانا چاہئیے تاکہ اُن کے پیشوا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام پر نکتہ چینی کرے۔ کہ اس کلام کے بعض حصے مخالف شریعت ہیں۔ بادشاہ کو بھی مخالفوں نے کہا۔ کہ یہ کلام خارج از شریعت ہے۔ اس نے کہا۔ کہ یہ کلام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا ہے۔ جنہوں نے تمام بدعتوں گمراہیوں اور مخالف شرع امور کا قلع قمع کیا۔ دین متین کو تازہ کیا۔ اور شریعت کو زیب وزینت دی۔ اس سے پہلے تمام اولیا مخالف شرع تھے۔ ان کے سلسلوں کو آنجناب نے منسوخ کیا۔ آنجناب کے طریقہ میں ایک ادب کی ترک کو بھی حرام سمجھتے ہیں شریعت کو رواج دینے اور سنت نبوی کو زندہ کرنے کی خاطر آنجناب نے صد درجہ کی کوششیں کیں۔ اپنے پر تکلیفیں سہیں۔ تب کہیں شریعت کا رواج ہوا اور دین محمدی نے از سرنو رونق پائی۔ اس سبب سے پروردگار کی طرف سے آنجناب کو مجدد الف ثانی کا خطاب عطا ہوا پس ان کا کلام کیونکر مخالف شرع ہو سکتا ہے اس میں الجھنا تمہارے لئے نہایت نازیبا اور نامناسب ہے۔ ایسے کام سے جس کا نتیجہ سراپا عذاب ہی عذاب ہے توبہ کرو۔ تاکہ تمہارے دین وایمان میں خلل نہ آجائے۔ مخالفت سخت شرمندہ ہوکر بادشاہ کے پاس سے کھسک گئے۔ اب ایک اور منصوبہ باندھا وہ یہ کہ تین خط بادشاہ کیطرف سے جعلی لکھکر سرہند بھیجے جن کی بادشاہ کو مطلق خبر نہ تھی۔ ایک حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے نام دوسرا حضرت شیخ سیف الدین کے نام اور تیسرا مولوی فرخشاہ صاحب کی طرف جن کا مضمون یہ تھا۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کی بعض عبارتیں بظاہر مخالف شرع ہیں۔ اور تمام علما نے متفق ہوکر اس بات کا فتویٰ دیا ہے۔ کہ مکتوبات کا پڑھنا پڑھانا بند کر دیا جائے۔ اس بارے میں ایک محضر پر تمام

علما کے دستخط کرکے سارے مخالف اکٹھے ہو کر دارالخلافہ میں آئے - اور اس طریقہ کے خلفا کو پیغام بھیجا کہ تمہارے شیخ کے کلام کے بعض حصے شریعت کے موافق نہیں - تم آکر اس کا جواب دو - جو شرع کے مطابق ہو - شیخ عبدالاحد شاہ گل بھی ان دنوں شاہجہان آباد میں تھے - انہیں بھی شمولیت کی تکلیف دی - بادشاہ کو جب معلوم ہوا - تو اس نے شیخ عبدالاحد کو کہلا بھیجا - کہ تمہارا اس مجمع میں آنا مناسب نہیں تمام احمدی اور معصومی تمام خلفاء دارالخلافہ میں جمع ہوئے - مخالفوں نے جو سوال کئے انکے شافی اور شریعت کے مطابق جوابات دیئے کہ مخالفوں کو اعتراض کی گنجائش نہ رہی اور ان کی تسلی کر دی گئی - از روئے بحث مخالف مات پڑ گئے - پھر بادشاہ نے انہیں اپنے پاس قلعہ میں بلایا - شیخ عبدالاحد بھی بادشاہ کے سامنے حاضر ہوئے پھر مناظرہ ہونے لگا جس میں مخالفوں نے نیچا دیکھا بادشاہ نے انہیں بہت شرمندہ کیا اور ملامت کر کے کہا - کہ میں نے تمہیں پہلے نہیں کہا تھا - کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا کلام حق اور سچ ہے - اور یہی شریعت کی حقیقت ہے - جو آنجناب نے بیان فرمایا ہے وہ لوگ سخت شرمسار ہوئے - بادشاہ نے انہیں بڑی بیعزتی سے مجلس سے دور کیا - جب تینوں خط سرہند پہنچے - تو انہیں مطالعہ کر کے تمام حضرات مشائخ احمدیہ و معصومیہ سخت غضبناک ہوئے - اور بادشاہ کو ملامت کرنے لگے - حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا چہرہ مبارک تو مارے غصہ کے سرخ ہو گیا - اور بادشاہ کی طرف اس مضمون کا ایک خط لکھا - کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام پر ہمارا دین و ایمان ہے - اسی کو ہم پڑھتے ہیں اور اسی پر عمل کرتے ہیں - اللہ تعالٰے اسی عقیدے پر ہمارا خاتمہ کرے اور قیامت کے دن بھی ہمارا حشر اسی پر ہو - مسلمانوں کے لئے اس پر یقین کرنا واجب ہے جس نے اس پر اعتقاد نہ کیا اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام کو نہ مانا - اس کا دین و ایمان خراب ہوا اور وہ اللہ تعالٰے کے قہر و غضب میں گرفتار رہا - حضرت شیخ سیف الدین نے بھی اسی قسم کا غضب آلود خط لکھا - اور مولوی فرخ شاہ صاحب نے تو خود شاہجہان آباد جانے کا ارادہ کیا - تمام مشائخ نے ان شبہات کے رد میں رسالے لکھے جو مخالفوں نے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے کلام پر کئے - سب سے پہلے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے

ایک رسالہ تصنیف کیا جس میں اس قسم کی عقلی اور نقلی صحیح ساطعہ و براہین قاطعہ مندرج فرمائی جنہیں پڑھکر ثابت ہو جاتا تھا۔ کہ ہر ایک مسلم پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ کے کلام اور کمالات کا ماننا واجب ہے۔ اسی طرح حضرت محمد اشرف حضرت شیخ سیف الدین۔ حضرت محمد صبغۃ اللہ رضی اللہ عنہ اور میرے (مصنفؒ) جد امجد حضرت شیخ محمد ہادی نے کتابیں اور رسالے تصنیف کئے۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد نے ۷۲ بہتر رسالے اس بارے میں لکھے۔ اس طریقہ کے خلفاء نے بھی مختلف رسالے لکھے سب کی مجموعی تعداد تین سو ساٹھ ۳۶۰ تھی جب مولوی فرشتاؒ صاحب مذکورہ بالا مکاتیب و رسایل سمیت شاہجہان آباد پہنچے۔ تو بادشاہ نے آپ کی بہت عزت کی لیکن مولوی صاحب نے بادشاہ کو ڈانٹا اور بہت کچھ ملامت کی۔ کہ تو نے خط بھیجے کہ مکتوبات کا پڑھنا پڑھانا بند کر دیا جائے۔ بادشاہ نے قسم کھا کر عرض کیا۔ کہ مجھے اس معاملہ کی بالکل خبر نہیں۔ میں بے قصور ہوں۔ مولوی صاحب نے وہ خط بادشاہ کو دکھائے۔ بادشاہ نے تفتیش کر کے ان آدمیوں کو سخت سزائیں دیں جنہوں نے ایسے جعلی خط بھیجے تھے۔ مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ میں جانتا ہوں۔ کہ مخالفین پھر جمع ہوں اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام کا ذکر چھیڑے۔ بادشاہ نے علما کے جمع ہونے کا حکم دیا تمام صاحب علم بادشاہی قلعہ میں جمع ہوئے۔ مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ ان میں سے ایک شخص مقرر کر لو جس کا ساختہ پرداختہ سب کو منظور ہو۔ بادشاہ نے سربلند خاں کو جو تمام علما کا سردار تھا۔ حکم پر مقرر کیا۔ کہ جو کچھ یہ کہے منظور رہے۔ مولوی صاحب نے رسالہ کشف الغطا جو مخالفین کے شکوک کے رد میں لکھا تھا سربلند کو دیا جس نے مطالعہ کے بعد پسند کیا اور جو رسالہ حضرت قیوم ثالث نے لکھا تھا۔ وہ بادشاہ نے علما کو دیا۔ جسے دیکھکر وہ حیران رہ گئے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام اور کمالات کو مان گئے۔ بعد ازاں سارے رسالوں کو دیکھا۔ تو لوگوں کا اعتقاد بڑھ گیا۔ بادشاہ کہنے لگے۔ کہ ہمیں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور ان کے فرزندوں کی قدر معلوم نہ تھی۔ واقعی جو کچھ وہ کہتے ہیں سچ اور ٹھیک ہے اور تمام لوگوں پر واجب ہے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام اور کمالات کو تسلیم کریں۔ بعد ازاں بہت

سے مخالفوں نے توبہ کی۔ اور سرہند پہنچکر حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر مرید ہوئے۔ بادشاہ نے بھی آنجناب کی خدمت میں اس مضمون کی عرضی لکھی۔ کہ مجھے اس معاملے کی بالکل خبر نہ تھی۔ اس ہنگامہ کے بعد مولوی صاحب حج کو چلے گئے۔ بعض مخالف جو اس ہنگامہ میں نیچا دیکھ چکے تھے۔ شیطان نے رجعت کی دولتی ان کی کوتہ اندیش عقل پر ماری۔ ان کی عداوت پہلے سے بھی بڑھ گئی۔ بہت سے رافضی بھی ان کے شریک ہو گئے۔ اور بہت سا روپیہ جمع کر کے عرب میں برزندی کے پاس بھیجا۔ جو علمائے شیعہ کا سردار تھا۔ تاکہ مناظرہ کے لئے وہ ہند میں آئے جب برزندی نے روپیہ دیکھا تو دنیاوی طمع کے سبب اس کی باطنی آنکھیں اندھی ہوگئیں اور ہند کی طرف روانہ ہوا۔ حضرت قیوم رابعؒ فرماتے ہیں کہ برزندی نے مولوی فرخشاہ صاحب سے عرب میں ملاقات کی تو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام پر بعض شبہات پیش کئے۔ مولوی صاحب نے ایسا شافی جواب دیا کہ برزندی دم بخود رہ گیا۔ اور ساتھ ہی شاہجہان آباد والا معاملہ بھی سنا دیا کہ تمام مخالفین جمع ہوئے تھے مگر حضرات سرہند سے انہوں نے زک اٹھائی۔ یہ سنکر برزندی نے ہند جانے کا ارادہ توڑ دیا۔ پھر منافقوں نے دوسری دفعہ زر کثیر مع منت و سماجت بھیجا۔ اور اور بہت سا روپیہ دینے کا وعدہ کیا۔ اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ اگر آپ ہند میں آئیں تو بادشاہ سے بھی اسقدر روپیہ دلائیں گے۔ آخر دنیاوی طمع اسے ہند کی طرف لائی لیکن اس نے جان و مال سب کچھ برباد کر دیا۔ تین سو سے زیادہ شاگردوں سمیت جہاز پر سوار ہوا جب برزندی کے ہند میں آنیکی خبر مخالفوں نے سنی تو بغلیں بجانے لگے۔ اور کہنے لگے کہ اب برزندی آتا ہے دیکھیں گے حضرات سرہند اسکے مقابلے میں کیونکر ٹھیر سکتے ہیں۔ یہ ہند کے علما تھے جو مقابلہ نہ کر سکے۔ برزندی کو زک دینا ٹیڑھی کھیر ہے یہ بات کسی نے حضرت قیوم ثالث کی خدمت میں پہنچا دی۔ آنحضرت نے سخت ناراض ہوکر بے اختیار زبان مبارک سے نکالا۔ کہ حق تعالےٰ اسے ہند میں پہنچنے کی مہلت نہیں دیگا۔ جلدی ہی وہ غضب پروردگار میں غرق ہوگا۔ یہ خبر لوگوں میں بھی پھیل گئی۔ حضرت قیوم ثالث کے تمام مرید کہتے تھے کہ اگر برزندی ہلاک ہوگیا تو حضرت حجۃ اللہ کا عین تصرف ہے۔ اور آنجناب کی بزرگی روز روشن کی طرح ہو جائیگی اسی اثناء

میں خبر آئی کہ جس جہاز میں برزندی سوار تھا۔ وہ غرق ہو گیا۔ اور اس نے معہ لواحقین وتوابع عدم کی راہ لی ہے۔ اس جہاز پر سے صرف ایک شخص زندہ بچا۔ وہ جہاز کی غرقابی کی کیفیت یوں بیان کرتا ہے کہ جب جہاز بندرگاہ سورت کے قریب پہنچا تو برزندی نے اپنے شاگردوں کو کہا کہ کل ہم ملک ہند میں داخل ہونگے ہمارا مقابلہ جنگی شیروں سے پڑا ہے یعنی حضرات سرہند سے دعا کرو حق تعالے ہمیں فتح و نصرت عطا فرمائے۔ تمام شاگرد اس بات کے لئے دست بدعا ہوئے اور برزندی نے بھی ہاتھ اٹھائے۔ ابھی دعا ہی کر رہے تھے۔ کہ باد مخالف نے اٹھکر جہاز کے پرخچے اڑا دیئے۔ میں گھبرایا اور سمجھ گیا کہ یہ حضرات سرہند کی نصرت ہے۔ میں نے برزندی کی رفاقت سے توبہ کی۔ اور مشائخ سرہند کا معتقد ہوا۔ برزندی کے غرق ہونے کی خبر سنکر تمام مخالف حیران رہ گئے اور انہیں یقین ہو گیا۔ کہ یہ محض حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے تصرف سے ظہور میں آیا ہے۔ جنہوں نے اسے بلایا تھا۔ تائب ہو کر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہو گئے۔

ذکر و بیان

سال شانزدہم از قیومیت حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث
آمدن سلطان کاشغر و مرید شدن او بخدمت آنحضرت و
رفتن سلطان بحج و رفتن سلطان ہند از ہند بہ دکن و قضایا کہ
دریں سال واقع شدہ اند۔

اس سال شاہ کاشغر حضرت **قیوم ثالث**رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔ اس کے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا کہ ایک رات اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک جنگل میں ایک مرد خدا تخت پر بیٹھا ہے۔ اور اس کے گرد ہزارہا آدمی دست بستہ کھڑے ہیں جن کی پیشانیوں سے نور چمک رہا ہے۔ اس نے پوچھا یہ کون بزرگ ہے۔ اتنے میں آواز آئی۔ کہ یہ خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ ہیں۔ جنہیں حق تعالے نے تمام اولیائے امت سے افضل بنایا ہے۔ جو شخص کامل اعتقاد سے آنجناب کی زیارت کرے گا۔ حق تعالے اسے بغیر حساب بہشت میں داخل کرے گا۔ اور اپنے

فضل وکرم سے اس کے سارے گناہ بخشدے گا۔ جب بادشاہ جاگا۔ تو آنحضرت کے دیدار فایض الانوار کے اشتیاق نے اسے بیقرار کر ڈالا۔ دوسرے دن سلطنت بیٹے کے سپرد کر کے خود ہند کی طرف روانہ ہوا۔ جب منزلیں طے کر کے سرہند میں آیا۔ تو حاضر خدمت ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوا۔ آنحضرت نے بھی اس پر بے شمار عنایات فرمائیں۔ تھوڑی مدت آنحضرت کی خدمت میں رہکر حج کا ارادہ کیا۔ آنحضرت نے اسے حج کی اجازت دی۔ اور وہ حسب الارشاد روانہ ہوا۔ جب شاہجہان آباد میں پہنچا۔ تو اورنگ زیب نے اس کی نہایت عزت وتوقیر کی اور ضیافت ومہمانداری کی شرطیں بجالایا اور برادرانہ سلوک کیا۔ دونو بادشاہ ایک ہی مسند پر بیٹھے۔ چند روز دونو بادشاہ اکٹھے رہے بعد ازاں شاہ کاشغر رخصت ہو کر عرب کی طرف روانہ ہوا۔ جب دکن پہنچا تو سیواجی مرہٹہ جو دکنی دشمن تھا۔ اور اکثر اس کے اور شاہی لشکر کے مابین لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں۔ اور جس نے تمام ممالک محروسہ میں فساد ڈال رکھا تھا۔ شاہ کاشغر پر چڑھ آیا۔ اور اسے تکلیفیں اور اذیتیں پہنچائیں۔ اور تمام مال وخزانہ لوٹ لیا۔ اس کے گھوڑوں اور اونٹوں کو پکڑ لیا۔ اور حد سے زیادہ بے عزتی کی۔ حتےٰ کہ بادشاہ کو پاپیادہ اپنے گھوڑے کے آگے دوڑایا۔ اس قسم کی رسوائی کر کے پھر اسے چھوڑ دیا جب یہ خبر بادشاہ ہند نے سنی تو نہایت جوش میں آیا۔ اسی وقت دکن کی طرف کوچ کیا اور اس مہم کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اس اثناء میں بعض فتنہ پردازوں نے غنیم لئیم کے ایما سے شاہزادہ سلطان محمد اکبر کو ورغلایا اور باپ سے باغی کرادیا۔ شہزادہ بہت سا لشکر لیکر باپ پر چڑھ آیا۔ بادشاہ نے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھی۔ کہ آنجناب مجھ عاجز کی فتح ونصرت کے لئے توجہ فرمائیں آنحضرت نے جواب میں لکھا۔ کہ ہم دعا اور توجہ میں ہیں۔ خاطر جمع رکھو اللہ تعالیٰ تمہیں دشمنوں پر فتح عنایت کریگا۔ جہاں جاؤ گے فتح پاؤ گے۔ کشفی نظر میں دشمنوں پر تمہاری فتح روز روشن کی طرح دکھائی دیتی ہے۔ بادشاہ اس فیض اشارت بشارت سے نہایت خوش وخورم ہوا۔ اور لڑائی کا سامان ٹھیک ٹھاک کر کے سلطان محمد اکبر کی طرف متوجہ ہوا۔ جب دونو لشکر آمنے سامنے ہوئے۔ تو حق تعالےٰ نے محمد اکبر

کے دل میں بادشاہ کی طرف سے خوف ڈالدیا۔ فتنہ پرواز جو اسکے ساتھ تھے بھاگ گئے۔ خود بھی بھاگ گیا۔ اور بادشاہی فوج نے اُس کا تعاقب کیا شہزادہ بھاگا بھاگا ملک ہند سے نکل ایران پہنچا۔ شاہ ایران نے اُس کی بڑی عزت کی۔ اور شاہانہ سلوک کیا۔ اور بھائیوں کی طرح رکھا۔ آدھے ملک کا خراج اسے دیا۔ شہزادہ نے وہیں رہنا اختیار کیا اور وہیں وفات پائی۔ اور امام موسےٰ علی رضا رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں دفن کیا گیا۔ بادشاہ ہند شاہزادہ کو بھگانے کے بعد دکنی دشمن کی طرف متوجہ ہوا۔ جب دکن پہنچا۔ تو دشمن مقابلے کی تاب نہ لاکر بھاگ اٹھا شاہی لشکر نے اس کا پیچھا کیا۔ لیکن ہاتھ نہ آیا۔ بادشاہ نے ان فتوح کے شکریہ میں ایک عرضی معہ تحف وہدایا حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کی دشمنوں کو گرفتار کرنے۔ اور فتنہ وفساد مٹانے کے لئے دکن میں سکونت اختیار کی جب تک زندہ رہا پھر شاہجہان آباد نہ آیا۔ بلکہ ہند کا رخ بھی نہ کیا دکن ہی میں مرگیا۔

حضرت ابو العلی مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت قیوم ثالث حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں فجر کی نماز کے بعد یاروں کے حلقہ سمیت بیٹھے تھے۔ جب حلقہ سے فارغ ہوئے۔ تو فرمایا۔ کہ میں نے مراقبہ میں دیکھا۔ کہ ایک بلند قد آدمی آکر میرے سامنے بیٹھ گیا ہے میں جب اس کے حال کی طرف متوجہ ہوا۔ تو اس نے اٹھ کر مجھے سلام کیا۔ اور پروردگار کی طرف سے بھی سلام پہنچایا۔ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے طریقے پر اسے کہا۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ۔ الخ بعد ازاں اس نے کہا کہ حق تعالٰے تمہارے گھر آیا ہے۔ اس خبر کے علاوہ تمہیں ارشاد عظیم نصیب ہوگا۔ اسی اثناء میں نزول بکیف باخیر وبرکت ظاہر ہوا۔ حکم ہوا کہ اپنے گھر چلے جاؤ۔ جب میں گھر آیا۔ تو عنایت پروردگار کے آثار نے مجھے گھیر لیا۔ اور مجھ پر لطف وکرم الٰہی اس قسم کا ہوا جو بیان سے باہر ہے۔ میں فرحت اثر خبر کا منتظر تھا ظہر کی نماز کے بعد مجھے خوشخبری ملی۔ جو میرے فرزند عزیز کی شادی کے متعلق تھی اور مدت سے اس کام کے لئے توجہات فرماتے تھے۔ لیکن حاصل نہیں ہوئی تھی۔ جب وقت آیا تو حاصل ہوگئی۔ آنحضرت بہت خوش ہوئے اور شکر الٰہی بجالائے۔

ذکر در بیان

سال ہفدہم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ عنایت شدن قسمت تمام رحمت پروردگار بہ نیابت حضرت خاتم الرسل حضرت حجۃ اللہ را و عنایت شدن مرکز حجرہ محبوبیت ذاتی بآنجناب و سفر آنحضرت از سرہند بدکن بیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

میرے (مصنف کے) جد شریف کو اکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک روز حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز کے بعد حضرت مجدد الف ثانیؒ روضہ مبارک میں جاکر یاروں سمیت مراقبہ کیا۔ اور ظہر تک مراقبہ میں رہے مراقبہ سے فارغ ہو کر نماز ظہر ادا کر کے لوگوں کو فرمایا۔ کہ آج مراقبہ میں عجیب معاملہ گذرا۔ میدان قیامت مجھ پر منکشف ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ تمام انبیاءؑ اور اولیاء جمع ہیں تمام عاصی گنہگار اور کافر موجود ہیں تمام لوگ جزع و فزع میں ہیں۔ فرشتگان عذاب لوگوں کو طرح طرح کے عذاب دے رہے ہیں۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ ان لوگوں کو عذاب سے بچا رہے ہیں۔ حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کمال قرب پروردگار میں عظمت و کبریائی کے پردوں کے اندر بیٹھے ہیں۔ جیسے کوئی عاشق معشوق کے ساتھ خلوت میں ہوتا ہے۔ یا بادشاہ وزیر سے صلاح و مشورہ کرتا ہے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بھی اس خلوت میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہیں۔ اسی اثناء میں منادی نے حضرت عروۃ الوثقیٰ کو آواز دی کہ حق تعالےٰ نے اپنے کمال فضل سے اپنی رحمت کی تقسیم جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی نیابت سے تمہارے فرزند خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمائی ہے۔ فرشتگان رحمت نے آکر مجھے گھیر لیا۔ اور جواہرات اور یاقوتوں کا جڑاؤ تخت لاکر کہنے لگے کہ حکم الٰہی ہے کہ اس تخت پر بیٹھو پھر منادی نے آواز دی کہ اللہ تعالےٰ نے محمد نقشبند حجۃ اللہؓ کو اپنے فضل و کرم سے اپنی رحمت کی تقسیم جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی نیابت سے سونپی ہے۔ یہ

تخت کرامت ہے اس پر بیٹھکر اللہ تعالےٰ کی رحمت اس کے بندوں پر تقسیم کرو۔ اور اللہ کا شکر بجا لاؤ۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ نے آکر میرا ہاتھ پکڑ کر تخت پر بٹھایا اور ساری خلقت میری طرف متوجہ ہوئی میں نے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق خلق خدا پر ان کے اعمال کے موافق رحمت الٰہی تقسیم کی۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۤءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ "یہ فضل الٰہی ہے جسے چاہے عطا کرے اللہ تعالےٰ صاحب فضل عظیم ہے"۔ واقعی رحمت پروردگار کی ایک صفت ہے جس کے تقسیم کرنیوالے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس رحمت کا خزانہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ہیں۔ چنانچہ آپ کا خطاب خزینۃ الرحمۃ ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے بڑے بیٹے حضرت شیخ محمد سعید کو اپنی نیابت سے مرحمت فرمایا اور خازن الرحمت لقب مقرر فرمایا۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے تمام رحمت کی تقسیم سپرد ہوئی وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۤءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ "اللہ تعالےٰ صاحب فضل عظیم ہے جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے مخصوص کرتا ہے"۔

مناقب نقشبندی میں حضرت ابوالعلیٰ لکھتے ہیں۔ کہ اس معاملہ کے چند روز بعد حضرت قیوم ثالث نے مراقبہ کے بعد فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے اَلْجِبْرَائِیْلُ خادم اللہ کہ جبرائیل اللہ تعالےٰ کا خادم ہے۔ آج میں نے مراقبہ میں دیکھا ہے کہ جبرائیل اللہ تعالےٰ کی خدمت میں ہے۔ اگرچہ اللہ تعالےٰ خدمت سے منزہ ہے لیکن یہ ایک بھید ہے۔ ہر انسان کی سمجھ میں نہیں آسکتا۔ یہ بات ان الفاظ میں کہی جاسکتی ہے۔ کہ قرآن شریف میں وجہ دید کا لفظ وارد ہے۔ پھر ایک نہایت عالیشان اور بہت ہی بلند مقام ظاہر ہوا جس کی شکل وصورت حجرے کی سی تھی۔ اس حجرے کے اندر جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ اور اس حجرے کے ارد گرد تمام اولیا اور انبیاء جمع تھے وہ سب اندر جانے کی آرزو کرتے لیکن نصیب نہ ہوتا اتنے میں آواز آئی کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ کو خدمت کیلئے بلاتے ہیں۔ بعد ازاں فرشتوں نے باآواز بلند کہا کہ پروردگار کا حکم یوں ہے کہ

خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لئے جائیں۔ میں حسب الحکم حجرے کے اندر گیا۔ اور آنحضرتؐ کی خدمت اس طرح کرنے لگا جیسے شادی کی رات دلہن کی آرائش و زیبائش کرتے ہیں۔ ایک وقت ایسا آیا کہ میں اور جبرائیل دونو بیہوش ہو گئے۔ خدمت سے فارغ ہونے پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لباس فاخرہ جو زیب تن تھا۔ اتار کر مجھے پہنایا۔ جب میں اس مقام سے باہر نکلا تو جتنے انبیاء اور اولیاء حجرے کے باہر کھڑے تھے۔ میرے پاس آکر مجھے چومنے لگے کہ تو ایسے مقام سے آیا ہے۔ جسے مرکز حجرۂ محبوبیت ذاتی کمال انفعالی کہتے ہیں۔ جو حق تعالےٰ نے اپنے کمال فضل سے حضرت حجۃ اللہ کو عنایات فرمایا۔

اسی سال حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے پانچویں فرزند حضرت شیخ سیف الدین کا انتقال ہوگیا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ سے جنوب کی طرف ایک تیر پرتاب کے فاصلے پر مدفون ہوئے۔ جناب کے مزار پر ایک عالیشان گنبد بنایا جس کے گرداگرد ایک باغ لگایا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو اپنے بھائی کی وفات کا سخت افسوس ہوا۔ چونکہ ان دنوں آنحضرت پر خدا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بڑی بڑی نعمتیں اور کرامتیں نصیب ہوئیں۔ اس لئے آنحضرت نے ان نعمتوں کے شکریہ میں حرمین الشریفین کی زیارت کا ارادہ کیا۔ کہ وہاں زیارت کرکے شکریہ ادا کروں اور اس مولود نور العین حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کو جو جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کی خوشخبری سے وجود میں آئے۔ لیجا کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے مشرف کراؤں۔ سفر کی تیاری کرکے تمام لواحقین اور نور العین کو ساتھ لے عرب کا رخ کیا۔ حضرت مروج الشریعت کے فرزند خواجہ محمد پارسا بھی ہمراہ ہوئے۔ اور علما و مشائخ کئی ہزار حج کے ارادے سے آنجناب کے ساتھ روانہ ہوئے۔ آنحضرت نے دکن کی راہ سمندر کنارے پہنچنا چاہا۔ جب منزلیں طے کرکے دکن پہنچے۔ تو بادشاہ ہند بھی ان دنوں دکن میں تھا۔ آنجناب کی تشریف آوری کی خبر سن کر سر کے بل آنحضرت کے استقبال کو آیا۔ جب حضرت حجۃ اللہ رضہ شاہی لشکر میں داخل ہوئے۔ تو بادشاہ صبح شام آنجناب کی خدمت میں حاضر رہنے لگا۔ دن رات تمام ارکین سلطنت حضور پرنور میں دست لبستہ کھڑے رہتے

ہزار ہا آدمی آنحضرت کے حلقہ میں صبح شام حاضر ہوتے۔ آنحضرت نے چند روز شاہی لشکر میں رہکر عرب جانا چاہا۔ کہ اتنے میں خبر آئی کہ فرنگیوں اور ہندیوں میں جنگ عظیم چھڑی ہوئی ہے۔ اس واسطے عرب جانے کے لئے رستہ بند ہے۔ اسلئے آنجناب نے تھوڑی مدت کے لئے عرب جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

ذکر دربیان

سال ہژدہم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ و درخواست کردن سلطان ہند بشارت فتح حیدر آباد از آنحضرت و بشارت فتح دادن آنجناب و ظفر یافتن سلطان ہند بر حیدر آباد و دستگیر شدن ابوالحسن از توجہ آنجناب و قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

اس سال سلطان ہند نے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے حکم سے حیدر آباد دکن پر چڑھائی کی۔ اس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ سلطان ہند کو متواتر خبریں پہنچیں۔ کہ حیدر آباد میں خلفائے ثلاثہ اور حضرت عائشہ صدیقہ اور تمام اصحاب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو علانیہ بُرا بھلا کہا جاتا ہے۔ اور علاوہ بریں فسق و فجور کی کوئی انتہا نہیں رہی۔ وہاں بادشاہ ابوالحسن تاناشاہ دن رات شراب میں مست پڑا رہتا ہے۔ اسے اپنے آپ کی سدھ بدھ نہیں ہوتی۔ رعیت پر ہر قسم کا ظلم و ستم ہو رہا ہے۔ لیکن اس کی خبر تک اسے نہیں ہوتی۔ اور نہ مظلوموں کی دادرسی کی جاتی ہے۔ صبح شام رنڈیوں کا ناچ ہوتا ہے۔ اگر کبھی باہر آتا ہے تو عورتوں کے گلے میں بانہیں ڈالکر چلتا ہے۔ ان کے سوائے اور کسی سے بات نہیں کرتا۔ اور نہ کسی کی سنتا ہے۔ ایسی صورت میں رعایا کی کون خبر گیری کرے۔ بادشاہ نے یہ خبریں سنکر جہاد کا مصمم ارادہ کر لیا اور اس بارے میں حضرت قیوم ثالث رضؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اور بہت سے لوگوں سے اس بات کی گواہی دلوائی کہ اہل حیدر آباد رافضی ہیں اور صحابہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو برملا بُرا بھلا کہتے ہیں۔ ساتھ ہی حضرت عروۃ الوثقیٰ کا وہ مکتوب جو آنجناب نے رافضیوں سے جہاد کی تحریص میں اس کی طرف لکھا تھا۔ کہ یہ دشمن رسول ہیں جب کہ بادشاہ ابھی شاہزادہ تھا۔ اور ایران گیا تھا چنانچہ اسکی مفصل

کیفیت اس کتاب کے دوسرے حصے کے اٹھارھویں سال قیومیت حضرت عروۃ الوثقیٰ میں لکھی گئی ہے۔ آنحضرت کو دکھایا۔ اور رافضیوں پر اپنی فتح کی خوشخبری کی درخواست کی۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے بادشاہ کو فرمایا کہ آج کی رات ہم اس بارے میں استخارہ کرتے ہیں۔ جو کچھ حق تعالےٰ کی طرف سے ظاہر ہوگا۔ تبایا جائیگا۔ بادشاہ نے بھی اس بات کو قبول کیا۔ دوسرے دن بادشاہ بشارت فتح کے لئے حاضر خدمت ہوا۔ تو آنحضرت نے فرمایا۔ کہ آج رات ہم نے اس بارے میں توجہ بلیغ کی ہے۔ امید غالب ہے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے دشمنوں پر تمہیں فتح نصیب ہوگی۔ اور تیرے مخالف رسوا و ذلیل ہوں گے۔ بادشاہ اس خوشخبری سے نہایت خوش ہوا۔ اور آداب قیومیت بجالا کر ابوالحسن تاناشاہ کی طرف خط لکھا۔ کہ حق تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں تمام ممالک محروسہ ہند و دکن کا بادشاہ کیا ہے۔ اب ہم چاہتے ہیں۔ کہ حیدر آباد اور بیجاپور کا خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کریں۔ تمہاری سلطنت بدھ کی طرح ہے۔ کہ تاج شاہی کے نام کے سوا اور کچھ حقیقت نہیں رکھتی ابوالحسن نے اس کے جواب میں ایک خط لکھا جو اپنی بہادری دلیری اور سختی پر مشتمل تھا۔ بادشاہ ہند نے یہ خط دیکھتے ہی جنگ کی تیاری کی اور حیدر آباد کی طرف کوچ کیا۔ ابوالحسن نے بھی جنگ کی تیاری کر کے بادشاہ کا مقابلہ کیا حیدر آباد میں گولکنڈہ کا قلعہ دکن بھر میں بہ لحاظ مضبوطی بے نظیر ہے۔ تمام ضروریات زندگی قلعہ میں موجود تھیں حتےٰ کہ کھیتی باڑی بھی اندر ہی ہوتی تھی۔ نہایت وسیع قلعہ تھا۔ ابوالحسن اس قلعہ میں ہو بیٹھا اور اطراف و جوانب میں آدمی بھیج دیئے۔ کہ شاہی لشکر کے لئے سامان رسد بند کردیں عالمگیر نے قلعے کا محاصرہ کر لیا۔ گولہ باروت کی لڑائی ہونے لگی۔ قلعہ والوں کے گولے شاہی لشکر میں پڑکر لوگوں کو ہلاک کرتے تھے۔ لیکن شاہی لشکر کے گولے قلعہ میں نہیں پہنچ سکتے تھے۔ غلہ وغیرہ بھی لشکر ہند سے بند کر دیا گیا عالمگیر ہر روز سوار ہو کر قلعہ کے نیچے لڑائی کے لئے جا کھڑا ہوتا۔ اور جنگ بھی کرتا لیکن اہل قلعہ پر گولوں کا خاک بھی اثر نہ ہوتا۔ مگر قلعہ والوں کے گولے شاہی لشکر میں پڑکر اسے تباہ کرتے۔ بلکہ ان کا اثر بادشاہ کے قریب تک بھی ہوتا۔ حتےٰ کہ ایک دفعہ شاہی تخت کا ایک پہلو گولے سے ٹوٹ گیا۔ لیکن شاہ ہند توکل بر خدا مستقل مزاج رہکر وہاں سے

نہ ہلا۔ بلکہ قدم آگے ہی بڑھاتا گیا۔ لشکر ہند میں قحط بھی حد سے زیادہ ہو گیا۔ چنانچہ پچاس روپے کو ایک سیر آٹا بھی ہاتھ نہیں آتا تھا۔ ہر روز ہزارہا جوان بھوک کے سبب ہلاک ہوتے۔ لوگوں نے عمدہ عمدہ گھوڑے اور اونٹ ذبح کر کے ان کے سوکھے گوشت کو قوت لایموت کے طور پر کھایا اور بسا اوقات یہ بھی نصیب نہ ہوا ابوالحسن قلعہ کے اندر سے زہر آلودہ طعام شاہی لشکر میں پھینکوا تا۔ لوگ کھا کر ہلاک ہوتے حالانکہ انہیں یقین ہوتا کہ زہر آلود کھانا ہے۔ پھر بھی بھوک سے لاچار ہو کر کھاتے اور کھاتے ہی ہلاک ہو جاتے۔ حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں۔ کہ ان دونوں بادشاہ ہر روز دو اونٹ گیہوں کے لدے ہوئے خانقاہ کے آدمیوں کے لئے بھیجتا۔ اور سو آدمیوں کے لئے نفیس کھانا اپنے مطبخ سے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خانقاہ کے آدمیوں کے لئے بھیجتا رہا۔ مختصر یہ کہ جب لشکر ہند کا قافیہ تنگ ہو گیا چنانچہ ہر روز ہزارہا آدمی مرنے لگے اور کچھ گولوں کی نذر ہونے لگے۔ تو بادشاہ نے قلعہ لینے کے لئے حد سے زیادہ کوشش کی۔ چنانچہ ایک روز سوار ہو کر قلعہ کے قریب پہنچ گیا۔ اور کہنے لگا۔ کاش گولہ مجھ پر پڑتا تاکہ میں شہید ہو جاتا اور یہ بندگان خدا بلا سے بچ جاتے۔ ابوالحسن قلعہ پر بیٹھ شراب پی رہا تھا۔ اور رنڈیاں ناچ رہی تھیں۔ اس نے شاہ ہند کو دیکھ کر کہا۔ کہ جو کچھ ہونا ہے ہو کر رہیگا۔ اس سے زیادہ اور کیا ہوگا۔ کہ آج میں اس ناز و نعمت اور عیش و عشرت میں بیٹھا ہوں اور شاہ ہند اس رسوائی اور بے آبروئی سے میرے سامنے کھڑا ہے۔ جب شاہ ہند نے اس کی یہ بات سنی تو نہایت غضبناک ہو کر کہا۔ کہ عنقریب ہی تمہیں کہ اس شراب کا خمار بُری طرح اُٹھانا پڑیگا اور اس عیش و عشرت کی لذت بُری طرح چکھنی پڑے گی جو تکلیف میرے لشکر نے تیرے ہاتھ سے اٹھائی ہے میں اس سے زیادہ تجھے پہنچاؤں گا اتنے میں ایک گولہ شاہ ہند کے پاس کھڑے ہوئے ایک فقیر پر پڑا۔ جو فی الفور ہلاک ہو گیا۔ اور اس کے سر کا مغز اڑ کر بادشاہ پر پڑا۔ بادشاہ بہت ناراض ہوا عصر کے وقت اپنے ڈیرے پر چلا آیا۔ حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں۔ کہ جب بادشاہ ڈیرے پر لوٹ آیا۔ تو حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ آنجناب نے اس قلعہ کی فتح کی خوشخبری عنایت فرمائی تھی لیکن ابھی تک قلعہ فتح نہیں ہوا

آنحضرتؒ نے سنکر ناراض ہوکر فرمایا۔ کہ میں نے مدت مقرر نہیں کی تھی لیکن عنقریب ہی بفضل خدا فتح و نصرت نصیب ہوگی۔ ہم ہر وقت دعا میں مشغول ہیں حضرت ابو العلی جو والد بزرگوار کے ساتھ ہی تھے۔ بادشاہ کی اس بات سے بہت ملول ہوئے کہ اس نے ایسی بے ادبانہ بات کیوں کی۔ اسی وقت اٹھ کر خلوت میں چلے گئے اور ایک گھڑی بعد آئے تو آپ کے ہاتھ میں ایک لکھا ہوا کاغذ تھا۔ ابھی بادشاہ آنحضرتؒ کی خدمت میں ہی تھا۔ کہ آپ نے وہ کاغذ بادشاہ کو دیا جس میں لکھا ہوا تھا۔ کہ حیدر آباد کا یہ قلعہ تیسرے دن صبح کے وقت فتح ہوگا اور پہر دن چڑھے قلعے کی کنجیاں تمہارے ہاتھ آئیں گی بادشاہ نے پوچھا کیا اسی طرح ہوگا جیسا آپ نے لکھا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اس میں کسی قسم کا شبہ نہیں۔ میں نے حق تعالےٰ سے تحقیق کر کے لکھا ہے بادشاہ سن کر نہایت خوش ہوا۔ اور کہنے لگا۔ کہ اس فتح کے بعد تمام مال اور ذخیرہ آنجناب کی نذر کروں گا۔ واقعی تیسرے روز قلعہ فتح ہوگیا۔ اور پہر دن چڑھے کنجیاں بادشاہ کے پاس پہنچ گئیں۔ بادشاہ کے قلعہ کے محاذی مٹی کا ایک ٹیلہ بلند کیا اور اس پر توپیں نصب کیں لیکن اس دمدمے سے کچھ فائدہ نہ ہوا کیونکہ گولہ چھٹتے وقت مٹی پر جا پڑتا۔ اور بعض گولے لڑھک کر لشکر پر آپڑتے۔ کہتے ہیں۔ پانچ لاکھ روپیہ اس دمدمے کی تیاری پر صرف ہوا۔ آخر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ اور حضرت ابو العلی کی توجہ سے اللہ تعالےٰ نے اہل قلعہ کے دل میں خوف و ہراس ڈالدیا چنانچہ انہوں نے خود بخود قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ اور الامان پکار اٹھے شاہزادہ اعظم شاہ اور روح اللہ خاں امیر الامرا نے آکر بند و بست کیا۔ کہتے ہیں۔ ابو الحسن کے لئے دستر خوان پر کھانا چنا گیا تھا کہ یہ پہنچ گئے۔ اسے اٹھا کر لے آئے کہتے ہیں اس قلعہ میں ہیرے کی کان بھی۔ جب قلعے کا محاصرہ ہوا۔ تو اس کان کو گم کر دبا گیا۔ اس کی لڑکی جو بعد میں حضرت حجۃ اللہؒ کے فرزند شیخ محمد عمرؒ کے نکاح میں آئی کہتی تھی کہ جب میرے باپ نے عالمگیر بادشاہ کی آمد آمد سنی تو لڑائی سے چھ مہینے پہلے ہر روز ہیروں کے تھال بھر بھر کر کنوؤں میں پھنکواتا رہا۔ عالمگیر چھ ماہ تک ابو الحسن کے جواہرات دیکھتا رہا لیکن ابھی ختم نہ ہوئے۔ کہ بادشاہ انکے دیکھنے سے عاجز آگیا جب ابو الحسن بادشاہ کے پاس لایا گیا۔ تو بادشاہ نے اسے بہت ہی ذلیل کیا۔ ایک

تنگ و تاریک مقام میں اسے قید کر دیا۔ جو تکلیف اور رسوائی ممکن تھی اسے پہنچائی حتے اکہ سختی کے مارے وہ قید ہی میں مرگیا حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں۔ کہ جب قلعہ حیدر آباد فتح ہوا۔ تو بادشاہ اسی وقت حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور فتح کا شکرانہ بجالایا۔ اور طرح طرح کے تحفے اور ہدیے نذر کئے۔ اور عرض کیا کہ مجھے اس فتح کی امید نہ تھی محض جناب کی توجہ مبارک سے یہ فتح نصیب ہوئی۔ آنحضرت کی اس نے بہت کچھ دعا و ثنا کی۔ بعد ازاں حضرت ابو العلی سے مخاطب ہو کر عرض کیا کہ یہ وہی دن ہے جو آپ نے لکھا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے اسی وقت کہا تھا۔ کہ لکھے ہوئے میں ذرا شک و شبہ نہیں میں نے تحقیق کر کے لکھا ہے۔ بعد ازاں بادشاہ نے کہا۔ کہ میں ابو الحسن کی لڑکی کو مع اس کے مال و اسباب کے آپ کی نذر کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا جس کے گھر بیوی ہو۔ حیف ہے کہ وہ دوسری عورت کرے۔ اس کے مال کی مجھے ضرورت نہیں۔ میرے بھائی محمد عمر کی عورت فوت ہو گئی ہے۔ یہ انہیں دو۔ بادشاہ نے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے دوسرے فرزند شیخ محمد عمر کا نکاح ابو الحسن کی لڑکی سے کر دیا۔ اور بہت سا مال و جواہر جہیز میں دیا۔

ذکر و بیان

سال نوزدہم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ استدعا کردن بادشاہ ہند برائے بشارت فتح بیجاپور و ظفر یافتن او براں دیار از توجہ آں قبلہ اخیار و بیان اخبار اموات کہ از آنحضرت واقع شدہ و بیان دیگر قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

جب عالمگیر بادشاہ حیدر آباد کی فتح سے فارغ ہوا۔ تو بیجاپور کا رخ کیا۔ کہ اسے بھی مسخر کرے۔ اس مطلب کا اظہار آنجناب کی خدمت میں کیا۔ تو آنحضرت نے اس بارے میں متوجہ ہو کر بادشاہ کو فرمایا۔ کہ حق تعالے تمہیں اس ملک پر فتح و نصرت نصیب کریگا۔ اور بآسانی وہ ملک تمہارے ہاتھ آئے گا۔ بادشاہ اس خوشخبری سے نہایت خوش ہوا جنگ کی تیاری کی۔ اور بیجاپور کا رخ کیا۔ حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں کہ جب بادشاہ بیجاپور کے قریب پہنچا تو حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دوسرے فرزند حضرت

محمد عمر کو بادشاہ ہند کے پاس بھیجا۔ کہ یہ قلعہ بھی بغیر جنگ کئے تمہارے ہاتھ آئیگا۔ جب عالمگیر بیجاپور سے چھ میل کے فاصلے پر پہنچ گیا۔ تو وہاں کے بادشاہ سکندر نے جب دیکھا کہ ابوالحسن تانا شاہ اس قدر لشکر کثیر تھے اور دکن کے بادشاہوں میں سے سب سے ممتاز ہونے کے اورنگ زیب کے ہاتھوں تباہ وخستہ حال ہوگیا۔ تو میں کس گنتی میں ہوں۔ اپنے اراکین سلطنت کو بلاکر مشورہ کیا۔ تو یہ صلاح ٹھیری۔ کہ اسطرح صلح کرنی چاہئے کہ پہلے بادشاہ خود جاکر شاہ ہند سے ملاقات کرے۔ بعدازاں جو مرضی عالمگیر کی ہو کرے۔ کیونکہ ہم میں اس کے مقابلہ کی تاب نہیں۔ سکندر نے بھی اس رائے کو پسند کیا۔ اور مال خزانے کی کنجیاں لیکر عالمگیر کی ملاقات کے لئے روانہ ہوا جب عالمگیر کو اس کے آنے کی اطلاع ہوئی۔ تو اپنے ارکان سلطنت کو استقبال کے لئے بھیجا۔ بڑی عزت سے بلاکر شاہانہ طور پر اس سے ملاقات کی۔ اور اپنے ساتھ برابر بٹھایا۔ سکندر نے عالمگیر کو کہا۔ کہ میں چھوٹا سا بادشاہ ہوں۔ مجھ میں مقابلہ کی طاقت نہیں۔ اب میں اس واسطے حاضر ہوا ہوں کہ جس طرح حکم ہو اس پر عمل کیا جائے۔ ملک کو اپنے قبضے میں لاؤ۔ اور یہ رہیں مال وخزانے کی کنجیاں۔ انہی لے لو۔ عالمگیر نے بہت کچھ دلاسا دیا۔ اور کہا یہ تیرا گھر ہے میں تمہیں اپنا بھائی سمجھتا ہوں۔ بعدازاں ایک شاہانہ خیمہ الگ اس کے لئے نصب کرایا۔ اور بڑی عزت سے اپنے ساتھ رکھا اور بادشاہوں کی طرح اس سے سلوک کیا۔ اور لوگوں کو تاکید کی کہ جو سلوک میرے بیٹوں سے کرتے ہو۔ ویسا ہی اس سے کرو۔ بعدازاں اس کے لواحقین کو قلعہ بیجاپور سے منگا کر سکندر کے ساتھ اپنے لشکر میں رکھا۔ اور بیجاپور کا بندوبست کرنے کے لئے اپنے آدمی مقرر کئے۔ جا بجا عامل مقرر کئے۔ بادشاہ ہند نے ابوالحسن کی دوسری لڑکی کا نکاح سکندر سے کیا جس کی وہ منسوبہ تھی۔ ابوالحسن کی تین لڑکیاں تھیں۔ ایک کا نکاح حضرت قیوم ثالث کے فرزند دوم شیخ محمد عمر سے ہوا دوسری کا سکندر سے اور تیسری کا بادشاہ ہند کے خالہ زاد بھائی سے ہوا جو ایک رکن سلطنت تھا جب ابوالحسن کو لڑکیوں کے نکاح کی خبر ہوئی۔ تو کہا بہت اچھا ہوا۔ کہ مشائخ ہند سے میری لڑکی منسوب ہوئی۔ کیونکہ وہ از روئے حسب ونسب اور فضائل تمام جہان سے افضل ہیں۔ دوسری لڑکی کی جو سکندر سے شادی ہوئی تو یہ بھی اچھا ہوا۔ کیونکہ وہ

پہلے ہی اس کی منسوبہ تھی۔ رہی تیسری لڑکی جو شاہ ہند کے خالہ زاد بھائی سے بیاہی گئی۔ یہ بہت بیجا ہوا ہے۔ کیونکہ وہ بادشاہوں کی نسل سے نہیں۔ اچھا یہ میری لڑکیاں نہ تھیں عالمگیر کی تھیں۔ جہاں اس نے چاہا نکاح کر دیا۔ پہلے ان دو بہنوں کا نکاح ہوا۔ جو سکندر اور شاہ ہند کے خالہ زاد بھائی سے منسوب تھیں۔ بعد ازاں شیخ محمد عمر کا نکاح ہوا۔ پہلی دونوں بہنیں تیسری پر فخر کرتی تھیں۔ کہ ہم بادشاہ کے گھر گئی ہیں۔ اور یہ ایک فقیر کے گھر گئی ہے۔ یہ تینوں لڑکیاں معہ دوسری عورتوں کے بادشاہی محل میں داخل ہوئیں جب پہلی دو داخل ہوئیں۔ تو صبح سے لیکر عصر تک کھڑی رہیں تب کہیں اندر جانے کی اجازت ملی جب اندر گئیں تو آداب سلطنت کا حکم ہوا۔ ان کی کمریں مارے ادب کے درد کرنے لگیں۔ دیر تک دست بستہ کھڑی رہیں۔ تب کہیں بیٹھنے کا حکم ہوا۔ انہوں نے اپنی آرائش زیور وغیرہ سے خوب کی ہوئی تھی۔ لیکن ہندوستان کی خاتونوں نے ہر ایک کی آرائش پر طعن کیا۔ جب شیخ محمد عمر کے نکاح کی باری آئی۔ تو حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے فرزندوں کی والدہ معہ اپنی لڑکیوں کے ابو الحسن کی لڑکی سمیت شاہی محل میں داخل ہوئی تو شاہی محل کی عورتیں ان کی آمد کی خبر پاتے ہی دروازے تک استقبال کے واسطے آئیں۔ اور دیر تک کھڑی رہیں۔ جب محل میں داخل ہوئیں۔ تو بادشاہی بیگمات ان کا اس طرح آداب بجالائیں۔ جیسے کوئی ادنے شخص بادشاہ کا ادب کرتا ہے۔ دست بستہ کھڑی رہیں۔ جب ان دونوں لڑکیوں نے یہ حالت دیکھی تو شیخ محمد عمر کی منسوبہ کو کہنے لگیں۔ کہ تو حقیقی بادشاہ کے گھر گئی ہے۔ کہ اس جہان کے تمام بادشاہ اس کے خادم ہیں۔ تیری قدر و منزلت ہم سے بدرجہا بہتر ہے۔ تیری شرافت کا ہم مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ تمہیں ہر طرح سے ہم پر فضیلت حاصل ہے ایران کے رافضیوں کو شیخ محمد عمر سے اس لڑکی کا نکاح نہایت شاق گذرتا تھا۔ کیونکہ ابو الحسن صحیح النسب سید تھا۔ اور ایران کے تمام رافضی اس کے مرید تھے اور ایران کے بادشاہوں سے اس کا رشتہ ناطہ بھی تھا۔ آپس میں کہتے تھے کہ ابو الحسن کی لڑکی کی شادی جو مشائخ سرہند او خصوصًا محمد عمر نامی سے ہوئی ہے۔ علی نا مناسب واقع ہوئی ہے۔ لیکن مجبور تھے۔ سوائے صبر کے کوئی علاج نہ تھا۔ بیجاپور کی فتح کے

بعد بادشاہ ہند شکرانہ کے طور بہت سے تحفے اور ہدیے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لایا۔

اسی سال بادشاہ نے بعض حاسدوں کے کہنے سے شاہزادہ معظم پر ناراض ہو کر اسے قید کر لیا۔ لیکن اس کے قید کرنے سے حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ ناراض ہوئے کیونکہ شاہزادہ آنجناب کا مرید تھا۔

حضرت قیوم رابعؓ فرماتے ہیں۔ کہ اسی سال ایک روز چند ایک عورتیں آکر عرض گذار ہوئیں کہ آج کل ہماری آمدنی کا وسیلہ بند ہے۔ امید ہے کہ آنجناب دعا فرمائیں۔ تاکہ ہمارا کسب جاری ہو۔ کسی نے پوچھا کہ تم کیا کسب کرتی ہو انہوں نے کہا ہم مردہ شو ہیں۔ آنحضرت نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھانے چاہے تھے جب یہ بات سنی۔ تو دعا نہ کی۔ لوگوں نے ہر طرف سے ان لوگوں کو لعن طعن کی۔ کہ تمہاری حالت پر سخت افسوس ہے۔ کہ آنحضرت سے دعا کراتی ہو کہ لوگ مریں۔ اور تمہاری کاربرآری ہو۔ آنجناب نے عنایت کرم سے بادشاہ کو فرمایا کہ ان کے لئے وظیفہ مقرر کرو۔ اس نے مقرر کر دیا۔

اسی سال حضرت قیوم رابعؓ کی بہن حضرت ابوالعلیٰ کی بیٹی تاج النسا نام بیمار ہو گئی۔ اور یہ مرض دن بدن ترقی پر تھا۔ حتےٰ کہ مر گئی۔ جب اس کے مرنے کی خبر آنحضرت نے سنی۔ تو فرمایا کہ وہ زندہ ہے۔ لوگ حیران رہ گئے کہ کیونکر زندہ ہے۔ اس میں زندگی کی کوئی علامت نہیں پائی جاتی۔ لشکر ہند کے تمام اطبا نے آکر دیکھا۔ بادشاہ نے بھی حاذق حکما کو بھیجا سب نے غور کر کے کہا کہ مردہ ہے پھر بھی آنحضرت نے فرمایا کہ وہ زندہ ہے۔ تمام خلقت حیران رہ گئی۔ کور باطن مخالف اس بات پر ہنستے تھے۔ حتےٰ کہ تین روز مردہ پڑی رہی۔ اور اس کی زبان منہ سے باہر نکلی ہوئی تھی اور اس پر چیونٹیاں چمٹی ہوئی تھیں۔ بعض طبیبوں نے رگ جان پر نشتر مارا تو خون نہ نکلا۔ یہ حالت دیکھکر سب نے آنحضرت سے عرض کیا۔ کہ یا اس کی تجہیز و تکفین کا حکم ہو۔ یا پھر اسے زندہ کرو۔ آنحضرت نے اس مردہ خاتون کے پاس جا کر آواز دی آواز دیتے ہی وہ زندہ ہو گئی۔ اور اٹھ کر بیٹھ گئی یہ دیکھ کر لوگوں کا اعتقاد زیادہ ہو گیا۔ اور بہت سے مخالف بھی آکر آنحضرت کے مرید ہوئے۔ یہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی سب سے

بڑی کرامت ہے۔

اسی سال حضرت خازن الرحمت کے فرزند مولوی فرخشاہ نے بادشاہ کی طرف ایک خط لکھا اس مکتوب کے آخیر میں لکھا تھا۔ کہ اس معاملہ سے قطب الاقطاب خواجہ محمد نقشبند واقف ہیں۔ بادشاہ نے اس خط کا مطالعہ کر کے کہا کہ حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ کی بزرگی کی کافی دلیل ہے کہ ان کے چچا کے بیٹے ان کی قطب الاقطابی کو قبول کرتے ہیں۔

ذکر دربیان

سال بیستم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نہضت نمودن سلطان ہند بر قلعہ ستارہ بموجب امر آنحضرت وظفر یافتن او برآں مرز بوم از توجہ آں قیوم وجلیس کردن سلطان محمدی را باشارت آنحضرت بسبب اعتقاد بداو وبیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

جب بادشاہ ہند دکن کے بادشاہوں کی مہمات سے فارغ ہوا۔ تو غنیم لعیم کی بیخ کنی کا پختہ ارادہ کیا۔ اس کا اظہار جب حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں گیا۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ سے توجہ کی درخواست کی۔ تو آنحضرت رض نے اس بارے میں توجہ فرمائی اور فاتحہ طویل کے بعد بادشاہ کو فرمایا کہ خاطر جمع رکھو اللہ تعالیٰ تمہیں دشمن پر فتح نصیب کرے گا جس طرح رُخ کرو گے فتح ہی فتح حاصل ہوگی۔ بادشاہ اس خوشخبری سے نہایت خوش ہوا۔ اور قلعہ ستارہ کا رُخ کیا جو غنیم کے رہنے کی جگہ تھی اور جو بلندی اور مضبوطی میں دکن کے تمام قلعوں سے بڑھکر تھا۔ غنیم نے قلعہ کی فصیل اور برجوں کو اور بھی مضبوط کر کے مقابلہ کیا۔ بادشاہ ہند نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا دونو طرف سے تیر بندوق اور توپ کی لڑائی ہونے لگی۔ بادشاہ نے حد سے زیادہ کوشش کی لیکن کسی طرح غالب نہ آسکا۔ اور فتح کی کوئی علامت نظر نہ آتی تھی۔ شاہی لشکر کے بہت لوگ ہر روز ضائع ہوتے تھے۔ آخر یہ صلاح ٹھہری کہ قلعہ کے سب سے بڑے برج تلے نقب لگائی جائے۔ اور اس نقب میں بارود بھر کر آگ لگادی جائے

جب آگ لگائی گئی۔ تو بادشاہ نے حکم دیا کہ سارا لشکر یکبارگی قلعہ پر حملہ کرے۔ تمام شاہی فوج نے ہلہ بول دیا۔ اور ادھر آگ لگادی۔ اس برج پر سات سو آدمی تھے ان کا نام ونشان تک نہ رہا۔ شاہی لشکر بھی ہلاک ہوگیا۔ جو قلعہ میں رہ گئے انہوں نے پناہ مانگی۔ اور قلعہ بادشاہ کے حوالے کیا بادشاہ فاتح ومنصور ہوکر اپنی لشکر گاہ میں لوٹ آیا۔ اور غنیم کے تعاقب کے لئے جو کنیوں اور اور قلعوں میں تھا فوج کو مقرر کیا۔ غنیم کے بہت سے قلعے بادشاہ کے قبضے میں آئے۔ اور غنیم کی فوج کا اکثر حصہ قتل ہوا۔ غنیم بھاگ اٹھا۔ بادشاہی لشکر نے اس کا پیچھا کیا لیکن ہاتھ نہ آیا۔ کیونکہ جہاں شاہی لشکر جاتا وہیں سے بھاگ جاتا۔ مقابلہ بالکل نہ کرتا۔ جب تک عالمگیر زندہ رہا۔ دشمن نے کبھی شاہی لشکر کا مقابلہ نہ کیا۔ بادشاہ اس فتح کے شکرانہ میں بہت سے تحف وہدایا حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لایا۔ اور آنحضرت کی بہت سی دعا وثنا کی۔ اور عرض کیا کہ یہ تمام فتوح آنجناب کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے حاصل ہورہی ہیں۔ وگرنہ مجھ سے کچھ نہیں ہوسکتا۔ جب ان فتوح کی خبر سرہند پہنچی۔ تو حضرت عروۃ الوثقیٰ کے بڑے فرزند حضرت محمد صبغۃ اللہ رضؓ نے فرمایا کہ یہ فتوح عالمگیر کے ہاتھ سے نہیں ہوئیں یہ میرے بھائی محمد نقشبند حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی توجہ مبارک سے ہوئیں ہیں ؛

اسی سال محب اللہ الہ آبادی کے خلیفہ اعظم محمدی کو بادشاہ نے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے حکم سے قید کرلیا۔ اس کے قید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ لوگوں نے آنحضرت کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ محمدی کا عقیدہ ہریوں کا سا ہے اسلام سے اسے کچھ سروکار نہیں۔ بلکہ لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ بہت سے لوگ اس کے باطل مذہب میں شامل ہوکر گمراہ ہوگئے ہیں۔ آنجناب نے لوگوں کی بات کو حسد پر مبنی خیال کرکے فرمایا کہ ایسا نہیں ہوگا۔ اور لوگوں نے بھی آکر ایسا ہی عرض کیا چنانچہ ہر روز بہت سے آدمی آکر آنحضرت سے اس کے باطل عقاید کا ذکر کرتے۔ جب پے در پے آنحضرت نے محمدی کی گمراہی کی خبریں سنیں۔ تو ایک دن ایک شخص نے محب اللہ کی تصنیف شدہ کتاب لاکر آنحضرت کے پیش کی۔ اس کتاب میں محب اللہ نے وجود باری کے اثبات میں لکھا تھا کہ اگر فرض کریں

کہ اللہ تعالیٰ انہیں افراد عالم میں موجود ہے۔ یہ بات جو اس نے اس کتاب میں لکھی ہے کفر محض ہے۔ جب آنحضرت نے دیکھا۔ کہ بہت سے لوگ اس کی وجہ سے گمراہ ہو رہے ہیں۔ تو مجبوراً بادشاہ کو فرمایا کہ محمدی کو قید کر لو۔ شاید اپنے عقیدہ سے توبہ کرے۔ بادشاہ نے حسب الارشاد آنجناب اسے شاہی نقارخانہ میں قید کر دیا۔ بہت سے بڑے بڑے امیر اس کے مرید تھے۔ خاص کر روح اللہ خاں امیر الامرا اس کا مخصوص مرید تھا۔ وہ اس کی قید سے بہت سٹ پٹایا اور اس کی رہائی کے لئے بہتیری کوششیں کیں لیکن سب بے سود۔ کئی دفعہ بادشاہ سے بھی عرض کیا۔ لیکن اس نے قبول نہ کیا کہتے ہیں کہ محمدی مرتے دم تک قید رہا۔ ایک دفعہ بادشاہ نے محمدی کو مکہ جانے کا حکم دیا۔ شاہی آدمی اس کے ساتھ گئے جب مکہ سے واپس آیا۔ تو بادشاہ نے قید سخت کا حکم دیا۔ اس کے تھوڑی مدت بعد قید ہی میں مر گیا۔ لوگ بہت سے واہیات کلمے اس سے منسوب کرتے ہیں۔ جو دین و اسلام کے مخالف ہیں۔ اکثر ذو معنی کلام کیا کرتا تھا۔ اگر کوئی گرفت کرتا تو کہتا کہ اس سے میری غرض یہ ہے۔ چنانچہ جب مکہ سے واپس آیا تو ایک شخص نے پوچھا کہ تو نے کعبہ کو کیسا پایا۔ کہا احتیاج بشری کا طہارتخانہ ہے لوگوں نے کہا یہ کیسی بُری اور بے ادبانہ بات کرتے ہو۔ کہا میں نے کونسی بُری بات کہی ہے۔ پاک جگہ ہے اور لوگوں کو احتیاج ہوتی ہے۔ کہ وہاں جاتے ہیں۔ کسی نے کہا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک پر مکھی نہیں بیٹھتی۔ کہا فلاں دوا کا روغن جو شخص بدن پر ملتا ہے اس کے بدن پر مکھی نہیں بیٹھتی۔ علیٰ ہذا القیاس بہت سی باطل باتیں اس سے منسوب ہیں۔

ذکر در بیان

سال بست و یکم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ ولادت میر عبد اللہ کہ فرزند آنحضرت بود۔ و وفات او و عرضداشت کردن بادشاہ بدخشاں بجناب حضرت قیوم ثالث وقضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند۔

اس سال حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک فرزند پیدا ہوا جس کا نام میر عبداللہ رکھا گیا۔ آنحضرت فرماتے تھے۔ کہ اس فرزند کی پیدائش کے دن میں نے دیکھا کہ فرشتے کہتے تھے کہ آج قطب وقت پیدا ہوا ہے۔ اور مجھے مبارک باد دیتے تھے۔ نظر کشفی میں اس بچے کی استعداد قطبیت معلوم ہوتی تھی۔ جب یہ خوشخبری بچے کی والدہ نے سنی۔ تو نہایت خوش ہوئی۔ کیونکہ اسکا کوئی لڑکا نہ تھا۔ حق تعالےٰ نے فرزند بھی دیا تو قطبیت کی استعداد کا۔ آنحضرت کے دوسرے فرزندوں کی والدہ ماجدہ آنحضرت کی زندگی میں فوت ہو چکی تھیں جب کبھی اس بچے کی والدہ اسے گود میں لیتی تو کہتی کہ تو قطب وقت اور قیوم روزگار ہے یہ بات حضرت ابو العلی کو شاق گذرتی۔ کیونکہ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے پہلے یہ خوشخبری انہیں دی۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز حسب المعمول بچے کی والدہ نے اسے گود میں لیکر کہا۔ تو قطب وقت اور قیوم زماں ہے۔ حضرت ابو العلی نے ناراض ہو کر یہ بات حضرت قیوم ثالثؒ سے عرض کی۔ کہ حضرت سلامت بیگم فقیروں سے نہیں ڈرتی۔ کہ اس شیر خوار بچے کو قیوم وقت بتلاتی ہے۔ عنقریب ہی یہ بچہ مرجائے گا حضرت حجۃ اللہؒ نے فرمایا کسی کی کیا مجال کہ تمہارے سوا کسی کو قطب و قیوم کہے۔ یہ منصب تمہیں مبارک رہے جس روز یہ گفتگو ہوئی اسی دن وہ بچہ بیمار ہو گیا۔ اور مرض دن بدن بڑھتا گیا۔ حتےٰ کہ چند روز بعد فوت ہو گیا آنحضرت کو اس کی موت کا بڑا غم ہوا اس کی نعش سرہند بھیجی۔ اور امام معصومؓ کے روضہ منورہ میں مدفون ہوئی بچے کی والدہ کو اس وفات کا نہایت ہی قلق ہوا ہر روز اس طرح روتی کہ جو اسے دیکھتا اسی کا دل جل جاتا حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز میرے قبلہ گاہ حضرت ابو العلی نے بیگم کو کہا کہ میں نے حق تعالےٰ سے اور فرزند مانگا ہے جو عنقریب پیدا ہو گا۔ بیگم نے کہا میں بانجھ ہوں۔ میرے ہاں بچہ نہیں ہو گا آپ نے فرمایا ضرور ہو گا۔ کہا ہو گا تو کیا۔ میں اس بچے کے واسطے اس لئے افسوس کرتی ہوں کہ وہ قطب و قیوم تھا حضرت ابو العلیٰ نے فرمایا۔ اب تمہارے ہاں نہ کوئی لڑکا ہو گا نہ لڑکی۔ واقعی اس کے بعد بیگم کے ہاں اولاد نہ ہوئی۔ بہتیری کوشش کی بزرگوں

سے دعائیں بھی منگوائیں لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ حضرت ابوالعلی نے فرمایا۔ کہ میں نے یہ بات اللہ تعالےٰ سے مانگ کر اپنے قبضے میں کرلی ہے۔ دوسرے کے کہنے سے کبھی نہیں ہوگی۔ اگر میں چاہوں۔ تو ابھی اس کے ہاں اولاد ہو۔ کئی مرتبہ بیگم نے اولاد کے لیئے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ یہ کام اللہ تعالےٰ نے ابوالعلیٰ کے ہاتھ دیا ہوا ہے۔ بیگم اس وجہ سے حضرت ابوالعلی پر ناراض ہوگئی۔ اور اس بات کے درپے ہوئی کہ میں کسی طرح ان کی کشف کو جھوٹا ثابت کرے۔ چنانچہ اتفاق سے انہیں دنوں حضرت **قیوم ثالث** بیمار ہوگئے۔ مرض کا غلبہ ہوتا گیا بیگم نے حضرت ابوالعلیٰ کو کہا کہ جب تک تم آنحضرت کی شفا کی بابت اپنی کشف سے مجھے خوشخبری نہ دوگے میری دلجمعی نہیں ہوتی۔ آپ نے فرمایا کل جس وقت موذن شام کی اذان کہیگا اس کے کہتے ہی آنحضرت کی بینی پر پسینہ آئیگا۔ پھر پیشانی پر اور پھر سارے بدن پر۔ اس وقت آنحضرت کو صحت کلی نصیب ہوگی۔ دوسرے دن ٹھیک اسی وقت بیگم نے ہاتھ آنحضرت کی بینی مبارک پر رکھا اور ایک شخص کو جلدی مسجد بھیجا کہ جاکر موذن کو اذان کے لیئے کہے۔ جب موذن نے اللہ اکبر کہا تو اسی وقت آنحضرت کی بینی مبارک پر پسینہ آیا پھر پیشانی پر پھر چہرہ مبارک اور تمام بدن پر۔ بعد ازاں آنحضرت کو شفائے کلی نصیب ہوئی۔

میرے (مصنف) جد شریف کواکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ اس سال میں سرہند سے حضرت **حجۃ اللہ** رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لیئے دکن گیا۔ جب میں شاہی لشکر میں گیا۔ تو بادشاہ نے میرے استقبال کے لیئے اپنے بڑے بڑے امرا بھیجے جب لشکر میں داخل ہوا۔ تو جوق درجوق لوگ آکر مجھ سے ملاقات کرنے لگے۔ اس وقت میرے دل میں خیال آیا۔ کہ تو ایسی بزرگی سے جاتا ہے۔ اگر اسی وقت حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ مہتروں کو حکم دیں۔ کہ مجھے جوتیوں سے پیٹ کر لشکر سے نکال دیں تو جو اعتقاد مجھے اس وقت آنحضرت پر ہے اس میں کچھ کمی آئیگی یا ویسا ہی رہیگا۔ اس بارے میں جب خوب غور کیا تو معلوم ہوا کہ ہرگز اس اعتقاد میں فرق نہیں آئے گا۔ کیونکہ مجھے کامل یقین ہے۔ کہ جو کچھ میرے حق میں بہتر ہوگا وہی آنحضرت مجھ سے کریں گے۔ پس میری بہتری اسی میں تھی۔ کہ مجھے ایسی سزا دیں

جب یہ بات میں نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کی۔ تو آنحضرت نے مجھ پر بدرجہ غایت مہربانی کی اور فرمایا تو حضرت **عروۃ الوثقیٰ** کے کمالات کا وارث کامل ہے

اسی سال شاہ بدخشاں نے آنحضرت کی خدمت میں عرضی لکھی کہ میں عاجز ہوں مجھے اپنا مرید بنا لیں اس عرضی کے بھیجنے کا باعث یہ تھا کہ بدخشاں کا پہلا بادشاہ جو آنجناب کا مرید تھا۔ اسکے بجائے اور تخت نشین ہوا تھا۔ اس نے آنجناب کا مرید ہونا قبول نہ کیا اور عیش و عشرت میں مشغول ہو گیا۔ آنخضرت کے خلفاء کی بھی چنداں پرواہ نہ کی۔ لوگ اُسے بہترا سمجھاتے کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے خلفاء کی خدمت میں جاؤ۔ اور ان کے مرید بن جاؤ۔ اور یہ عیش و عشرت چھوڑ دو۔ تاکہ تمہاری سلطنت قایم رہے۔ لیکن وہ ایک نہ سنتا تھا۔ آخر کار ملک باغی ہو گیا۔ ہر طرف سے دشمن نے چڑھائی کی۔ امیر اس کا حکم نہ مانتے۔ اسی اثنا میں ایک روز سخت گھبرایا۔ رات کو دو رکعت نماز ادا کر کے بارگاہ الہی میں نہایت عاجزی سے دعا مانگنے لگا۔ اثنا دعا میں اس کی آنکھ لگ گئی تو کیا دیکھتا ہے کہ زر لفت کا ایک عالی شان خیمہ جواہرات سے جڑا ہوا ہے۔ جس کے اندر ایک نہایت نفیس تخت پر ایک مرد خدا بیٹھا ہے۔ جس کے گرداگرد بہت سے لوگ ہاتھوں میں سنہری عصا لئے ہوئے کھڑے ہیں۔ بادشاہ نے پوچھا یہ کون بزرگ ہے۔ لوگوں نے کہا یہ حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ ہیں۔ اسی بزرگ کی وجہ سے تیری سلطنت میں خلل آیا۔ اگر سلطنت کا استقلال اور دین و ایمان کی سلامتی چاہتے ہو تو اس بزرگ کے خلفاء کی خدمت میں جا کر ان سے دعا کراؤ۔ جب بادشاہ ہوش میں آیا۔ تو اپنے پچھلے افعال سے نادم ہوا اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے خلفاء کی خدمت میں آ کر مرید ہوا۔ اور آنخضرت کی خدمت میں ایک عرضی معہ تحف و ہدایا بھیجی۔ جب اس کی عرضی آنخضرت کی خدمت میں پہنچی تو اس کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

ذکر در بیان

سال بست و دوم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ و مراجعت آنخضرت از لشکر ہند بدار الارشاد سرہند و واقعاتیکہ دریں سال واقع شدہ اند

جب حضرت حجۃ اللہ کو شاہی لشکر میں رہتے پانچ سال گذر گئے۔ اور فرنگیوں اور ہندیوں کی باہمی جنگ کی وجہ سے حج کی راہ بالکل بند رہی۔ تو آنحضرت ہر روز وطن مالوف کو لوٹ آنے کی خواہش کرتے لیکن بادشاہ آنحضرت سے ایک دم جدا نہ ہونا چاہتا کیونکہ آنحضرت کی برکت سے اسے اسقدر فتوحات نصیب ہوئی تھیں۔ آنحضرت بھی بپاس خاطر بادشاہ توقف فرماتے رہے جب بادشاہ نے شاہزادہ معظم کو جو آنحضرت کا مرید تھا۔ قید کر لیا اور اس کی قید کی سختی دن بدن بڑھتی گئی۔ تو آنحضرت کو یہ بات ناگوار گذرنے لگی۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ ایک روز آنحضرت نے بادشاہ کو فرمایا۔ کہ معظم کو رہا کر دو۔ بادشاہ نے عرض کیا۔ اس کے رہا کرنے سے ملک میں خلل عظیم کا اندیشہ ہے۔ فتنہ و فساد برپا ہو گا۔ اور ناحق مسلمانوں کی خونریزی ہو گی۔ آنحضرت خاموش رہے۔ چند روز بعد آنجناب نے پھر شہزادہ کی رہائی کے لئے فرمایا بادشاہ نے پھر بھی وہی عذر پیش کیا۔ اسی طرح آنحضرت ہر روز شہزادہ کی رہائی کے لئے فرماتے۔ اور بادشاہ عذر کرتا رہتا۔ یہ بات آنحضرت کو سخت ناگوار گذری۔ ایک روز نہایت غصے سے بادشاہ کو فرمایا جو تکلیف شہزادہ کو پہنچ رہی ہے اس سے تو اس کا مر جانا بہتر ہے۔ اگر اسے رہا نہیں کرتے تو اسے قتل ہی کر دو۔ بادشاہ نے عرض کیا۔ مجھے چند ماہ کی مہلت عنایت ہو۔ کہ جناب کی خاطر توکل بر خدا میں معظم کو رہا کر دوں گا۔

انہیں دنوں ایک روز روح اللہ خاں امیر الامراء ہند جو محمدی کا مرید تھا حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے دوسرے فرزند شیخ محمد عمر کی خدمت میں خواستگار ہوا کہ ازراہ لطف و کرم کوشش کر کے محمدی کو شاہی قید سے چھڑائیں شیخ صاحب نے سخت ناراض ہو کر فرمایا کہ ہم سے یہ امید مت رکھو کہ ہم دشمن خدا کی مدد کریں گے۔ بلکہ اسے ہر طرح کی ممکن سے ممکن تکلیف پہنچائیں گے۔ روح اللہ شرمندہ ہو کر اٹھ بیٹھا۔ شیخ صاحب نے بادشاہ کو کہلا بھیجا۔ کہ محمدی پر تکلیف اور بھی زیادہ کر دی جائے۔ روح اللہ یہ دیکھکر بہت جلا اور حضرت قیوم ثالث رض کا سخت دشمن ہو گیا۔ دن رات اسی فکر میں تھا کہ کسی طرح آنحضرت کو تکلیف پہنچائے ایک روز بعض آدمیوں کی زبانی بادشاہ کو کہلا بھیجا۔ کہ حضرت حجۃ اللہ

تیری سلطنت کی نسبت شاہزادہ معظم کی سلطنت پر زیادہ راضی ہیں۔ اور معظم نے اس مطلب کے لیئے بے شمار روپیہ آنحضرت کو دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ہر روز اس کی رہائی کے لئے خواہش کرتے ہیں۔ بادشاہ نے ان لوگوں کی بات نہ مانی۔ بلکہ کہا۔ کہ آنجناب میرے پیر و مرشد ہیں۔ جو کچھ میرے حق میں بہتر ہوگا وہی کریں گے۔ تم نامناسب اور نامعقول باتیں کہتے ہو۔ وہ اپنے کہے سے شرمندہ ہوئے۔ اور حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر عرض کرنے لگے کہ بادشاہ جناب سے بہت ناخوش ہے۔ اور یہ باتیں کہتا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ ہم نے بادشاہ کے حق میں کونسی برائی کی ہے۔ ہم تو صبح شام اس کی سلطنت کے حامی و مددگار ہیں۔ ہم سے کیوں ناراض ہے پھر ان لوگوں نے معظم کو جاکر کہا کہ بادشاہ کے دوسرے بیٹے اعظم شاہ نے حضرت **حجۃ اللہ** رضی اللہ عنہ کو بہت سا روپیہ دیا ہے۔ کہ بادشاہ کو کہہ کر معظم کو قتل کرا دیں۔ چنانچہ آنحضرت نے ایک مرتبہ بادشاہ کو فرمایا بھی تھا۔ کہ اگر اسے رہا نہیں کرتے۔ تو اُسے قتل ہی کردو اسی بات کو لیکر انہوں نے معظم کو لکھ دیا۔ انہیں دنوں ایک روز روح اللہ خاں بعض اور مخالفوں سمیت شاہی مجلس میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی شکایت کر رہا تھا۔ اعظم شاہ بھی ان کے ساتھ شریک تھا۔ بادشاہ نے ان سے منہ پھیر لیا اور اور طرف متوجہ ہوا۔ جب یہ خبر آنحضرت نے سنی۔ تو سخت ناراض ہوئے اور بے اختیار زبان سے نکل گیا۔ کہ روح اللہ خاں غضب الٰہی میں گرفتار ہوگیا اور اعظم شاہ سلطنت سے معزول ہوگیا۔ آنحضرت کے یہ فرماتے ہی روح اللہ خاں بیمار ہوگیا۔ اس کی زبان میں لکنت آگئی اور تیسرے روز مرگیا۔ اعظم شاہ بھی بادشاہی سے محروم رہا۔ کیونکہ باپ کے بعد سلطنت محمد معظم کو ملی۔ جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ حضرت حجۃ اللہ ناراض ہوگئے ہیں۔ اور روح اللہ خاں غضب الٰہی میں گرفتار ہو کر مرچکا ہے تو گھبرایا ہوا دیوانوں کی طرح آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور معافی مانگی۔ لیکن آنحضرت نے ذرہ بھی توجہ نہ کی۔ بادشاہ نے توجہ کی درخواست کی۔ پہلے ہفتہ میں ایک دفعہ توجہ فرمایا کرتے تھے۔ اب وہ بھی ترک کر دی۔ جب بادشاہ حاضر خدمت ہوتا۔ تو آنجناب نہ اس کی طرف دیکھتے۔ اور نہ توجہ باطنی فرماتے۔

آخر آنحضرت نے ایران کی راہ حج کے سفر کا ارادہ کیا۔ اور بادشاہ سے رخصت ہوئے۔ بادشاہ نے بہتیری منت وسماجت کی کہ چند روز اور توقف فرمائیں لیکن آپ نے قبول نہ فرمایا۔ اور سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ بادشاہ کو آنحضرت کے جانے کا سخت قلق ہوا۔ پھر اپنے تمام ارکین سلطنت کو آنجناب کی خدمت میں بھیجا۔ اور نہایت عجز ونیاز سے عرضی بھی لکھی۔ کہ آنحضرت تشریف لائیں تو حسب الارشاد کارروائی ہوگی۔ معظم کو بھی رہائی دی جائے گی۔ لیکن آنجناب نے ذرہ پرواہ نہ کی۔ خنئے کہ عرضی کو دیکھا تک نہیں۔ شاہی آدمی مایوس ہو کر لشکر میں لوٹ آئے۔ اور ساری کیفیت آکر بادشاہ کو سنائی جب حضرت حجۃ اللہؓ دار الارشاد سرہند میں آئے۔ تو وہاں کے تمام چھوٹے بڑے آنجناب کے استقبال کو آئے۔ میرے (مصنفؒ) جد شریف کواکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہؓ نے فرمایا کہ جب سرہند کے لوگ استقبال کے لئے آئے۔ تو مجھے خیال آیا کہ اگر میرے بھائی مروج الشریعت رضی اللہ عنہ زندہ ہوتے تو استقبال کے لئے آتے۔ جب بھائی کے فراق کا مجھ پر غلبہ ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے بھائی مروج الشریعت گھوڑے پر سوار بہت سے اولیاء اللہ ساتھ لئے ظاہر ہو کر فرماتے ہیں بھائی صاحب دیکھو میں بھی استقبال کے لئے آگیا ہوں۔ بھائی کے دیکھنے سے مجھے فرح وسرور حاصل ہوا۔ جب حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ سرہند میں داخل ہوئے۔ تو پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی زیارت کر کے مراقبہ کیا بعد ازاں دولتخانہ میں تشریف لائے اور ایک گھڑی لوگوں میں بیٹھ کر محل کے اندر تشریف لے گئے۔

ذکر وبیان

سال بست وسوم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ ومرید
شدن وآمدن وعرضہ اشتن سبحان قلی خاں بادشاہ توران
بخدمت آنحضرت وبیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

اس سال سبحان قلی خاں بادشاہ توران حضرت حجۃ اللہ کا غائبانہ مرید ہوا

اس کے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا۔ کہ وہ اس سے پہلے سمرقند میں تھا۔ وہاں خواب میں دیکھا کہ یاقوت سرخ کے ایک محل پر ایک بزرگ کھڑا ہے۔ اور اس محل کے گرد اگرد ہزارہا اولیاء اللہ دست بستہ کھڑے ہیں۔ سبحان قلی خاں نے لوگوں سے پوچھا کہ محل پر کھڑا ہوا بزرگ کون ہے انہوں نے کہا خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ قیوم وقت ہیں۔ اتنے میں حضرت قیوم ثالث رض نے سبحان قلی خاں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ ہم نے تمہیں توران کا بادشاہ مقرر کیا ہے۔ اب بخارا چلے جاؤ۔ وہاں کا تخت سلطنت تمہارے لئے ہے۔ ہمارے خلفا کی خدمت کرنا تاکہ تمہاری سلطنت کو استقلال ہو۔ قیامت میں بھی اللہ تعالے تمہیں بلند مرتبہ عطا فرمائے گا۔ اور تمہارے گناہ بخشے جائیں گے۔ سبحان قلی خاں نے بیدار ہو کر حسب الارشاد بخارا کا رخ کیا۔ مخالفوں نے اسے قتل کرانا چاہا۔ لیکن آنحضرت کی توجہ اسکے شامل حال تھی۔ اس پر قابو نہ پا سکے۔ سبحان قلی خاں دشمنوں کے خوف سے بہت گھبرایا کئی راتیں ڈر کے مارے نہ سویا ایک رات پھر آنحضرت نے خواب میں اُسے فرمایا کہ ہم تیری مدد وحمایت پر ہیں۔ کسی کی مجال نہیں کہ تجھے تکلیف پہنچائے۔ کل ہمارے خلیفہ مرزا خواجہ کی خانقاہ میں جا کر اس سے میری کلاہ لیکر سر پر رکھنا اور بخارا چلے جانا۔ دوسرے روز وہ مرزا خواجہ کی خانقاہ میں گیا۔ پیشتر اس کے کہ سبحان قلی کچھ بیان کرے۔ مرزا صاحب نے فرمایا۔ کہ تمہیں حضرت حجۃ اللہ رض نے کلاہ بینے کے لئے بھیجا ہے۔ یہ وہی کلاہ بھی تمہارا تاج سلطنت ہے۔ بارہ ہزار جنگی ترک مرزا صاحب کے مرید تھے۔ سب کو سبحان قلی خاں کے ماتحت کیا تمام اس کی اطاعت پر کمربستہ ہوئے۔ سبحان قلی سر پر کلاہ رکھ ان ترکوں کو ساتھ لے بخارا گیا۔ ابھی عبدالعزیز خاں بادشاہ بخارا زندہ تھا۔ سلطنت اس نے اور کے سپرد کر دی تھی۔ لیکن حضرت حجۃ اللہ کی توجہ سے لوگوں کے دلوں میں سبحان قلی خاں کی محبت گھر کر گئی۔ اور وہ سلطنت کا مالک قرار پایا۔ دشمن اسکے زور و قوت سے ڈر کر راتوں رات بھاگ گئے۔

جب عبدالعزیز خاں مر گیا تو سبحان قلی خاں توران کا بادشاہ ہوا۔ تخت سلطنت پر بیٹھتے ہی حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے خلفا کا مرید ہوا۔ اور ایک عرضی آنحضرت کی خدمت میں معہ تحف و ہدایا بھیجی۔ جب اس کی عرضی آنجناب کی خدمت میں

پہنچی۔ تو تحف و ہدایا قبول کر کے اس کے حق میں دعائے خیر کی۔

اسی سال حضرت قیوم ثالث کی بیٹی امت القیوم عرف جیونی بیگم صاحبہ کی شادی شیخ عبدالاحد کے بیٹے شیخ محمد تقی سے ہوئی۔ آنحضرت نے بیشمار مال و اسباب جواہر نقد و جنس جہیز میں دیا۔ ایک لاکھ روپے کا صرف زیور ہی تھا۔ باقی سونے چاندی کی اور چیزیں اور جواہرات تھے سرہند کے تمام زن و مرد اور بچوں کی دعوت کی۔ کہتے ہیں۔ اس طرح دھوم دھام سے مشائخ سرہند تو درکنار ہندوستان بھر میں کوئی شادی نہیں ہوئی ہوگی۔

ذکر دربیان

سال بست وچہارم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رفتن آنحضرت از سرہند بہ کابل واستقبال نمودن مردم آنجا وہلاک وپایمال شدن قبیل از کثرت خلایق وبیان واقعاتیکہ دریں سال واقع شدہ اند۔

پہلے لکھا گیا ہے۔ کہ حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ حج کے ارادے سے دکن تشریف لے گئے تھے۔ اور چونکہ فرنگیوں اور ہندیوں میں جنگ چھڑ گئی تھی اس واسطے عرب کی راہ بند تھی۔ چند سال تک آنحضرت شاہی لشکر میں رہے جب دیکھا کہ اس رستے جانا ممکن نہیں تو اس واسطے ایران کی راہ جانے کا ارادہ کیا۔ اس ارادے سے دکن سے سرہند میں تشریف لائے۔ اور ایک سال وہاں قیام فرما کر کابل کا رخ کیا۔ جب کابل کے مغل اور پٹھانوں کو آنحضرتؓ کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو آنحضرتؓ کے استقبال کے لئے روانہ ہوئے۔ آنحضرتؓ ابھی آنحضرتؓ سرہند ہی میں تھے کہ کابل کے آدمی حاضر خدمت ہو گئے۔ آنحضرتؓ پیر کے روز ۱۵ جمادی الاول کو کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ ہر منزل پر کابل کے بہت سے آدمی حاضر خدمت ہوتے تھے۔ جب لاہور پہنچے۔ تو کابل کا ایک ہزار آدمی آنحضرتؓ کی خدمت سے مشرف ہوا۔ جب آگے بڑھے تو ہر منزل پر جوق جوق آدمی آنحضرت کی خدمت میں شامل ہوتے گئے۔ جب سندھ پار ہوئے تو خدمت اقدس میں لوگوں کا اسقدر ہجوم ہوا کہ قلم ان کے شمار سے عاجز ہے۔ میرے مصنفؒ

قبلہ گاہ فرماتے ہیں۔ کہ جن دنوں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کابل تشریف لے گئے۔ ہم اس وقت پشاور میں تھے۔ ہم پیشاور سے پندرہ کوس کے فاصلے پر نوشہرہ تک استقبال کے لئے گئے۔ نوشہرہ سے پیشاور تک آدمیوں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ آدمیوں کی کثرت کی وجہ سے زمین نظر نہ آتی تھی۔ جب ظہر کا وقت ہوا تو آنجناب نماز کے لئے اترے۔ آدمیوں کو نماز کے لئے اچھی طرح جگہ نہ ملتی تھی۔ ایک دوسرے کی پیٹھ پر سجدہ کرتے تھے جنگل حالانکہ اس قدر وسیع تھا پھر بھی تل بھر جگہ خالی نہ تھی۔ پشاور کا حاکم ہاتھی پر سوار ہو کر آنحضرت رضی اللہ عنہ کے استقبال کو آیا بعض نے اسے کہا۔ کہ ہاتھی پر سوار ہو کر قیوم وقت کی ملاقات کو جانا سخت بے ادبی ہے۔ اس نے کہا ان لوگوں کے لئے بے ادبی ہے۔ جو اس کے مرید ہیں۔ میں اس کا معتقد نہیں جب آنحضرت رضی اللہ عنہ کے قریب پہنچا تو ہاتھی بٹھا کر اترا۔ لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا۔ کہ ہاتھی لوگوں کے تلے آ کر ہلاک ہو گیا۔ اژدحام خلقت سے حواس باختہ ہو گیا اور آنحضرت تک نہ پہنچ سکا۔ ہاتھی کا ہلاک ہونا محض آنحضرت کے تصرف کی وجہ سے تھا۔ حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ اور میرے قبلہ گاہ نے بارہا یہ فرمایا۔ کہ ہاتھی کو ہم نے بیٹھتے دیکھا۔ لیکن پھر اُٹھتے نہ دیکھا۔ جب ہاتھی کے قریب پہنچے۔ تو اسے مردہ پایا۔ جو لوگ آنحضرت کے استقبال کے واسطے آتے تھے۔ انہیں آنحضرت کی زیارت بھی نصیب نہ ہوتی تھی۔ صرف دور سے آنجناب کی سواری کو دیکھ لیتے تھے ہزار میں صرف ایک کو زیارت نصیب ہوتی تھی۔ آنحضرت ایک مہینہ پیشاور میں رہ کر کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ جب امیر خاں والئے کابل نے جو دریائے سندھ سے لیکر قندھار تک سارے علاقے کا حاکم تھا۔ سنا کہ آنحضرت پیشاور تک تشریف لے آئے ہیں۔ تو اس نے سارے علاقے میں حکم بھیجدیا کہ جتنے گاؤں رستے میں پڑتے ہیں۔ ان میں کوئی خلاف شرع اور بدعت کا کام مثلاً بھنگ۔ پوست۔ افیم شراب ڈھول۔ طنبور وغیرہ دور کردیں۔ کیونکہ حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ تشریف لا رہے ہیں جب آنحضرت کے خیمے سندھ پار نصب ہوئے۔ تو اس ملک میں بدعت و خلاف شرع کوئی کام نہ پایا جاتا تھا۔ جب آنحضرت پیشاور سے کابل کی طرف روانہ ہوئے تو توران بدخشاں ترکستان وغیرہ ممالک کے ہزارہا لوگ آنحضرت کی خدمت میں مشرف

ہوتے تھے۔ اسی اثناء میں کابل کا رئیس حاجی عبد اللہ آنحضرتؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔ اس نے بیان کیا کہ میں نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی تھی۔ کہ میں قطب وقت کو دیکھوں۔ ایک رات میں نے خواب میں تین آدمیوں کو دیکھا۔ ایک بوڑھا۔ دوسرا جوان۔ تیسرا بچہ۔ لیکن بوڑھے اور بچے کے کپڑے پر تمام اسم ذات لکھا ہوا تھا۔ اور جوان کے کپڑے پر کمر تک اسم ذات لکھا ہوا تھا۔ کسی نے کہا کہ تینوں قطب ہیں۔ جب میں نے آنحضرت کو دیکھا۔ تو جناب کی شکل و صورت اس بوڑھے سے ملتی تھی۔ اور جس جوان اور بچے کو میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ وہ آنحضرت کا بیٹا اور پوتا تھا۔ جوان کے لباس پر کمر تک جو اسم ذات دیکھا تھا اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ اسے صرف قطبیت کے کمالات حاصل تھے۔ اور بچے اور بوڑھے کو منصب قیومیت بھی حاصل تھا۔ اس بچے سے مراد حضرت قیوم رابع ہیں جب آنحضرت پشاور سے تین منزل کے فاصلہ پر کوہ خیبر میں پہنچے۔ جہاں سے کابل سات روز کی راہ ہے۔ تو امیر خاں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔ اور طرح طرح کے تحفے نذر کئے۔ جب آنحضرت کابل پہنچے تو خلقت کا اسقدر ہجوم ہوا کہ سوائے حضرت عروۃ الوثقیٰ کے اور کسی کی خدمت میں کہیں اتنا ہجوم نہیں ہوا شہر میں کوئی ایسا فرد بشر نہ تھا جو آنحضرت کے استقبال کو نہ آیا ہو۔ حتیٰ کہ عورتیں بھی برقعہ پہن آئیں بلکہ شیر خوار بچوں والی اور حاملہ عورتیں بھی آئیں۔ کابل کے بعض آدمیوں نے مجھ (مصنف) سے بیان کیا۔ کہ جن دنوں حضرت قیوم ثالثؓ کابل میں تھے ہم بچے ہی تھے۔ کہ شہر میں شور مچ گیا کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ تشریف لا رہے ہیں۔ لوگو ان کے استقبال کے واسطے جاؤ۔ سارے آدمی نکل آئے۔ ہم بھی کندھوں پر سوار ہو کر آئے۔ کابل کے تمام چھوٹے بڑے معہ وہاں کے حاکم کے آنحضرت کے ساتھ پا پیادہ جا رہے تھے۔ کابل کا قاضی قاضی جان محمد آنحضرت کی نعلین مبارک اٹھا کر پیدل ساتھ ساتھ جا رہا تھا جب اس انبوہ کثیر کے ساتھ آنحضرت شہر میں داخل ہوئے۔ تو کابل کی دوکانیں پائمال ہو گئیں لوگوں کا بہت سامال و اسباب ضائع ہوا۔ شہر کابل میں آدمیوں کی گنجائش نہ رہی۔ دوسرے ملکوں سے ہر روز ہزارہا آدمی زیارت کے لئے آتے تھے۔ اور دن بدن لوگوں کی

کثرت ہوتی جاتی تھی ÷

ذکر در بیان

سال بست و پنجم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ وکثرت ارشاد و سلطنت آنحضرت رجوع تمام خلایق علماء و مشائخ وسلاطین و دیگر اصاغر و اکابر جہان و جہانیاں بخدمت قیوم ثالث و عرضداشت کردن شاہ ایران بجناب قیومیت مآب و دیگر قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند۔

اس سال حضرت قیوم ثالث کی کثرت ارشاد کی یہ کیفیت تھی کہ ہر روز چار پانچسو بلکہ اس سے زیادہ آدمی حاضر خدمت ہو کر مرید ہوتے ۔ اور جہاں کے تمام چھوٹے بڑے آنحضرت کی طرف رجوع کرنے لگے ۔ بڑے بڑے مشائخ اور علماء اپنی اپنی مشیخیت اور درس و تدریس چھوڑ کر آنحضرت کے مرید ہوئے ۔ بادشاہ سلطنت چھوڑ کر آنجناب کے حلقہ بگوش غلام بن گئے ۔ روئے زمین کے مختلف حصوں سے لوگ ٹڈی دل کی طرح آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ خاصکر توران بدخشاں کاشغر ترکستان اور دشت قبچاق کے بیشمار لوگ حاضر خدمت ہوئے ۔ مذکورہ بالا ملکوں کے ہزارہا لوگ ہر روز آنجناب کی خدمت سے مشرف ہوتے تھے توران ترکستان اور بدخشاں کے بادشاہ اپنی اپنی حدود تک استقبال کے لئے آئے اور اپنے اپنے ایلچی مع تحف و ہدایا آنجناب کی خدمت میں بھیجے ۔ ایلچیوں کے ساتھ ہزارہا آدمی زیارت کے لئے آئے ۔ اس قدر لوگ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ کہ کابل میں گنجایش نہ رہی ۔ جو لوگ آنحضرت کی زیارت کو آئے وہ شہر کے باہر خیموں میں رہنے لگے شہر کے اردگرد ایک ایک کوس تک بڑا بھاری لشکر پڑا ہوا تھا ۔ صبح شام آنحضرت کے حلقہ میں اسقدر لوگ شامل ہوتے اور مجلس اقدس کا دبدبہ اس طرح کا تھا کہ بادشاہ اور امراء کو اتنی جرات نہ تھی ۔ کہ بات کریں ۔ آنجناب کے نزدیک اعلےٰ و ادنےٰ امیر غریب برابر تھے ۔ آنحضرت کی خدمت میں غربا امراء یا بادشاہوں کی تعظیم نہ کرتے ۔ اور بادشاہوں کو آنحضرت کی مجلس میں بیٹھنے

کی مجال نہ تھی۔ آنحضرت کی مجلس کا جاہ و جلال کہاں تک لکھوں۔ اندک نوشتہ را لبسیار باید دانست۔ جب ایران کے بادشاہ نے آنحضرت کی تشریف آوری کی خبر سنی۔ تو ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ ایران آرہے ہیں۔ اگر دین و دنیا کی خیریت چاہتے ہو۔ تو ان کا استقبال کرو۔ اور آداب خدمت بجالاؤ۔ اور ان کے مرید ہو جاؤ۔ تاکہ تمہاری سلطنت مستقل رہے۔ اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخشدے۔ شاہ ایران یہ خواب دیکھکر آنحضرتؒ کے استقبال کے لئے گیا جب اپنے ملک کی حدپر پہنچا۔ تو ایلچی کو تحفے اور ہدیئے دیکر آنحضرتؒ کی خدمت میں بھیجا اور ایک لاکھ روپیہ بھی نذر کیا۔ اور ساتھ ہی مرید ہونے کے لئے ایک عرضی لکھی۔ جب ایران کے بادشاہ کا ایلچی معہ تحف و ہدایا اور عرضی آنحضرت کی خدمت میں پہنچا تو آنحضرت نے تحفے اور ہدیئے قبول کرکے اور اس کے حق میں دعائے خیر کی۔

اسی سال حضرت عروۃ الوثقیٰؒ کے بڑے بیٹے محمد صبغۃ اللہ کابل تشریف لے گئے۔ حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ اپنے بھائی کے استقبال کے لئے آئے۔ کہتے ہیں۔ اس دن لوگوں کا نہایت ہی ہجوم تھا۔ کیونکہ تمام اکابران سلطنت حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مرید تھے۔ اور تمام چھوٹے حضرت محمد صبغۃ اللہ کے۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ اپنے بڑے بھائی کا استقبال کرکے انہیں نہایت عزت سے شہر میں لائے۔ حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز کابل میں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ اور میرے ہاتھ میں ایک سیب تھا۔ اتفاقاً وہ سیب میرے ہاتھ سے گر کر لڑھکتا ہوا آنحضرتؒ کے خلیفہ خواجہ مرزا کے آگے چلا گیا خواجہ صاحب نے وہ سیب اٹھا مجھے دے دیا پھر ایسا ہوا تو خواجہ صاحب نے پھر بھی اٹھا کر مجھے دیا۔ تیسری دفعہ جب گر کر اس کے پاس گیا تو اٹھا کر مجھے دینا ہی چاہتے تھے۔ کہ حضرت حجۃ اللہ نے فرمایا۔ خواجہ صاحب اس سیب کو اپنے پاس رکھو تمہیں اس سے نعمت حاصل ہوگی حسب الارشاد خواجہ صاحب نے وہ سیب سنبھال کر رکھا۔ جب حضرت حجۃ اللہؓ نے حضرت قیوم رابعؒ کو خلیفہ بنا کر کابل بھیجا۔ تو خواجہ مرزا نے حاضر خدمت

ہوکر وہ موعودہ نعمت حاصل کی۔ جب کابل میں حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں حد سے زیادہ ہجوم ہو گیا۔ اور مغل پٹھان۔ ترک اور تاجیک بکثرت آئے۔ اور دن بدن خلقت کا انبوہ زیادہ ہوتا گیا۔ ہر روز گروہا گروہ اور جوق درجوق ترک مغل اور پٹھان آنحضرت کی زیارت کے لئے آتے تھے۔ ہندوستان کے بھی بہت سے آدمی حاضر خدمت ہو کر مرید ہوئے۔ امیر خاں والئے کابل ان والوں کا اسقدر ہجوم دیکھکر حیران رہ گیا۔ اور ترک مغل اور پٹھانوں کی کثرت دیکھ کر گھبرا بھی گیا۔ اور ایک خط اس مضمون کا عالمگیر کی طرف لکھا۔ کہ شیخ زماں خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے کابل میں تشریف لانے کے سبب دین و دنیا میں خلل عظیم واقع ہے۔ اول یہ کہ نائب شرع قاضی شیخ صاحب کی نعلین کو سر پر اٹھا پیادہ پا ان کے ساتھ جاتا ہے اور اس میں شریعت کی اہانت ہے۔ دوسرے یہ کہ شیخ صاحب کی سواری کے سبب بازار کی دکانیں پائمال ہوئی ہیں۔ اور اہل بازار کا مال و اسباب ضائع ہو گیا۔ شیخ صاحب کی سواری میں میرا ہاتھی لوگوں کے پاؤں تلے آکر مر گیا ہے۔ ایسے کام تو کبھی بادشاہوں کی سواری کے وقت بھی نہیں ہوتے اس سے بڑی بات یہ ہے کہ ترک۔ مغل۔ پٹھان اس کثرت سے شیخ صاحب کے پاس جمع ہوئے ہیں۔ اور توران ایران۔ بدخشاں اور ترکستان کے بادشاہ اپنی اپنی حدود پر جو سرحد ہند سے ملتی ہیں۔ آکر بیٹھے ہوئے ہیں اس وجہ سے اندیشہ ہے کہ سلطنت ہند میں فساد عظیم برپا ہو۔ جو بعد میں بُری اور لاعلاج صورت اختیار کرے۔ اب کابل میری حکمرانی نہیں۔ شیخ صاحب کے حکم کے سوا کسی کا حکم نہیں چلتا بادشاہ نے اس کے جواب میں ایک غضب آلود حکم لکھا۔ کہ اس ملک اور اس سلطنت کی سعادت اسی میں ہے۔ کہ اسی قسم کا شیخ میرے وقت میں پیدا ہوا ہے۔ امیر خاں کو برطرف کر دیا۔ یہ خط و کتابت اور امیر خاں کی معزولی مفصل بیان کی جائیں گی۔

ذکر و بیان

سال بست و ششم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ عرضداشت کردن سلطان ہند بخدمت آنحضرت کہ مشتمل بود بر سعادت آنجناب

از آمدن یار و فرستادن سلطان خواجہ محمد پارسا پیش حضرت قیوم ثالث برائے ایں امر و مراجعت آنحضرت از کابل بدار الارشاد سرہند۔

جب امیر خاں والئے کابل نے بادشاہ کی طرف لکھا۔ کہ حضرت حجۃ اللہ کے کابل میں آنے سے دین و دنیا میں خلل آگیا ہے۔ اول شرع کی اہانت ہوئی ہے۔ کہ قاضی شیخ صاحب کی نعلیں سر پر دھرے پاپیادہ شیخصاحب کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ دوسرے یہ کہ شیخ صاحب کی سواری کے وقت بازار پائمال ہوا اور ہاتھی تو لوگوں کے پاؤں تلے آکر روندا گیا۔ اور مر گیا۔ تیسرے مغل پٹھان اور ترک اس کثرت سے شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں اور مختلف ولایتوں کے بادشاہ سلطنت ہند کی سرحد پر ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں۔ اس وجہ سے عنقریب ہی ملک میں بھاری فساد ہوگا جس کا دفعیہ بعد میں محال ہو جائے گا۔ جب یہ خط بادشاہ ہند کو ملا۔ تو سخت ناراض ہوا اور امیر خاں کی طرف لکھا کہ امیر خاں کے کمینہ پن پر مجھے تعجب آتا ہے۔ کہ ایسی نامناسب اور نامعقول باتیں لکھتا ہے۔ میں کیا ہی خوش نصیب ہوں۔ کہ ایسا شیخ میرے وقت میں میرے ملک میں پیدا ہوا ہے کہ اس قدر لوگ اس کے فرمانبردار غلام ہیں اور اس قدر ہجوم ہوا ہے۔ کہ بازار پائمال اور ہاتھی ہلاک ہو گیا۔ اگر آدمیوں کی کثرت سے دکانیں ضائع ہوئیں۔ ہاتھی مر گیا تو کچھ مضائقہ نہیں اور یہ کہ جو تو نے لکھا ہے۔ کہ قاضی شہر شیخ صاحب کی نعلیں کو سر پر اٹھائے پیادہ پا ساتھ چلتا ہے۔ سو قاضی صاحب شیخصاحب کے مرید ہیں مرید اپنے پیر کا جو ادب بھی کرے بجا ہے۔ اور یہ جو لکھا ہے کہ مغل پٹھان اور ترک شیخ صاحب کی خدمت میں بکثرت جمع ہو گئے ہیں۔ اور بادشاہ اپنی سرحدوں پر آئے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے سلطنت ہند میں خلل واقع ہونے کا اندیشہ ہے۔ سو حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ میری سلطنت کے حامی و مددگار ہیں۔ انہیں کے طفیل مجھے تخت نصیب ہوا ہے ان کے سبب سے میری سلطنت میں کیونکر خلل آسکتا ہے۔ تم میں کابل کا حاکم ہونے کی قابلیت نہیں۔ میں تجھے موقوف کرتا ہوں اور آئندہ کیلئے حکم دیتا ہوں کہ حضرت حجۃ اللہ کی طرف سے کسی قسم کا نامناسب کلمہ زبان پر نہ لانا۔ ورنہ دین و دنیا کھو دو گے۔ کیونکہ آنجناب قیوم وقت ہیں۔ جہان کی غمی اور خوشی خوشحالی

اور بدحالی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کے ہاتھ دے رکھی ہے۔ اسی اثناء میں عالمگیر نے ایک رات خواب میں دیکھا۔ کہ ایک شخص کہہ رہا ہے۔ کہ حضرت حجۃ اللہ تجھ سے ناراض ہو کر ایران کی راہ حج کو جاتے ہیں۔ واضح رہے۔ کہ اگر ایسا ہوا تو یاد رکھو کہ تمہارے ملک سے خیر و برکت جاتی رہے گی جب بادشاہ جاگا تو گھبرایا۔ حضرت مروج الشریعت کے دوسرے بیٹے خواجہ محمد پارسا کو بلا کر خواب کا واقعہ بیان کر کے عرض کیا۔ کہ جس طرح ہو سکے حضرت **حجۃ اللہ** رضی اللہ عنہ کو لوٹا لاؤ۔ آپ کا مجھ پر بڑا احسان ہو گا۔ آپ نے فرمایا میں حتے المقدور کوشش کروں گا کہ آنحضرت کو واپس لاؤں امید غالب ہے کہ لے بھی آؤں گا۔

ے نہ خسپیم تا نخپایم سرت را نیایم تا نیارم دلبرت را

بادشاہ نے بھی اپنی عرضی عجز و نیاز سے اس مضمون کی ارسال خدمت کی کہ تعجب ہے کہ آنجناب نے سفر کو مخالفوں کی راہ ہو کر جانا اختیار فرمایا ہے۔ الحمد للہ کہ یہ بات ظاہر ہو گئی ہے۔ جس نے میری طرف سے جناب کی خدمت میں کچھ عرض کیا ہے وہ محض جھوٹ ہے۔ ے

مانجی اللہ والرسول معاً من لسان الوری فکیف انا
جب کہ اللہ تعالیٰ اور اسکا رسول دنیا کی زبان سے نہیں بچ سکے تو ہم کیونکر بچ سکتے ہیں

اگر آنجناب اس علاقے میں تشریف فرما ہوں۔ تو مجھ کو گمراہی کے بھنور سے نکال ہدایت و نجات کے ساحل پر پہنچ جائیں گے۔ اور یہ بات کرم کریمانہ سے بعید نہیں۔

ے گر شاہ کند میل بہ لالی عجبے نیست شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

در اصل بادشاہ آنجناب ہی ہیں میں تو ایک گدا اگر ہوں معظم کو بھی حسب الارشاد رہا کرتا ہوں۔ جب خواجہ محمد پارسا عالمگیر کی یہ عرضی لیکر حضرت **قیوم ثالث** رض کی خدمت میں پہنچے۔ اور بہت کچھ منت و سماجت کی۔ اور بادشاہ کی عاجزی اور گھبراہٹ کو عرض کیا۔ تو آنحضرت کے دل میں رحم آیا۔ اور کابل سے دکن جانے پر راضی ہو گئے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ آنجناب کے اکثر خلفاء اور مرید غزنی بلکہ قندھار تک چلے گئے تھے۔ آنحضرت نے انہیں بھی واپس بلا لیا۔ اور جو لوگ توران۔ ترکستان وغیرہ ممالک سے زیارت کے لئے حاضر خدمت ہوئے تھے

انہیں بھی رخصت فرمایا۔ ان میں سے بعض آنحضرت کی خدمت ہی میں رہے اور جدائی اختیار نہ کر سکے۔ حضرت حجۃ اللہ معہ تمام لواحقین و توابعین دار الارشاد سرہند کیطرف متوجہ ہوئے۔ رخصت ہوتے وقت امیر خاں والئے کابل نے عرض کیا۔ کہ بادشاہ مجھ پر ناراض ہے۔ آنحضرت نے ایک مکتوب بطور سفارش عالمگیر کی طرف لکھا بادشاہ نے آنحضرت کی سفارش سے مہربان ہو کر امیر خاں کو پھر کابل کا حاکم مقرر کیا۔ خواجہ میرزا کے بیٹے خواجہ نور اللہ اپنے باپ کی حکایت بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرت روانہ ہوئے۔ تو میر خورد در دولت پر حاضر ہو کر آنجناب سے توجہ باطنی کے خواستگار ہوئے۔ حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ میر صاحب تم پہلے بھی ہمارے حلقہ میں داخل ہو چکے ہو۔ اور ہم سے باطنی توجہات لے چکے ہو۔ میر صاحب نے عرض کیا جو کچھ مجھے حاصل ہے۔ جناب ہی کی توجہ کی برکت ہے لیکن بد قسمتی سے کچھ عرصہ کے لئے بسبب بعضے تعلقات میں جناب کی خدمت سے مہجور رہا ہوں۔ نیز میں اس ملک میں بھی نہ تھا۔ اب مدت بعد آیا ہوں آنجناب نے فرمایا۔ اب تو ہم جا رہے ہیں۔ ورنہ تمہیں قرب الہی کے انتہائی مقام تک پہنچا دیتے۔ اچھا اب بھی تمہاری باطنی حالت اچھی ہے۔ پہلے سفر میں جب آنحضرت کابل تشریف لے گئے تھے۔ تو میر خورد نے حاضر خدمت ہو کر فیض اور نسبت باطنی اخذ کئے تھے۔ اب کی مرتبہ جب آنحضرت کابل تشریف لے گئے۔ تو میر خورد بدخشاں گئے ہوئے تھے۔ وہاں سے آنحضرت کی خبر سن کر حاضر خدمت ہوئے لیکن اس وقت جب کہ آنحضرت واپس تشریف لانے کو تھے۔ جب حضرت قیوم ثالث رض منزلیں طے کر کے سرہند پہنچے۔ تو تمام مشائخ و روسائے سرہند استقبال کے لئے آئے۔ اور سرہند سے تین منزل پر حاضر خدمت ہوئے۔ آنحضرت پہلے حضرت **مجدد الف ثانی** اور حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ منورہ کی زیارت کر کے اپنے خاص محل میں تشریف لے گئے۔

ذکر و بیان

سال بست و ہفتم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ

اذعان نمودن حضرت محمد اشرف بر قیومیت حضرت حجۃ اللہ و فرستادن

فرزندان خود را برائے تربیت باطن بخدمت آنحضرت و مرید شدن

اکثر اولاد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے پیش حضرت قیوم ثالث

اس سال حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے چوتھے فرزند حضرت محمد اشرف نے حضرت حجۃ اللہؓ کی قیومیت تسلیم کی۔ اس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ جب حضرت حجۃ اللہؓ کابل سے تشریف لائے۔ اور ابھی سرہند میں داخل نہ ہوئے تھے۔ اور لوگ آنجناب کے استقبال کو جا چکے تھے۔ کہ ایک رات تہجد کی نماز کے بعد حضرت محمد اشرف کو الہام ہوا۔ کہ قطب الاقطاب اور قیوم زمان خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ تشریف لا رہے ہیں۔ محمد اشرف! تم ان کا استقبال کرو۔ کیونکہ وہ میرا محبوب ہے۔ حضرت محمد اشرف حسب اشارت فیض بشارت حضرت حجۃ اللہؓ کے استقبال کو گئے۔ اور اپنا یہ الہام عرض خدمت کیا اس وقت تمام چھوٹے بڑے حاضر خدمت تھے۔ فرمایا لوگو! تمہیں واضح رہے کہ قطب جہان اور قیوم زمان خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ ہیں۔ اور وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ جو شخص آنجناب کی قیومیت کو قبول کریگا۔ اس سے اللہ تعالےٰ راضی ہوگا۔ اور قیامت میں اس کے گناہ بخش کر اسے بہشت میں داخل کریگا۔ اور جو آنحضرت کی قیومیت کو قبول نہ کرے گا وہ غضب الٰہی میں گرفتار ہوگا۔ اور نہ تسلیم کرنے کی شامت سے اپنے ایمان کو ضائع کرے گا۔ نیز فرمایا کہ قیوم زمان اور قطب الاقطاب خواجہ محمد نقشبند ہیں ان کی خدمت میں جا کر باطنی استفادہ کرو۔ اور میرے حق میں بھی دعا منگوانا۔ اور توجہ کے لئے التماس کرنا حضرت محمد اشرف کے فرزند اپنے والد ماجد کے حکم سے حضرت حجۃ اللہؓ کی خدمت میں آکر مرید ہوئے اور باطنی کمالات اخذ کئے۔ حضرت محمد اشرف کے چار لڑکے تھے۔ شیخ محمد جعفر شیخ محمد روح اللہ شیخ محمد حیات اور شیخ محمد شافی الحال۔ چاروں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ آنجناب بھی ان چاروں پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کمالات کی بشارات مرحمت فرمائیں۔

اسی سال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد حضرت قیوم ثالثؓ

کی مرید ہوئی۔ حضرت محمد صبغۃ اللہ۔ شیخ سیف الدین کے فرزند اور حضرت شیخ محمد صدیقؒ کے فرزند اپنے اپنے باپ کے مرید تھے۔ ان کے سوائے باقی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد حضرت قیوم ثالثؒ کی مرید تھی۔

حضرت مجدد الف ثانیؓ کے دہتے حاجی فضل اللہ فرماتے ہیں۔ کہ میرے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ ایک روز میں حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ مبارک میں بیٹھا تھا۔ کہ مجھ پر غیب طاری ہوئی۔ جس میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ حضرت قیوم ثانیؓ تخت پر بیٹھے ہیں۔ اور حضرت حجۃ اللہ قیوم ثالث رضی اللہ عنہ بھی اسی تخت پر آنجناب کے ساتھ برابر بیٹھے ہیں۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ محمد نقشبند حجۃ اللہ بھی قیوم زمان ہے اور قرب الٰہی میں میرے برابر ہے۔ یہ واقعہ دیکھنے کے بعد میں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔ پھر دیکھا جو کچھ دیکھا۔ اسی طرح دوسرے آدمی بھی حضرت مجدد الف ثانیؓ اور حضرت قیوم ثانیؓ سے بشارات حاصل کر کے حضرت حجۃ اللہؓ کے مرید ہوئے۔ لیکن ان سب کا لکھنا طوالت کلام کا موجب ہے۔ کہتے ہیں۔ سوائے مذکورہ بالا تین فرزندوں کے حضرت امام معصوم رضی اللہ عنہ کے باقی فرزند حضرت حجۃ اللہ کی سواری میں پیادہ پا جاتے تھے۔

ذکر و بیان

سال بست و ہشتم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رفتن
آنحضرت کرت سوم بسفر حج و ارتحال حضرت ابو العلی و خلاص شدن
شاہزادہ معظم از توجہ آنجناب و بیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

اس سال حضرت قیوم ثالثؓ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ میں جا کر سفر حج کے لئے استخارہ کیا۔ کہ کئی سال سے حج کا ارادہ کرتا ہوں۔ لیکن میسر نہیں ہوتا۔ چنانچہ پہلے میں دکن گیا۔ تو وہاں چھ سال رہا۔ بعد ازاں کابل گیا۔ تو تین سال وہاں رہنا پڑا۔ لیکن اس دیر کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ الہام ہوا۔ کہ یہ سفر اس فرزند عزیز کے لئے ہے۔ جس کے بارے میں عمدہ عمدہ بشارات و اشارات وقوع میں آئی ہیں۔ یعنی حضرت قیوم رابع ابھی آپ سن بلوغت کو نہ پہنچے تھے اسواسطے

اس سفر میں توقف ہو رہا تھا۔ اب وہ فرزند بالغ ہو گیا ہے۔ خاطر جمع سے سفر حج اختیار کرو۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے مکہ میں اس فرزند کے لئے بے شمار نعمتیں مقرر فرمائی ہیں۔ حضرت حجۃ اللہ یہ خوشخبری سن کر از بس مسرور و شاد ہوئے۔ اور لوگوں کو بھی اس کی اطلاع دی۔ سفر کی تیاریاں ہونے لگیں۔ سرہند کے اکثر مشائخ مثلاً شیخ عبد الاحد۔ شیخ خلیل اللہ۔ خواجہ محمد پارسا۔ میرے (مولف رح) کے چچا شیخ محمد میر اور بہت سے مشائخ و علما اور چھوٹے بڑے آنحضرت کے ساتھ روانہ ہوئے جب آنحضرت شاہجہان آباد پہنچے تو آنجناب کے فرزند کلاں حضرت ابو العلیٰ بیمار ہوئے اور دن بدن مرض غالب آتا گیا حتےٰ کہ زیست کی کوئی امید باقی نہ رہی اور تین مہینے بعد اس جہان فانی سے کوچ کیا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کو خارج از بیان غم و افسوس ہوا۔ آپ کی نعش کو سرہند بھیجا۔ اور میرے (مصنف رح) دادا صاحب کی طرف لکھا۔ کہ نعش مذکور کو حضرت قیوم ثانی رض کے روضہ مبارک میں جو میری قبر کے لئے جگہ مقرر ہے دفن کرنا۔ جب نعش سرہند پہنچائی گئی۔ تو سرہند کے تمام چھوٹے بڑے استقبال کے واسطے آئے۔ اور شہر لے گئے۔ میرے (مصنف رح) دادا صاحب نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں مشرق کی طرف حضرت مروج الشریعت کے پہلو میں دفن کیا۔ لوگوں نے کہا۔ ابھی حضرت قیوم ثانی رض کے فرزند زندہ ہیں پہلے آنجناب رض کے فرزندوں کی قبریں روضہ مبارک کے اندر ہونی چاہیں۔ پھر پوتوں کی باری آنی چاہئے۔ میرے جد امجد نے فرمایا کہ آنجناب کا یہ پوتا بھی کمالات میں آپ کے فرزندوں سے کچھ کم نہیں۔ دوسرے یہ کہ اگر حضرت حجۃ اللہ کسی ادنےٰ آدمی کے لئے بھی حکم دیتے تو میں اس کی قبر روضہ منورہ کے اندر بناتا یہ تو خود آنحضرت کے فرزند ہیں۔ حضرت قیوم ثالث نے اپنے فرزند کی وفات کے بعد اپنی ساری ہمت اور توجہ اپنے پوتے کی تربیت پر صرف کرنی شروع کی۔ تھوڑی ہی مدت میں وہ پوتا بفضل الٰہی اپنے والد بزرگوار سے بڑھ گیا۔ اور قیومیت کا منصب باپ سے بیٹے میں منتقل ہو گیا۔ جب بیٹا باپ سے افضل ہو گیا اور شاہ ہند کو حضرت حجۃ اللہ رض کے شہر میں تشریف لانے کی اطلاع ہوئی۔ تو اس نے شاہزادہ معظم کو جو مدت سے قید میں تھا۔ آنحضرت کے حسب الارشاد رہا کیا۔ اس سے پہلے کئی مرتبہ آنحضرت

بادشاہ کو شہزادہ معظم کی رہائی کا حکم دے چکے تھے اور بادشاہ نے بھی عریضہ میں لکھا تھا۔ کہ جب آنحضرت کابل سے واپس تشریف لائیں گے تو شاہزادہ معظم کو رہا کیا جائیگا۔ جب سنا کہ آنحضرت دکن جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تو شہزادہ معظم کو رہا کر کے آنحضرت کے استقبال کے واسطے بھیجا۔ آنحضرت فرزند کی ماتم پرسی کے دن گذار شاہجہان آباد سے دکن کی طرف روانہ ہوئے۔ ابھی اکبر آباد پہنچے تھے کہ شاہزادہ معظم آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر آداب قیومیت بجالایا۔ آنحضرت نے بھی اس پر بدرجہ غایت مہربانی کی اور اسے لیکر شاہی لشکر کی طرف روانہ ہوئے۔

ذکر دربیان

سال بست و نہم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ و دخول آنحضرت بلشکر سلطان ہند و از آنجا تشریف بردن آنجناب بسمت عرب و فرستادن سلطان معظم را بہ کابل و بیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

جب عالمگیر بادشاہ کو آنحضرت کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو تمام ارکان سلطنت سمیت سر کے بل بارہ میل تک آنحضرت کا استقبال کیا۔ حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ کے ایک مخصوص مرید صوفی عبدالوہاب فرماتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہؒ صبح کی نماز کے بعد یاروں سمیت حلقہ مراقبہ میں بیٹھے تھے۔ کہ عالمگیر بادشاہ بھی حاضر خدمت ہوا۔ وہ بھی ایک گوشے میں مراقبہ ہو بیٹھا۔ کسی نے اس کی تواضع نہ کی حتےٰ کہ کسی نے جانا بھی نہیں کہ کون آیا ہے۔ جب آنحضرت مراقبہ سے فارغ ہوئے۔ تو بادشاہ حاضر خدمت ہو کر آداب قیومیت بجالایا۔ آنجناب نے بھی اس پر بہت کچھ مہربانی فرمائی۔ بادشاہ نے کہا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ اس وقت ایسا شخص موجود ہے۔ کہ میرے جیسا بادشاہ جس کے ڈر سے ایران توران اور روم وغیرہ کے بادشاہ بھی حواس باختہ ہو جاتے ہیں۔ جب اس کی مجلس میں حاضر ہوتا ہے تو میرے نوکر چاکر اس شیخ کی تعظیم کو مدنظر رکھتے ہوئے تواضع نہیں کرتے بلکہ یہ بھی نہیں جانتے کہ کون شخص آیا ہے۔ بعد ازاں آنحضرت سوار ہوئے در بادشاہ

پاپیادہ آنحضرت رض کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ اس روز صرف آنحضرت رض ہی سوار تھے اور سب پیدل تھے۔ صوفی عبدالوہاب فرماتے ہیں۔ کہ اچانک میرے دل میں خیال آیا کہ عالمگیر جیسا بادشاہ جس کا نظیر و ثانی دنیا بھر میں موجود نہیں اس وقت آنحضرت کی سواری کے ساتھ پیدل چل رہا ہے۔ ضرور آنحضرت رض کے دل میں خیال آیا ہوگا کہ عالمگیر جیسا بادشاہ میرے ساتھ پیدل جا رہا ہے۔ یہ خیال آتے ہی آنحضرت نے متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ عبدالوہاب! اگر عالمگیر جیسے لاکھوں بادشاہ میرے ساتھ پیدل چلیں تو بھی میرے دل میں کوئی خیال نہیں آئے گا۔ میں نے عرض کیا۔ کہ واقعی آنجناب کی ذات شریف ایسی ہی ہے۔ اتنے میں بادشاہ نے آنحضرت رض کے پائے مبارک پر بوسہ دیکر عرض کیا۔ کہ کیا آنجناب کو معلوم ہے۔ کہ میں یہ آداب و سلوک اور تواضع کس واسطے کرتا ہوں۔ آنحضرت رض نے پوچھا کیوں کرتے ہو؟ عرض کیا۔ میں بادشاہ ہوں اور آنجناب درویش۔ قیامت کے دن معاملہ بالعکس ہوگا۔ آپ بادشاہ ہونگے اور میں ظالموں کے گروہ میں کھڑا ہوں گا۔ جو مقام غضب خدا ہوگا۔ کیا جناب کو اس وقت یہ تواضع یاد آئے گی۔ آنحضرت رض نے فرمایا ضرور یاد رکھوں گا۔ جب حضرت **قیوم ثالث** رض لشکر میں داخل ہوئے۔ تو بادشاہ نے آنحضرت سے توجہ باطنی کی درخواست کی۔ آنجناب نے توجہ باطنی کی۔ حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں کہ توجہ لینے کے بعد بادشاہ آنحضرت رض کے برابر تخت پر بیٹھا۔ تو عرض کیا۔ کہ کہ آج تو میں آنجناب کے ساتھ بیٹھا ہوں۔ قیامت کے دن آپ اللہ تعالےٰ کے نزدیک بیٹھے ہوں گے اور میرے ہاتھ پاؤں جکڑ کر مجرموں میں کھڑا کیا ہوا ہوگا۔ کیا آپ اس وقت مجھے گنہگاروں کے گروہ سے رہائی دلائیں گے۔ آنجناب نے فرمایا خاطر جمع رکھو۔ تمہیں گنہگاروں میں نہیں رہنے دوں گا۔

اسی سال خبر آئی کہ امیر خاں والئے کابل فوت ہو گیا ہے۔ بادشاہ نے آنحضرت کے حکم کے مطابق شاہزادہ معظم کو بہادر شاہ کا خطاب دیکر کابل بھیجا اور ہندوستان کا سارا علاقہ اسے دیا۔ اور خطوں میں اسے والئے ہند لکھا جاتا۔ دکن کا علاقہ اعظم شاہ کے سپرد کیا۔ معظم حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ سے رخصت ہو کر کابل کی طرف روانہ ہوا۔ آنحضرت رض نے رخصت کیوقت تمام ہندوستان اور دکن کی

سلطنت کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ کہتے ہیں۔ رخصت ہوتے وقت معظم بہادر شاہ نے اپنی تمام اولاد کو آنحضرت کی خدمت میں مرید کروایا۔ بہادر شاہ نے سرہند پہنچکر حضرت مجدد الف ثانی رضؓ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی زیارت کی۔ اور پھر کابل گیا۔ تھوڑی مدت میں آنحضرت کی توجہ سے ہندوستان اور دکن دونو کا بادشاہ ہو گیا۔ اب تک آنحضرت کی دعا سے سلطنت اس کی اولاد میں ہے۔

حضرت قیوم رابعؓ فرماتے ہیں۔ کہ اسی سال آنحضرت نے مجھے شاہی لشکر میں محبوبیت ذاتی کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ اور فرمایا کہ اسی مقام پر حضرت قیوم ثانی رضؓ نے مجھے محبوبیت ذاتی کی خوشخبری عنایت فرمائی تھی۔ بشارت عطا فرمانے کے بعد مجھے فرمایا۔ کہ میری محبوبیت کی طرف دیکھو۔ میں نے حسب الارشاد نگاہ کر کے عرض کیا کہ جناب کی محبوبیت ذاتی ہے جو سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے اور کسی ولی کو نصیب نہیں ہوئی۔ فرمایا حق تعالےٰ نے یہی محبوبیت تمہیں عنایت فرمائی ہے۔ وہ محبوبیت جس کی خوشخبری حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے مجھے عطا فرمائی تھی تمہیں عنایت ہوئی ہے۔ تم اس نعمت عظمےٰ کا شکر بجالاؤ۔

حضرت حجۃ اللہ رضؓ چند ماہ شاہی لشکر میں رہکر عرب کی طرف روانہ ہوئے۔ شاہی لشکر میں سے کئی ہزار آدمی تارک الدنیا ہو کر حج کی نیت سے آنحضرت کے ساتھ روانہ ہوگئے۔ کہتے ہیں ڈیڑھ ہزار (۱۵۰۰) مشائخ اس سفر میں آنحضرت کے ہمراہ تھے۔ ان میں سے ہر ایک کے ہزاروں ہی مرید تھے۔ ان کے علاوہ دو ہزار علما۔ طالب علم اور صالح آدمی آنجناب کے ساتھ تھے۔ علاوہ بریں کئی ہزار اور چھوٹے بڑے آنحضرت کے ہمراہ تھے۔ عالمگیر نے آنحضرت کے ہاتھ ایک عرضی جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجی جس کے جواب کی بھی درخواست کی۔ کواکب دریہ میں لکھا ہے کہ حج کے موقعہ پر اس قدر لوگوں کا ہجوم جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کے بعد صرف تین مرتبہ ہوا ہے۔ ایک دفعہ جب کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضؓ حج کو گئے۔ دوسری دفعہ جب حضرت حجۃ اللہ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ اور تیسری مرتبہ اب کی دفعہ جب آنحضرت حج کے لئے تشریف لے گئے۔ اس سفر میں تو اسقدر ہجوم تھا۔ کہ مکہ معظمہ میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ شہر سے باہر اردگرد دور تک

لشکر پڑا ہوا تھا۔ مذکورہ بالا تینوں موقعوں پر کئی ہزار اولیاء اللہ جمع ہوئے تھے۔ چند ایک جہاز بادشاہ نے آنحضرت کی نذر کئے۔ اور کئی خود آنجناب نے کرایہ پر لئے آنجناب نے اپنی گرہ سے بے شمار روپیہ فقرا اور مساکین پر تقسیم کیا۔ اور ہفتہ کے روز ۵ شوال کو جہاز پر سوار ہوئے لیکن ہوا کے متحرک نہ ہونے کے باعث ساٹھ روز میں مخہ پہنچے۔ جب جہاز سے اترے تو حج کے دن گذر چکے تھے اسواسطے مجبوراً یمن میں ٹھہرے ⁂

ذکر و بیان

سال سیوم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ فرود آمدن آنحضرت از جہاز ہا در یمن ورفتن آنجناب بحرمین الشریفین واقعاتیکہ دریں سال واقع شدہ اند

جب شاہ یمن کو آنحضرت کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو تمام اراکین سلطنت سمیت استقبال کے لئے آیا۔ اور ضیافت و مہمانداری کی شرطیں بجالایا۔ آنحضرت نے مکہ میں رہایش اختیار کرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن شاہ یمن نے عرض کیا کہ آخر جناب نے حج کے لئے جانا ہی ہے۔ اگر چند روز اس ملک میں اقامت فرمائیں۔ تو اس ملک کے لوگ جناب کی قیومیت سے مستفید ہوں گے۔ اس بارے میں جب اس نے بہت کچھ منت و سماجت کی۔ تو آنحضرت نے بھی بپاس خاطر وہیں اقامت فرمائی۔ وہ صبح شام آنجناب کی خدمت میں حاضر رہتا۔ اور خانقاہ کے تمام اخراجات کا خود ہی متحمل ہوتا۔ جب خنکار روم کو آنجناب کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو ایک عرضی معہ تحف و ہدایا ایلچی کے ہاتھ خدمت والا میں بھیجی۔ روم شام اور عرب کے تمام بڑے بڑے مشائخ اور علما آنحضرت کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ ان علاقوں میں جو آنحضرت کے مرید اور خلفاء تھے مثلاً شیخ مراد شامی شیخ المدنی اور شیخ العرب مدنی وغیرہ سبھی اپنے اپنے مقامات سے چلکر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ہر ایک اپنی حیثیت کے موافق آنحضرت کی خدمت میں تحفے اور ہدیے لایا۔ حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز حضرت حجۃ اللہ

نے یمن میں مجھ سے پوچھا۔ کہ تمہیں کشف حقایق کہاں تک حاصل ہے۔ میں نے عرض کیا کہ تمام اشیاء کے حقایق کی کشف حاصل ہے۔ تمام سالکوں کے مشرب معلوم ہیں جانتا ہوں کہ فلاں شخص اپنے نبی کی ولایت کے چوتھے حصے تک پہنچا ہے۔ کسی نے تیسرا حصہ کسی نے نصف حصہ ان سب کی حالت مجھ پر منکشف ہے۔ حضرت **قیوم ثالث**رح نے فرمایا۔ کہ یہ کشف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رح کے سوا کسی گذشتہ یا آئندہ ولی کو نصیب نہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے تمہیں عنایت کی ہے۔ اس نعمت عظمےٰ کا شکر بجالاؤ +

انہیں دنوں ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا وجود بڑا ہو گیا ہے جس سے تمام جہان زمین سے آسمان تک پُر ہو گیا ہے۔ جب میں نے یہ خواب آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ تو فرمایا کہ یہ قطبیت اور قیومیت کی علامت ہے تمہیں اللہ تعالےٰ قیوم وقت بنائے گا۔ جب یمن میں آنحضرت کو رہتے ہوئے تین مہینے گذر گئے۔ تو ایک روز فرمایا کہ آج کعبہ ملاقات کے لئے آیا تھا۔ اور گلہ کرتا تھا کہ تم آکر یمن میں بیٹھ رہے ہو۔ میرے پاس کیوں نہیں آتے۔ بعد ازاں بہت جلدی مع توابع و لواحق مکہ کا رخ کیا۔ ایک روز اثنائے راہ میں فرمایا۔ کہ کعبہ ہمارے استقبال کے واسطے آیا ہے اور مجھے گھیر لیا ہے۔ گویا میرے گرداگرد پھرتا ہے۔ تمام آدمی جو کعبہ کو سجدہ کرتے ہیں وہ گویا مجھے کرتے ہیں۔ کیونکہ کعبہ نے مجھے گھیرا ہوا تھا۔ جب کہ معظمہ کے قریب پہنچے تو فرمایا کہ تمام جنگل اور صحرا کعبہ کے نور سے پُر ہے۔ تمام اہل مکہ آنجناب کے استقبال کے واسطے آئے۔ حضرت حجۃ اللہ پاؤں کے درد کی وجہ سے تخت پر سوار ہو کر مسجد الحرام کے اندر گئے۔ خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ آپ فرماتے تھے کہ عین طواف کیوقت کعبہ میرے گلے ملا۔ اور مجھے بھینچا۔ اور میرے چہرے پر اس نے بوسہ دیا۔ ایک روز مکہ میں فرمایا کہ آج رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے۔ اور بدرجہ غایت مہربانی کر کے فرمایا کہ ہم تمہارے بہت مشتاق ہیں۔ ہمارے پاس کیوں نہیں آتے۔ دوسرے دن آنحضرت نے مدینہ منورہ کا رُخ کیا۔ اثنائے راہ میں ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی قبر پر فاتحہ پڑھ کر فرمایا کہ میری ماں نے مجھے بڑے پیار سے گلے لگایا۔ جب مدینہ منورہ میں پہنچے۔ تو وہاں کے تمام باشندوں نے استقبال کیا

آنحضرت نے حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر اپنا سر مُنہ آستانہ علیہ پر ملا۔ دوسرے دن آنحضرت کے بہت سے خلفاء کو روضۂ منورہ کے اندر جانے کی اجازت ملی۔ پردہ خاص کے اندر آنجناب پر بے خودی طاری ہوئی۔ جب وہاں سے باہر آئے۔ تو لوگوں کو فرمایا کہ جناب سرور کائنات میرے حال پر بدرجہ غایت مہربان ہو کر مجھ سے بغلگیر ہوئے۔ اور مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقت سے خاص لحوق حاصل ہوا۔ بعد ازاں مجھے خلعت عنایت فرمائی۔ آنجناب نے حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ کہ تمہیں نہایت تپاک سے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے گود میں بٹھا تمہارے سر منہ کو چوما۔ اور اس طرح مہربان ہوئے جیسے باپ بیٹے پر ہوتا ہے۔ اور فرمایا۔ کہ یہ وہی فرزند ہے۔ کہ جس کے باپ کی تربیت میں بارہ سال تک کرتا رہا۔ تاکہ اس سے ایسا فرزند پیدا ہو۔ جو میرے کمالات کا مظہر اتم ہو۔ پھر یہ فرزند پیدا ہوا۔ جو پروردگار کا خلیفہ اور میرا اکمل نائب ہے۔ اسی فرزند کی خاطر میں نے تمہیں پہلے ہندوستان سے منگایا۔ اور القائے نسبت کیا تھا۔ کہ یہ مرد بزرگ پیدا ہو جب تک دنیا قائم ہے سارا جہان اس عزیز الوجود کے کمالات سے فائدہ اٹھاتا رہیگا۔ بعد ازاں اپنے سینے کو تمہارے سینے سے ملا کر اپنی خاص نسبت کا القا فرمایا حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ نے اپنے جد امجد کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ میں نے آنحضرت کی توجہ سے خود بھی یہی معاملہ مشاہدہ کیا ہے۔ الحمد للہ علےٰ ذالک۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ دوسرے روز بقیع کی زیارت کے لئے گئے۔ اصحاب رسول صلے اللہ علیہ وسلم میں سے ہر ایک کی قبر پر فاتحہ طویل پڑھا۔ فاتحہ سے فارغ ہو کر فرمایا کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے مجھ پر مہربانی کی خاصکر حضرت عثمان۔ حضرت امام حسن۔ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت عباس رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین نے بہت بہت عنایت فرمائی اور میری ملاقات کے لئے تمام اصحاب جمع ہوئے۔ اور مجھے بیچ میں گھیر لیا۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تم پر بھی ایسی ہی مہربانی کی۔ آدھی رات تک روضہ منورہ میں مع تمام خلفا بیٹھے رہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کا دستور ہے۔ کہ عشاء کی نماز کے بعد تمام

آدمیوں کو وہاں سے نکال دیا جاتا ہے۔ لیکن جب تک آنحضرت بیٹھے رہتے۔ کوئی خادم بھی متعرض نہ ہوتا۔ حضرت قیوم رابع ساری رات خاص پردہ کے اندر مراقبہ کئے بیٹھے رہتے۔ جب اٹھتے تو اور آدمیوں کو بھی ساتھ لاتے۔ ایک روز حضرت قیوم ثالث رض روضہ منورہ کے اندر خاص پردہ میں بیٹھے تھے کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے تشریف فرما ہو کر بہت کچھ عنایات فرمائیں۔ اور فرمایا کہ میری امت کے تمام اولیا میں سے چار شخص افضل ہیں۔ ایک حضرت مجدد الف ثانی رح دوسرے عروۃ الوثقی رضی اللہ تیسرے تم اور چوتھے تمہارے پوتے قیوم رابع دو مہینے تک آپ مدینہ منورہ میں رہے۔ بعد ازاں ماہ رمضان آپہنچا۔ حدیث کی کتابوں سے معلوم ہوا۔ کہ ماہ رمضان مکہ معظمہ میں بسر کرنا از روئے اجر افضل ہے۔ اس واسطے آنجناب نے مکہ معظمہ جانے کا ارادہ کیا۔ اور حضرت خاتم النبیین سے رخصت ہوئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آنجناب کو اور حضرت قیوم رابع کو خلعت عنایت فرمائی۔ حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں۔ کہ رخصت کے وقت بادشاہ ہند کی عرضی پیش خدمت کی۔ اور اس کے جواب کے لئے التماس کی جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے عرضی کو پڑھ کر فرمایا۔ کہ بادشاہ ہند ہمارا یار ہے۔ حضرت حجۃ اللہ رخصت کے لئے اصحاب بقیع شہدائے اُحد کے پاس گئے یہاں کی زیارت سے فارغ ہو کر شیخ آدم بنوری رح کی قبر پر جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ کے روضہ کے محاذی ہے گئے۔ فاتحہ پڑھا۔ جب وہاں سے لوٹے تو فرمایا کہ تمام صحابہ نے مجھ پر مہربانی کر کے خلعتیں عنایت فرمائیں۔ آنحضرت ۷ شعبان کو مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے جب حرم کے قریب پہنچے۔ تو فرمایا کہ کعبہ کے انوار ظاہر ہونے لگے ہیں۔ اور بیت اللہ ہمارے استقبال کے لئے آیا ہے تمام اہل مکہ آنحضرت کے استقبال کیواسطے آئے۔ آنحضرت تراویح کی نماز مسجد الحرام میں آدا کرتے تھے۔ بہت سے لوگ نماز تراویح آنجناب کے ساتھ ادا کرنے کے لئے جمع ہو جایا کرتے۔ حتےٰ کہ ایک دوسرے کی پشت پر سجدہ کرتے تھے۔ اہل مکہ کہتے تھے کہ ماہ رمضان اس قدر لوگوں کے ہجوم سے آج تک نہیں گذرا۔ اس ماہ رمضان میں عجب برکات انوار۔ ظہورات اور تجلیات وارد ہوتی تھیں۔ کہ قلم ان کے لکھنے سے عاجز ہے۔ انہیں

دنوں ایک روز حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے حضرت قیوم رابع رضؓ کو ذات موہوبؔ کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ ذات موہوبہ سے مراد قیومیت ہے۔ حضرت قیوم رابعؒ نے عرض کیا۔ کہ یہ منصب اعظم اب آپ کے متعلق ہے۔ مجھے آپ کیونکر خوشخبری عنایت کرتے ہیں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ تم بھی اس مقام کے سائے میں پہنچ چکے ہو۔ عنقریب بالاصالت بھی یہ منصب تمہیں ملیگا جب حج کے دن آئے۔ تو آنحضرت نے تمام پوتوں خلفاء اور مریدوں سمیت احرام باندھا۔ اور ذالحجہ کا پہلا عشرہ قطع تعلقی میں بسر کیا اور عرفات اکبر کے معشر میں روانہ ہوئے۔ عرب یمن شام اور روم وغیرہ ممالک کے تمام چھوٹے بڑے جو حج کے لئے آئے تھے۔ سب آنخضرت کے ہمراہ تھے۔ آنجناب تمام قافلوں کے سردار تھے۔ عین عرفات میں الہام ہوا۔ آنجناب نے فرمایا۔ کہ حج کی قبولیت کا ایک کاغذ مجھے دیا گیا ہے۔ لوگ یہ خوشخبری سنکر اللہ تعالےٰ کا شکر بجالائے ؀

ذکر و بیان

سال سی و یکم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ بشارت دادن آنجناب نبیرۂ خود حضرت قیوم رابع را بہ قطب الاقطابی و قیومیت و مراجعت آنخضرت از عرب بہ ہندوستان بیان واقعاتیکہ دریں سال واقع شدہ اند۔

اس سال حضرت قیوم ثالث رضؓ نے اپنے پوتے حضرت قیوم رابعؒ کو قطب الاقطابی اور قیومیت کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ اس کی مفصل کیفیت یوں ہے۔ کہ حضرت حجۃ اللہؒ نے حج کے بعد ہندوستان جانا چاہا۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ خدا جانے پھر جناب کا دیدار نصیب ہو یا نہ ہو۔ بہتر ہے کہ کچھ دن اور اس ولایت میں توقف فرماویں۔ آنجناب بھی ان کی خاطر چند روز اور مکہ میں ٹھیرے۔ ایک روز صبح کی نماز کے بعد حلقہ مراقبہ سے فارغ ہو کر حضرت قیوم رابع کو فرمایا۔ کہ آج میں نے کعبہ کو دیکھا ہے۔ کہ تمہاری طرف سرنگون ہوا ہے۔ تمہاری سیر باطنی تمام اسماء صفات شیونات۔ اعتبارات سے گذر کر ذات بحت تک پہنچ گئی ہے۔ پروردگار نے تمہیں

اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت سے تمام اسماء و صفات کا مظہر اتم بنایا ہے قطب الاقطابی اور قیومیت کی خلعت تمہیں پہنائی۔ اب میری رحلت کے دن نزدیک ہیں قریب ہی ہیں اس جہان فانی سے کوچ کر جاؤنگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے تمہارے وصف بیان کرتا ہے اور فرشتوں کو فخریہ فرماتا ہے کہ روئے زمین پر میرا ایسا بندہ ہے حضرت قیوم رابع یہ خوشخبری سنکر شکر پروردگار بجالائے لیکن حضرت قیوم ثالث رضؓ کے جلدی ارتحال کر جانے کا سخت افسوس کیا جب آنحضرت نے اپنے پوتے کو نہایت غم و افسوس میں دیکھا۔ تو تسلی کے لئے فرمایا خاطر جمع رکھو ابھی میرے ارتحال میں چند ایک سال باقی ہیں اس فرمان سے حضرت قیوم رابع کو قدرے تسلی ہوئی ÷

انہیں دنوں ایک روز شیخ مراد شامی اپنے بیٹے کو جو حضرت قیوم رابع کا ہمعصر تھا مرید کرانے کیلئے حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں لائے۔ آنحضرت نے اسے قیوم رابعؓ کے سپرد کیا۔ کہ اسے تم مرید کرو۔ آپنے آنحضرت کے فرمان کے مطابق اسے مرید کیا بعد ازاں حضرت حجۃ اللہ رضؓ نے عرب یمن شام اور روم کے تمام آدمیوں کو حکم دیا کہ حضرت قیوم رابعؓ کے مرید ہو جاؤ۔ اس ولایت کے تمام وضیع و شریف حضرت قیوم رابع رضؓ کے مرید ہوئے۔ بعد ازاں آنحضرت نے روم شام عرب اور یمن کے تمام آدمیوں کو رخصت کیا اور خود ہند کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت قیوم رابع نے شیخ مراد کے بیٹے محمد کو خلافت عنایت فرمائی۔ عرب و یمن کے اکثر آدمی سمندر تک آنجناب کے ہمراہ گئے۔ بعد ازاں ان لوگوں کو رخصت کر کے جہاز پر سوار ہوئے۔ جب جہاز کو چلتے ہوئے تین دن گذر گئے۔ تو فرنگی آکر لڑنے لگے۔ اور گولے وغیرہ پھینکنے لگے۔ جہاز گولوں کے صدموں سے کانپنے لگے۔ لوگ گھبرا کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عاجزی شروع کی اور اس بلا کے دفعیہ کے واسطے التماس کی آنحضرت نے فاتحہ طویل کے بعد فرمایا۔ کہ اہل اسلام فتح و منصور ہوں گے اور کافر لوگ نیچا دیکھینگے تمہیں اس مصیبت سے رہائی نصیب ہو گی لوگوں نے عرض کیا۔ کہ گولوں سے ہمارے جہاز پاش پاش ہو گئے ہیں۔ اب تختے جدا ہو کر غرق ہوا چاہتے ہیں آنجناب نے فرمایا کہ گولوں سے جہاز پختہ ہو گئے ہیں اگر اعتبار نہ ہو تو جا کر دیکھو جب ملاح کمروں میں رسے باندھ نیچے اترے۔ تو غور سے دیکھنے کے بعد معلوم کیا کہ گولے میخوں کیطرح تختوں میں لگے ہیں جن سے تختے اور بھی مضبوط ہو گئے ہیں۔

ملاحوں نے آکر کیفیت عرض کی اسی اثناء میں آنحضرت کے تصرف سے فرنگی آپس میں لڑ مرے اور اہل اسلام خیر و عافیت سے کنارے آ لگے۔ بندرگاہ سورت میں آ ترے۔ اور اللہ تعالےٰ کا شکر بجا لائے جب اہل ہند کو آنجناب کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو اعلےٰ ادنےٰ سبھی آنحضرت کے استقبال کیواسطے آ گئے۔ بادشاہ ہند بھی معہ تمام اراکین سلطنت سات منزل تک استقبال کے لئے آیا۔ اور آداب قیومیت بجا لایا۔ آنحضرت نہایت مہربانی سے پیش آئے اور جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم سے جو عنایت ہوئی تھی۔ وہ بھی ظاہر کی۔ بادشاہ نے عرض کیا۔ کہ یہ سب جناب کی توجہ کا نتیجہ ہے۔

میرے (مصنفؒ) والد بزرگوار فرماتے ہیں۔ کہ ہم معہ اپنے والد ماجد شاہزادہ معظم کے پاس بیٹھے تھے۔ کہ حضرت حجۃ اللہؓ کے بندرگاہ میں آجانے کی خبر پہنچی۔ شاہزادہ نے اسی وقت ایک عریضہ معہ تحف و ہدایا اور ایک لاکھ روپیہ کے ایلچی کے ہاتھ آنحضرت کی خدمت میں روانہ کیا۔

ذکر در بیان

سال سی و دوم از قیومیت ثالث حجۃ اللہ و مرید شدن شاہزادہ کام بخش بخدمت آنحضرت و واقعاتیکہ دریں سال واقع شدہ اند

آنحضرت نے سمندر پار ہو کر شاہی لشکر میں چند روز رہنے کے بعد سرہند جانے کا ارادہ کیا۔ بادشاہ نے عرض کیا۔ کہ میری عمر نوے ۹۰ سال گذر چکی ہے۔ اب مجھے اپنی زندگی کی کوئی امید نہیں رہی۔ معلوم نہیں کہ جناب کی قدمبوسی پھر نصیب ہو۔ اگر آنحضرت تھوڑی مدت اور یہاں توقف فرمائیں۔ تو میں فائدہ باطنی جناب کی صحبت سے حاصل کرلوں تاکہ میرے ایمان کی سلامتی کا موجب ہو۔ اور یہ بات جناب کے کرم کریمانہ سے کچھ بعید بھی نہیں۔ آنحضرت بادشاہ کی خاطر چند روز اور شاہی لشکر میں رہے۔ بادشاہ صبح شام آنحضرت کی خدمت میں حاضر رہتا اور کئی رات تنہا آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ چنانچہ صوفی عبداللہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک رات خانقاہ کے اندر چند جوان دروازہ بند کئے شعر خوانی اور ہنسی مخول میں مشغول تھے۔ انہیں میں ناصر علی شاعر بھی تھا۔ اس رات شدت کی بارش اور ہوا تھی۔ آدھی رات کے وقت کسی شخص نے خانقاہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔

لیکن اس کی آواز بہ سبب قہقہ اور خندہ اور شعر خوانی کسی نے نہ سنی ۔ پھر اس نے زور سے آواز دی ۔ لیکن کسی نے نہ سنی ۔ دیر تک کھڑا آوازیں دیتا رہا لیکن آدمیوں نے نہ سنا ۔ جب اس نے زور سے کھٹکھٹایا اور بلند آواز سے پکارا ۔ تو پھر آدمیوں نے سنکر اسے کہا ۔ کہ دور ہو جا ہمارے عیش کو بے لطف نہ کر ۔ اس شخص نے کہا مجھے ضروری کام ہے سن لو ۔ آخر دروازہ کھولکر دیکھا ۔ تو خواجہ سرا ئے کھڑا تھا اور اس کے پیچھے عالمگیر بادشاہ وہ آدمی شرمندہ ہوئے ۔ بادشاہ نے کہا میرے آنے سے یاروں کی مجلس میں خلل آیا ہے ۔ پھر پوچھا ۔ کہ آنحضرت سوئے ہوئے ہیں ۔ یا جاگتے ہیں ۔ انہوں نے کہا آرام کر رہے ہیں لیکن اب بیدار ہونیکا وقت قریب ہے ۔ بادشاہ انتظار میں بیٹھ گیا ۔ ایک گھڑی بعد آنحضرت بیدار ہوئے جب حاضر خدمت ہوا ۔ تو آنحضرت نے ایسے وقت میں حاضر خدمت ہونیکا سبب پوچھا ۔ تو عرض کیا ۔ کہ جب میری آنکھ کھلی تو دیکھا کہ بارش ہو رہی ہے ۔ یہ بھی معلوم تھا کہ ایسے وقت میں رستہ چلنا دشوار ہے ۔ لیکن اس خیال سے کہ ایسی تکلیف کے ساتھ ایسے وقت میں حاضر خدمت ہونے سے آنجناب مجھ پر خوش ہوں گے ۔ اور میرے حق میں دعا فرمائیں گے جس سے مجھے ایمان کی سلامتی نصیب ہو گی ۔ آنحضرت نے تہجد کی نماز کے بعد بادشاہ کو باطنی توجہ دی اور اس کے حق میں دعا کی اور ولایت صغریٰ کی خوشخبری عنایت فرما کر رخصت کیا ۔

اسی سال سلطان ہند کا چوتھا بیٹا شاہزادہ کام بخش حضرت قیوم ثالث رح کا مرید ہوا ۔ اس کے مرید ہونیکا سبب یہ ہوا ۔ کہ آنحضرت کے سفر حج سے آنیسے پیشتر کام بخش نے بادشاہ کو کہا ۔ کہ آپ مجھے کسی کا مرید کرائیں ۔ بادشاہ نے اسے کہا صبر کرو قطب جہان اور قیوم زماں آ رہے ہیں ۔ تجھے ان کا مرید بناؤں گا ۔ چونکہ آنحضرت نے سلطنت کی خوشخبری شاہزادہ معظم کو عطا فرمائی تھی اس واسطے باقی شاہزادے آنحضرت کے چنداں مخلص نہ تھے ۔ کام بخش نے بادشاہ کے روبرو ٹال مٹول کیا ۔ تو اسی رات خواب میں دیکھا ۔ کہ ایک شخص کہہ رہا ہے ۔ کہ او کام بخش ! اگر تو اپنے ایمان کی سلامتی چاہتے ہو ۔ تو خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ کے مرید ہو جاؤ ۔ کیونکہ وہ محبوب پروردگار اور قیوم روزگار ہیں ۔ اگر کامل اعتقاد سے آنحضرت کے مرید نہ ہو گے ۔ تو اپنے دین و ایمان کو خراب کر لو گے ۔ اور غضب خدا میں گرفتار ہو گے ۔ کام بخش ڈر کر چونک پڑا ۔ اور باپ کے پاس آکر رات کا ماجرا بیان کیا ۔ باپ نے کہا میں نے پہلے ہی کہا تھا ۔ کہ آنحضرت قیوم زمان ہیں ۔

جب حضرت حجۃ اللہؒ لشکر میں داخل ہوئے۔ تو کام بخش کو آنحضرت کا مرید کرایا۔ اور اس کے خواب کو بھی عرض کیا۔ آنحضرت نے اس کے حال پر عنایت فرمائی۔ اور بادشاہ کو فرمایا کہ اسے بھی ملک کا کوئی حصہ دو جیسا کہ اور بیٹوں کو دیا ہے۔ بادشاہ نے آنحضرت کے فرمان کے مطابق حیدرآباد کا علاقہ کام بخش کو دیا۔

ذکر و بیان

سال سی سوم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ و ولی عہد کردن آنحضرت جناب قیوم رابع را و مراجعت آنجناب از لشکر سلطان ہندا بہ شاہجہان آباد و واقعاتیکہ دریں سال واقع شدہ اند

اس سال آنحضرت نے اپنے پوتے قیوم رابع کو جو آنحضرت کے بڑے بیٹے حضرت ابوالعلیٰ کے فرزند تھے۔ اپنا قائم مقام اور ولی عہد مقرر فرمایا۔ اور اپنے تمام خلفاء کو مریدوں کو حکم دیا کہ ان کے مرید ہو جاؤ۔ تمام حسب الامر حضرت قیوم رابعؒ کے مرید ہوئے اور آنحضرت نے اپنے خلفا اور مریدوں کو یہ بھی فرمایا کہ تم سب قیوم رابعؒ کے حلقہ و مراقبہ میں شامل ہوا کرو۔ اور انہیں سے توجہ باطنی لو۔ تمام لوگ حضرت قیوم رابعؒ کے حلقہ و مراقبہ میں بیٹھنے اور انہیں سے توجہ باطنی لینے لگے۔ بادشاہ بھی حضرت قیوم رابع کا مرید ہوا۔ اور انہیں سے فیض باطنی اخذ کیا۔ حضرت قیوم ثالث نے حضرت قیوم رابع کو فرمایا کہ ایک طرف سے تم توجہ دو اور دوسری طرف سے میں دیتا ہوں لیکن آپ بپاس ادب توجہ دینے میں متوقف ہوئے تو آنحضرت نے فرمایا کہ اب تم میرے برابر ہو خلعت کی تربیت کیلئے مستعد ہو جاؤ۔ اور لوگوں کو توجہ دو۔ ایک طرف سے آنحضرت توجہ دینے لگے۔ اور دوسری طرف سے آپ نے حتیٰ کہ حلقہ ختم ہوا۔ اسی طرح ہر روز کرتے۔ شاہی لشکر میں ہر روز یہی معاملہ ہوتا۔ تمام لشکر اور بادشاہ حضرت قیوم رابعؒ کی رسائی عقل اور ذکاوت طبیعت دیکھتے اور ان کی خورد سالی پر نگاہ کرکے حیران ہو کر کہتے کہ جو عقلمندی اور دانائی اس خورد سال میں دیکھنے میں آتی ہے۔ وہ صد سالہ بوڑھوں میں بھی نہیں پائی جاتی حضرت حجۃ اللہ نے اپنے پوتے کو اپنا قائم مقام اور ولی عہد بنا کے سرہند جانے کا ارادہ کیا بادشاہ نے عرض کیا کہ آنجناب خود تو تشریف لے جاتے ہیں۔ اگر شہزادہ محمد زبیر کو لشکر

میں چند روز اقامت کے لئے فرمائیں۔ تو میں ان کی صحبت سے مستفید ہوں۔ آنحضرت نے قیوم رابع سے پوچھا کہ اگر تمہارا دل چاہے تو چند روز بادشاہ کے پاس رہو۔ آپ نے عرض کیا۔ کہ اگر جناب فرمائیں تو مجبور ہوں۔ اگر میری مرضی پوچھیں۔ تو میں ایک گھڑی بھی بادشاہ کے پاس نہیں رہنا چاہتا۔ آنحضرتؑ نے فرمایا کہ جب تمہاری مرضی نہیں تو میں کیونکر مجبور کر سکتا ہوں۔ جب بادشاہ حضرتؓ قیوم رابع سے مایوس ہوا۔ تو پھر عرض کیا۔ کہ کسی مخصوص خلیفہ ہی کو چھوڑ جائیں۔ تاکہ مجھے کچھ تو تسلی ہو۔ آنحضرتؓ شاہ عبداللہ کو بادشاہ کے پاس چھوڑ سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ رخصت کے وقت بادشاہ بہت رویا کیونکہ اُسے یقیناً معلوم تھا۔ کہ پھر آنحضرت کا دیدار نصیب نہ ہوگا۔ آنجناب نے بادشاہ پر عنایت فرماکر اسے رخصت کیا۔ جب آنحضرت اورنگ آباد میں آئے تو بعض قدیمی مخالفوں نے شورش کی۔ ان کا سرغنہ صالح نام ایک شخص تھا۔ اس نے رندا و باش جمع کرکے آنحضرت کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ آنحضرت کے مرید و معتقد اس معاملہ سے بالکل بے خبر تھے۔ جب اس شور و شغب سے آنحضرت مطلع ہوئے۔ تو فرمایا۔ کہ حق تعالےٰ ان لوگوں کو بلائے عظیم میں مبتلا کرے گا۔ یہ فرماتے ہی ان لوگوں کے دل پر خوف چھا گیا۔ نہایت پریشان ہوئے۔ حواس باختہ ہو کر اوزار پھینک بھاگ گئے۔ جب آنحضرت کے مریدوں کو اس معاملہ کی خبر ہوئی۔ تو ان کا تعاقب کیا۔ لیکن وہ بدکار اس طرح روپوش ہوئے کہ ان کا پتا تک نہ لگا۔ بعد ازاں بعض آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہو کر مرید ہوئے اور بہت سے دیوانے ہو گئے اور صالح بدبخت جو ان کا سرغنہ تھا اس طرح جنون میں مبتلا ہوا کہ گُو کھاتا تھا۔ چنانچہ ایک شاعر نے کہا ہے۔

مصرعہ قدر رنداں راچہ داند طالع دیوانہ۔ اور بعض سخت مرض میں مبتلا ہو کر طرح طرح کی تکلیفیں اٹھا کر ہلاک ہوئے۔ غرضیکہ تمام مخالف جنہوں نے محاصرہ کیا تھا تھوڑے نوں میں کتّے کی موت مرے۔ آنحضرت اورنگ آباد سے برہانپور میں آئے۔ رئیس غنیم آنحضرت کی زیارت کے لئے آیا۔ اور اس نے تحفے اور ہدیے آنجناب کی نذر کئے۔ جب وہ زیارت کرکے واپس ہو گیا۔ تو غنیم کا ایک اور رفیق چند ایک اوباش ساتھ لیکر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خانقاہ کے ایک یار نے اس کے لباس پر اسے بازپرس کی۔ بلکہ اس کے مُنہ پر دو چپڑ مار کر اس کی پگڑی اتار ڈالی۔ تو ان بدبختوں نے فساد شروع کیا اور تیر تلوار سنبھال مقابلہ کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اس طرف کے آدمی بھی مستعد ہوئے قریب تھا کہ خونریز لڑائی

ہو کہ اتنے میں سرغنہ کو خبر ہو گئی۔ اس نے سب کو جھڑک کر روکا۔ اور آنحضرت سے معافی مانگی آنحضرت برہانپور سے اکبرآباد آئے۔ حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں۔ کہ اکبرآباد میں حضرت قیوم ثالث رضہ کے خلیفہ شیخ عبدالکریم نے مجھ سے باطنی توجہ طلب کی تو میں نے یہ بات آنحضرت کی خدمت میں عرض کی۔ آنحضرت نے فرمایا کہ میرے تمام خلفا اور مریدوں کو تمہارا مرید ہونا چاہیئے۔ اب سے قبلہ توجہ باطنی تم ہی ہو۔ بعد ازاں آنحضرت نے حلقہ مراقبہ اور توجہ کا سارا کارخانہ حضرت قیوم رابع کے سپرد کیا۔ اور اپنا قائم مقام بنا کر اپنی مسند پر بٹھایا اور اپنے تمام مریدوں اور خلیفوں کو حکم دیا کہ ان سے توجہ باطنی لیا کریں حضرت قیوم ثالث رضہ کے تمام مرید حضرت قیوم رابع کے مرید ہوئے۔ اور انہیں سے فیض باطنی اخذ کرنے لگے۔ صبح و شام انہیں کے حلقہ میں شامل ہونے لگے۔ بعد ازاں حضرت حجۃ اللہ اکبرآباد سے شاہجہان آباد میں آئے۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے چھوٹے فرزند حضرت محمد صدیق پہلے ہی سے اس شہر میں رہتے تھے۔ وہ تمام باشندوں سمیت آنحضرت کے استقبال کے لئے آئے آنجناب قلعہ سلطانی کے مقابل فیض اللہ کے محل میں اترے۔

ذکر و بیان

سال سی و چہارم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ فرستادن آنحضرت قیوم رابع را بہ کابل و تشریف بردن آنجناب از شاہجہان آباد بدارالارشاد سرہند و بیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

جب حضرت قیوم ثالث شاہجہان آباد میں تشریف آور ہوئے۔ تو شہر کے تمام وضیع و شریف نے آنجناب کی طرف رجوع کیا صبح شام آنجناب کے حلقہ میں شامل ہوتے تھے۔ جب لوگ آنحضرت کی خدمت میں مرید ہونے کے لئے حاضر ہوئے۔ تو آنحضرت انہیں حضرت قیوم رابع کے حوالے کرتے۔ اور ان کے مرید بننے کے لئے فرماتے۔ جب شاہجہان میں رہتے دو تین مہینے کا عرصہ گذر گیا۔ تو حضرت قیوم رابع کو فرمایا۔ کہ اب تم کابل جاکر وہاں کے باشندوں کو اپنے باطنی فیض سے سیراب کرو۔ اور خلقت کی تربیت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ حضرت قیوم رابع حسب الارشاد کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت قیوم ثالث رضہ نے اپنے اکثر مرید اور خلفا آپکے ساتھ کر کے رخصت فرمایا۔ جب آپ سرہند پہنچے۔ تو شہر کا

حاکم معہ تمام اہل شہر آپ کے استقبال کے واسطے آیا۔ آپ نے چند روز سرہند رہکر کابل کی راہ لی اس علاقے کے لوگوں نے جس طرح حضرت قیوم ثالث رض کا استقبال کیا تھا۔ اسی طرح آپ کا کیا شاہزادہ معظم بھی استقبال کے لئے آیا اور شرائط مہمانداری باحسن وجوہ بجالایا۔ وہاں کے تمام باشندے آپکے مرید ہوئے۔ اور صبح شام آپ کے حلقہ میں حاضر ہوتے۔ کئی ہزار لوگ آنجناب کے حلقہ میں صبح شام حاضر ہوتے تھے۔ حضرت قیوم ثانی رض اور حضرت قیوم ثالث رض کے تمام بڑے بڑے خلفاء مثلاً اخون موسےٰ خواجہ مرزا اور خواجہ خسرو وغیرہ نے حضرت قیوم رابع کی خدمت میں حاضر ہوکر اخذ فیض کیا۔ اور توجہ باطنی لی حضرت قیوم رابع کو انہیں توجہ دینے میں تامل تھا۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہمیں پہلے ہی حضرت **قیوم ثالث** رض نے فرمایا تھا۔ کہ جناب سے فیض اخذ کریں۔ خواجہ مرزا نے وہ سیب والا قصہ یاد دلایا۔ کہ جناب کے دست مبارک سے سیب کئی مرتبہ آکر میری طرف آیا۔ اور میں نے اٹھاکر جناب کو دیا تھا آخر حضرت قیوم ثالث رض نے مجھے فرمایا تھا کہ اس سیب کو اپنے پاس محفوظ رکھو کیونکہ تمہیں ان سے نعمت حاصل ہوگی۔ میں نے اس سیب کو سنبھال کر رکھا تو اب وہ نعمت لینے کا وقت آگیا ہے۔ جب ان لوگوں نے حد سے زیادہ منت سماجت کی۔ تو حضرت قیوم رابع رض نے انہیں توجہ باطنی عنایت فرمائی۔ یہ بزرگ اپنے بیٹوں کو آنجناب کی خدمت میں تربیت باطنی اخذ کرانے کے واسطے لائے تھے۔ آنجناب نے ان کے بیٹوں کی پوری پوری تربیت کر کے انہیں خلافت عنایت فرمائی۔ حضرت حجۃ اللہ نے شاہجہان آباد میں کچھ مہینے رہکر سرہند آنا چاہا۔ عالمگیر کی بہن شاہجہان کی بیٹی گوہر آرا نے جو حضرت قیوم ثانی اور حضرت قیوم ثالث کی خاص مرید تھی۔ عرض کیا کہ اگر آنجناب چند روز اور یہاں تشریف فرما رہیں۔ تو ہمارے حق میں بہتر ہوگا۔ اس بارے میں جب اس نے منت و سماجت کی۔ تو آنحضرت نے اسکی خاطر چند روز اور شاہجہان آباد میں گذارے۔ خانقاہ کے اخراجات کی متحمل گوہر آرا تھی حضرت قیوم رابع رض فرماتے ہیں کہ گوہر آرا نے حضرت قیوم ثالث رض کی خدمت میں سلوک باطنی پورا کیا۔ اور اس کے علاوہ آنحضرت نے اسے خوشخبری دی تھی۔ کہ جنت میں تم جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجات میں داخل ہوگی۔ یہ خوشخبری حضرت قیوم ثالث نے بھی اسے دی تھی۔ جب حضرت قیوم ثالث کو شاہجہان آباد میں رہتے ایک سال ہوگیا تو پھر سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ جب مشائخ سرہند کو آنحضرت کی تشریف آوری کی خبر ہوئی

تو سر کے بل پانچ منزل تک استقبال کیا۔ اور طرح طرح کی ضیافتیں کیں۔ لوگ مارے خوشی کے پھولے نہ سماتے تھے شکر الہٰی بجا لاتے تھے۔ جب آنحضرت سرہند میں داخل ہوئے تو پہلے حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کے روضہ مبارک پر دیر تک مراقبہ کیا۔ بعد ازاں حضرت قیوم ثانی کے روضہ مبارک پر آکر دیر تک مراقبہ کیا۔ پھر لوگوں سے مخاطب ہوکر چند ایک سخن فرما کر محل کے اندر تشریف لے گئے۔ اس سفر سے واپس آکر اپنا تمام مال و اسباب اپنی لڑکی حضرت بیگم کو بخشا اور تمام مشائخ سرہند کے رو برو ہبہ نامہ لکھ دیا۔

ذکر در بیان

سال سی و پنجم از قیومیت حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ مراجعت کردن آنحضرت قیوم رابع از کابل بہ سرہند و ملازمت جد بزرگوار نمودن و بیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

جب حضرت قیوم رابعؓ نے سنا کہ حضرت حجۃ اللہ شاہجہان آباد سے سرہند تشریف لے آئے ہیں۔ تو وہ بھی اپنے جد امجد کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے جب روانہ ہونے لگے تو لوگوں نے کہا کہ راستے میں شیروں کا خوف ہے۔ بہت سے لوگ جو زیارت کے ارادہ سے آنحضرت کے ساتھ جانیکو آمادہ ہوئے تھے۔ انہوں نے ارادہ توڑ دیا۔ میرے (مصنفؒ) جد امجد بھی ان دنوں کابل میں تھے۔ انہوں نے حضرت قیوم رابعؓ سے پوچھا کہ آپکی کشف میں راستے کے خوف کی کیا کیفیت ہے۔ آنجناب نے فرمایا خیریت ہے کسی قسم کی تکلیف رستے میں لوگوں کو نہ ہوگی۔ میرے (مصنفؒ) جد امجد نے عرض کیا۔ کہ ہمیں آپ کی کشف کافی ہے۔ ہم جناب کے ساتھ چلتے ہیں۔ حضرت قیوم رابع معہ لواحق و توابع کابل سے روانہ ہوئے۔ میرے جد امجد بھی آنجناب کے ہمراہ تھے۔ اتفاق سے پہلے ہی منزل میں چند ایک او باش ظاہر ہوئے۔ اور میرے جد امجد کے اونٹ کا نمدہ لے گئے لوگوں نے یہ ماجرا آنجناب کی خدمت میں عرض کیا۔ تو آنجناب نے فرمایا۔ کہ صرف اتنا ہی خطرہ تھا۔ آگے بالکل خیریت ہے۔ خاطر جمع ہو کر چلو۔ واقعی اسکے بعد کسی قسم کی تکلیف نہ ہوئی۔ حضرت قیوم رابع نے کابل سے روانہ ہوتے وقت اخون موسیٰ کے بیٹے میر سعد اللہ خواجہ خسرو

کے بیٹوں خواجہ جلیب اللہ اور خواجہ فیض اللہ اور خواجہ مرزا کے بیٹے خواجہ محمد امین کو خلعت دیکر ان کے وطنوں کی طرف رخصت فرمایا۔ شاہزادہ معظم ان دنوں کابل میں تھا رخصت کے وقت اس نے طرح طرح کے تحفے اور ہدیے اور دس ہزار روپیہ بطور زاد راہ نذر کیا۔ آنجناب بہت جلدی کابل سے سرہند پہنچ گئے۔ اور اپنے جد امجد کے دیدار فیض الانوار سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت اپنے فرزند کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور حضرت قیوم رابع کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ لوگ تمہاری قدر نہیں جانتے +

اس سال حضرت مجدد الف ثانی رضی کی تمام اولاد نے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو حضرت قیوم ثالث کا مرید کرایا حتےٰ کہ تین سالہ بچے بھی مرید کرائے ۔ میری (مصنف) ایک بہن اس وقت پندرہ مہینے کی تھی ۔ میرے والد بزرگوار اسے بھی آنحضرت کی خدمت میں لے گئے اور عرض کیا کہ اس پر بھی نگاہ لطف وعنایت فرمائیں ۔ تاکہ یہ بھی جناب کے مریدوں میں شامل ہو جاوے جب حضرت قیوم رابع سوار ہوتے تھے ۔ تو تمام مشائخ علما اور چھوٹے بڑے ۔ وضیع و شریف ۔ بادشاہ ۔ فقیر بوڑھے جوان آنحضرت کے ساتھ پیادہ چلتے تھے اور بچے آنحضرت کی سواری کے ساتھ اس طرح دوڑتے اور آنحضرت کی محبت میں اس وجہ بے اختیار تھے ۔ کہ جوانوں اور بوڑھوں سے سبقت لے جاتے تھے +

اسی سال آنحضرت نے حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ منورہ سے شمال کی طرف تین تیر پرتاب کے فاصلہ پر ایک عالی شان خوبصورت مسجد بنوائی ۔ اس کے تین گنبد اور دو برج بنوائے صحن میں ایک حوض لوگوں کے وضو کی خاطر بنوایا ۔ اور مسجد کے مقابل ایک محل اور چند ایک حجرے سالکوں کو توجہ دینے اور مراقبہ کے لئے بنوائے ۔ کہتے ہیں کہ حضرت حجۃ اللہ نے چار جمعے اس مسجد میں نماز ادا کی ۔ بعد ازاں داعی حق کو لبیک کہہ کر جنت میں جا بسے آنحضرت کی زوجہ خاص حضرت بیگم نے اس مسجد کے مقابل مشرق کی طرف بادشاہوں کی طرح نہایت عالیشان اور خوبصورت محل بنوائے ۔ اور ان میں نہریں اور حوض تیار کروائے چند ایک فراخ مکانات تعمیر کرائے کہتے ہیں ان عمارتوں پر زر کثیر صرف ہوا حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں ۔ کہ جب حضرت قیوم ثالث رضی نماز کے لئے مسجد میں آتے اور ان عمارتوں کو دیکھتے تو پوچھتے کہ ان عمارتوں کو کون بنوا رہا ہے لوگ عرض کرتے کہ حضرت بیگم کے حکم سے تعمیر ہو رہی ہیں فرماتے کہ آخرت کی عمارت تیار کرے دنیاوی عمارت باقی نہیں رہتی خواجہ محمد پارسا فرماتے ہیں کہ اس سال کی آخر میں

نے حضرت قیوم ثالث کی ضیافت کی۔ اور اپنے گھر بلایا کھانے سے فارغ ہو کر آنجناب نے فرمایا۔ کہ یہ میری عمر کا آخری سال ہے۔ میں نے پوچھا کہ قیومیت کا یہ منصب اعظم کسے نصیب ہوگا۔ فرمایا میرے فرزند محمد زبیر کو۔ میں نے پہلے بھی ایک دفعہ یہی سوال کیا تھا۔ کہ کیا محمد زبیر کو بھی اس منصب سے کچھ ہاتھ آئیگا۔ فرمایا۔ ضرور۔ پھر جو میں نے پوچھا۔ تو جناب نے صریحاً فرمایا کہ میرے بعد قطب الاقطاب اور قیوم زمان محمد زبیر ہوگا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے سنوات قیومیت ختم ہوئے اب آنحضرت کی بعض کرامات کا ذکر کیا جاتا ہے✤

ذکر در بیان کرامات وخوارق عادات حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ

حضرت حجۃ اللہ کی قدر و منزلت اس سے برتر ہے۔ کہ اس جہان کی کرامات سے آنحضرت کی توصیف کی جائے۔ لیکن انبیاء اور اولیا کی تواریخ کے مطابق چند ایک خوارق جو آنجناب کے خلفاء کبار اور آنجناب کے احوال کی معتبر کتابوں سے معلوم ہوئے لکھتا ہوں۔

کرامت۔ مناقب نقشبندی میں لکھا ہے کہ ایک روز آنحضرت کے ایک چھوٹے بچے نے رونا شروع کیا۔ اور ضد کی کہ مجھے عرش دکھائیں۔ آنحضرت نے اس بچے کا سر اپنی بغل میں دیکر اس کا چہرہ آسمان کی طرف کیا۔ اور فرمایا دیکھ۔ لوگوں نے اس بچے کو پوچھا۔ کہ تجھے کیا دکھائی دیتا ہے۔ کہا۔ آسمان میں ایک چھوٹا سا دروازہ دکھائی دیتا ہے جس میں سے مختلف شکلیں اور بہت سی روشنی نظر آتی ہے۔ اور فلاں فلاں شئے نظر آتی ہے۔ اور فلاں مقام دکھائی دیتا ہے۔ آسمان کی مختلف منزلوں کے نام لیتا تھا۔ حتےٰ کہ اس نے کہدیا۔ کہ عرش دکھائی دیتا ہے۔ یہ کہہ کر اپنے ہاتھوں سے آنکھوں اور چہرہ کو چھپا لیا بعد ازاں لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تو نے عرش کو کیسا دیکھا۔ کہا۔ اس قسم کا نور دیکھا جو آفتاب کی روشنی سے ہزار گنا تیز تھا۔ میری آنکھیں اسے دیکھ کر چندھیا گئیں۔ ایک نے آسمان پر سے آواز دیا۔ کہ عرش مجید یہی ہے۔ اس روشنی کی تیزی کی وجہ سے میں نے ہاتھوں سے چہرے کو ڈھانپ لیا✤

کرامت۔ ایک دفعہ سرہند میں بارش نہ ہوئی۔ والئے شہر تمام اہل شہر کو لیکر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور درخواست کی۔ کہ آنجناب طلب باران کے لئے تشریف لائیں۔ لیکن آنحضرت نے جانا منظور نہ کیا۔ شہر کا حاکم معہ باشندوں کے عیدگاہ میں گیا جب وہاں سے واپس آیا تو آنحضرت نے فرمایا کہ

پچیس روز تک بارش نہ ہوگی۔ واقعی پچیس روز تک بارش نہ ہوئی چھبیسویں دن حد سے زیادہ بارش ہوئی ٭

کرامت۔ کواکب دریہ میں لکھا ہے۔ کہ حضرت حجتہ اللہ رضی اللہ عنہ کے ایک اہل حقوق کو ایک ساحرہ سے تکلیف پہنچا کرتی تھی۔ اس نے آنحضرت سے التماس کی۔ کہ اس بارے میں توجہ فرمائیں۔ کہ اس کی تکلیف سے محفوظ رہوں آنجناب نے توجہ کے بعد فرمایا۔ کہ آئندہ تم اس کے سحر سے محفوظ رہو گے۔ پھر جب تک زندہ رہا سحر کا اس پر اثر نہ ہوا ٭

کرامت۔ میرے مصنفؒ کے جد امجد کواکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت والدہ ماجدہ کو مرض لاحق ہوا۔ آنجناب نے ان کی شفاء کے لئے دعا کر کے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ شفائے کامل نصیب کرے گا چند روز بعد شفائے کلی نصیب ہوئی ٭

کرامت۔ کواکب دریہ میں لکھا ہے۔ کہ آنحضرت جب کابل گئے تو والئے سرہند ایک منزل تک وداع کرنے کے لئے گیا۔ شہر کے ایک رئیس کا گاؤں والئے سرہند نے بوجہ عداوت اجاڑ دیا تھا۔ آنجناب نے اس سے رئیس کی سفارش کی۔ اس وقت اس نے منظور کر لیا لیکن پھر اس پر عمل نہ کیا جب آنحضرت نے سنا کہ اس نے وہ کام نہیں کیا تو فرمایا۔ کہ عنقریب ہی والئے سرہند مصیبت میں مبتلا ہوگا جس دن آنجناب نے یہ کلمات فرمائے اسی روز والئے سرہند شہزادہ کے آدمیوں سے لڑا۔ آخر شاہزادہ کے آدمی غالب آکر اسے گرفتار کر کے شاہزادہ کے پاس لے گئے۔ شاہزادہ نے اسے قید میں ڈالا اور بڑی بے عزتی سے ہلاک کیا ٭

کرامت۔ میرے مصنفؒ جد امجد کواکب دریہ میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت حجتہ اللہ رضی اللہ عنہ کابل سے آئے تو میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے شیطانوں کو بھگا رہے ہیں اور اس قدر ان پر آگ برسائی ہے۔ کہ کوئی شیطان بھی نہیں رہا۔ جب یہ معاملہ میں نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ تو شیخ ضیاء الدین یوسف نے کہا۔ کہ میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے۔ اسی طرح سات آدمیوں نے یہ خواب بیان کیا

کرامت۔ خواجہ شریف تجاری فرماتے ہیں۔ کہ مجھے اکبر آباد میں ایسا مرض ہوا۔ کہ ہاتھ پاؤں میں حرکت کی طاقت نہ رہی جب ہلاکت کی نوبت پہنچی اور زندگی

کی کوئی امید باقی نہ رہی۔ تو انہیں دنوں حضرت حجۃ اللہ حرمین الشریفین سے تشریف لائے تھے۔ تمام آدمی آنحضرت کے استقبال کے لئے گئے آنجناب نے پوچھا۔ کہ اور سب آئے ہیں۔ لیکن محمد شریف نہیں آیا۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ وہ ایسی مرض میں مبتلا ہے کہ ہلاکت کے قریب پہنچا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ پہلے اس کی بیمار پرسی کریں گے اور پھر مکان پر جائیں گے۔ آنحضرت میری بیمار پرسی کیلئے آئے۔ مجھ میں اس قدر طاقت نہ تھی کہ اٹھ کر قدمبوسی ہی کرتا۔ آنجناب نے میری بیماری کے دفعیہ کے لئے توجہ فرمائی تو فی الفور مجھے شفائے کلی نصیب ہوئی مجھ میں اس قدر قوت آگئی کہ جب آنحضرت اٹھے تو میں جناب کے ہمراہ منزل تک آیا۔

کرامت۔ میرے (مصنفؒ) جد شریف کواکب دریہ میں لکھتے ہیں میں الہ آباد جا رہا تھا۔ راستے میں لٹیرے بکثرت تھے۔ میں نے آنحضرت سے توجہ کی درخواست کی۔ فرمایا بالکل خیریت ہے۔ اسی طرح محفوظ رہو گے۔ میں چل کر منزل مقصود تک پہنچ گیا۔ اور لوگ تو بہت لٹے لیکن میں خیر و عافیت سے منزل پر پہنچ گیا۔

کرامت۔ کواکب دریہ میں لکھا ہے۔ کہ ایک دفعہ میں شولاپور سے سرہند آ رہا تھا۔ آنحضرت سے اس بارے میں فاتحہ خیر کے لئے التجا کی۔ فرمایا بخیر و عافیت پہنچو گے۔ راہ میں کئی جگہ لٹیرے ملے اور لوگوں کو لوٹا بھی۔ لیکن مجھے کسی نے پوچھا تک نہیں۔ میں بآرام و بلا تکلیف سرہند پہنچ گیا۔

کرامت۔ ایک دفعہ شہزادہ پر ایک دشمن نے چڑھائی کی جس سے شہزادہ کا قافیہ تنگ ہو گیا۔ بادشاہ نے آدھی رات کے قریب آنحضرت کی خدمت میں پیغام بھیجا۔ اور دفع غنیم کے لئے توجہ کا خواستگار ہوا۔ آنجناب نے فتح کی خوشخبری دی۔ دوسرے دن ہی شاہزادہ دشمن پر غالب آیا اور وہ بھاگ گیا

کرامت۔ ایک دفعہ شیخ محمد تقی کی لڑکی بیمار ہو گئی۔ جب زیست کی کوئی امید باقی نہ رہی تو اسے آنحضرت کی خدمت میں لایا گیا۔ آنحضرت نے اپنا لعاب دہن اسے کھانے کو دیا۔ اس کے نگلتے ہی فوراً شفا پائی۔

کرامت۔ قاضی سلطان محمد سخت بیمار ہو گیا۔ حرکت کی طاقت جاتی رہی تو اسے اٹھا کر آنحضرت کی خدمت میں لایا گیا۔ آنحضرت نے اپنا دست

مبارک اس کی پیشانی پر رکھ کر چند آیات پڑھکر دم کیا۔ تو فی الفور شفایاب ہو کر اپنے پاؤں چل کر گھر گیا۔

کرامت ۔ حضرت ابو العلیٰ مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں۔ کہ آنحضرت کا ایک مرید فوت ہو گیا ایک روز حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کچھ ارشاد فرما رہے تھے۔ میرے دل میں آنحضرت کے کلام سے کچھ برا سا خیال پیدا ہوا۔ یہ خیال آتے ہی مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ اگر تیرے دل میں کچھ شک آ گیا ہے۔ تو اعتقاد کو نہ بگاڑ لینا۔ میں نے اس خیال سے توبہ کی۔

کرامت ۔ حضرت ابو العلیٰ مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں۔ کہ مولانا محمد عابد نے فرمایا۔ کہ شروع شروع میں میرے دل میں خیال آیا کہ مرشد کو استقدر کشف ضرور ہونی چاہئیے۔ کہ سالک کے بعض خطرات سے واقف ہو کر ان کا دفعیہ کر سکے آنحضرت نے اسی وقت مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اولیاء اللہ اللہ کے بندے ہوتے ہیں۔ انہیں علم غیب کا ہونا واجب نہیں۔ کہ ان سے کرامات صادر ہوں۔ اس بات کے نہ ہونے سے ان کے کمال میں نقص لازم نہیں آتا۔ حضرت ابو بکرؓ میں جو انبیاء کے بعد تمام نبی نوع انسان سے افضل ہیں۔ اس قدر کرامات نہ تھیں جتنی ایک ولی میں ہوتی ہیں

کرامت ۔ میرے مصنفؒ جد امجد کواکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک روز میں حضرت قیوم ثالث کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ کہ مجھ پر عجیب و غریب حالت طاری ہوئی۔ جو دیر تک رہی۔ اچانک میرے دل میں ایک نامناسب خیال آیا۔ اس کے آتے ہی وہ حالت جاتی رہی۔ پھر میں نے اس خیال سے توبہ کی۔ تو حالت مذکور عود کر آئی۔ آنحضرت نے میری طرف دیکھ کر فرمایا۔ کہ ایسا خیال دل میں نہیں لانا چاہئیے۔

کرامت ۔ ایک دفعہ آنحضرت کی دختر نیک اختر نے قے کی جب طبیعت بہت بگڑ گئی۔ تو باپ کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ قے کے آنے سے مجھے بے حضوری ہو گئی ہے۔ آنجناب نے فرمایا۔ کہ آئندہ تمہیں کبھی قے نہ ہو گی واقعی جب تک آپ زندہ رہیں کبھی قے نہ کی۔ بلکہ آپ کی اولاد میں سے کسی کو قے نہیں ہوئی۔

کرامت ۔ شاہ محمد یحیٰی کے بیٹے شیخ ضیاء الدین یوسف فرماتے ہیں۔ کہ حضرت حجۃ اللہؒ مراقبہ میں تھے۔ اور میں بھی اس حلقہ میں مراقب تھا۔ اچانک اس

حلقہ میں آنجناب نے مجھے توجہ کی۔ باطنی کشش کی وجہ سے میری ظاہری صورت خود بخود آنحضرت کی طرف دوڑی۔ حالانکہ میں مراقبہ کئے بیٹھا تھا۔

کرامت۔ مناقب نقشبندی میں لکھا ہے۔ کہ مولانا عابد مذکور کے دل میں کچھ شبہ تھا جب آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت آنجناب تلاوت قرآنی میں مشغول تھے۔ ازراہ ادب پوچھ نہ سکا۔ تلاوت کے بعد بغیر اس کے کہ وہ آنجناب سے سوال کرے۔ خود ہی اس شبہے کو حل کر دیا۔

کرامت۔ حضرت ابوالعلیٰ مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک روز میں اپنی خرابیوں کو دیکھ رہا تھا۔ اور رو رہا تھا۔ کہ اتنے میں من تواضع اللہ رفعہ اللہ جس نے اللہ تعالیٰ کی خاطر تواضع کی اللہ تعالیٰ نے اس کا مرتبہ بلند کر دیا کے مطابق الہام ہوا۔ کہ تجھے حضرت سلیمان علیہ السلام کے کمالات سے کافی ووافی حصہ عطا کیا ہے۔ میں اس الہام سے خوش ہوا۔ اور اپنے دل میں کہنے لگا۔ کہ میں اس بشارت کی تصدیق حضرت حجۃ اللہ رضؓ سے کراؤں گا۔ اسی خیال میں تھا کہ آنحضرت نے مجھے بلا کر توجہ دی۔ اور توجہ سے فارغ ہو کر فرمایا کہ حق تعالیٰ نے تمہارے حق میں القاء فرمایا ہے وان لہ عندنا لزلفی وحسن مآب کہ حق تعالیٰ نے قرآن شریف میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے حق میں فرمایا ہے۔ اس خوشخبری سے میری خوشی دوبالا ہو گئی۔

کرامت۔ حضرت ابوالعلیٰ مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں۔ کہ میری اہلیہ اور میرے بھائی محمد عمر کی اہلیہ دونو حاملہ تھیں۔ آنحضرت نے مجھے فرمایا کہ تمہارے ہاں لڑکی ہوگی اور محمد عمر کے ہاں لڑکا ہوگا۔ واقعی مدت منقضی ہونے پر میرے ہاں لڑکی ہوئی۔ اور میرے بھائی کے ہاں لڑکا۔

کرامت۔ جن دنوں آنحضرت حج کے لئے روانہ ہوئے۔ دکن میں غنیم کا سخت خوف تھا۔ اتفاقاً آدھی رات کے وقت شور مچ گیا۔ کہ غنیم آیا غنیم آیا۔ لوگوں نے آنحضرت سے دفع غنیم کے لئے توجہ کی درخواست کی۔ آنحضرت نے غور کے بعد فرمایا۔ خاطر جمع رکھو۔ دشمن خود بخود بھاگ جائے گا اتنے میں آنحضرت کے تصرف سے دشمن کے دل پر خوف چھا گیا۔ اور بھاگ اٹھا۔ آنجناب کے تمام ہمراہی اس

مصیبت سے محفوظ رہے ۔

کرامت ۔ حضرت ابو العلیٰ مناقب نقشبندیہ میں لکھتے ہیں ۔ کہ ایک روز میرے دل میں آیا ۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھوں کہ شیخ محی الدین ابن عربی نے جو فصوص میں لکھا ہے ۔ کہ ایک بڑا سانپ ہوتا ہے جب وہ اپنی صورت دیکھتا ہے تو ہلاک ہو جاتا ہے ۔ جب لوگوں کے پاس آتا ہے ۔ تو لوگ اسے آئینہ دکھاتے ہیں ۔ وہ مرجاتا ہے ۔ بس شے کا سایہ عین شے ہے ۔ بجرد یہ خیال آتے ہی میں نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کرنا چاہا بغیر اس کے کہ میں کچھ آنجناب سے پوچھوں ۔ آنجناب نے میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ جو کچھ شیخ نے لکھا ہے کہ شے کا سایہ عین شے ہوتی ہے اور اس کی تائید میں مذکورہ بالا قصہ لکھا ہے پھر آنجناب نے اس شبہے کو اچھی طرح حل کر دیا جس کا یہاں لکھنا موجب طوالت کلام ہے ۔ مناقب نقشبندیہ میں مفصل لکھا ہوا ہے ۔

کرامت ۔ حضرت ابو العلیٰ مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں ۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے کابل کو جاتے ہوئے تمام یاروں کو حکم دیا کہ تین مرتبہ اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق پڑھو ۔ جب ہم منزل پر اترے تو وہاں سانپ بچھو بکثرت تھے ۔ ایک بچھو نے مجھے کاٹا لیکن تکلیف نہ ہوئی ۔ اسی طرح بعض شخصوں کو سانپ نے ڈسا لیکن اس کے زہر نے سرایت نہ کی ۔

کرامت ۔ ایک روز حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ سیر کرتے ہوئے جنگل جانکلے ۔ آنجناب کا ایک یار قطب نام پیچھے رہ گیا ۔ اتفاقاً اس کی نگاہ جو ایک خوبصورت عورت پر پڑی ۔ تو دیر تک اسے دیکھتا رہا ۔ جب آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو آنحضرت نے فرمایا القطب یزنی ۔

کرامت ۔ محمد یوسف کابلی جو لڑکپن میں آنحضرت کے مرید ہوئے تھے بعد میں سیدھی راہ سے منحرف ہو کر کفار سے جا ملے زنار پہن لیا ۔ ایک روز اسی طرح زنار پہنے ہوئے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ آنحضرت نے توجہ کی تو فی الفور زنار توڑ کر توبہ کی اور از سر نو مسلمان ہو کر مرید ہوئے ۔

کرامت - جن دنوں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ لاہور میں تھے۔ ایک یار کے دل میں خیال آیا - کہ کیا اچھا ہو کہ آنحضرت حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خلیفہ شیخ طاہر کی زیارت کے لئے جائیں۔ یہ خیال آتے ہی آنحضرتؒ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا - کہ میں شیخ طاہر کے فاتحہ کے لیئے جاتا ہوں۔ بعدازاں سوار ہو کر گئے ۔

کرامت - میرے (مصنفؒ) جد شریف کواکب دریہ میں لکھتے ہیں - کہ حضرت ابو العلی ایک لونڈی پر فدا تھے - جب آنحضرت کی بھانجی سے انکا نکاح ہوا - تو آنحضرت کی بھانجی اس لونڈی سے کبیدہ خاطر تھی جیساکہ سوکنیں آپس میں ہوا کرتی ہیں - آخر آنحضرت کی خدمت میں یہ معاملہ عرض کیا گیا - آنحضرت نے توجہ کی تو اسی دن اس عشق نے نفرت کی صورت اختیار کی - اور ابو العلی نے اس لونڈی کو گھر سے نکالدیا ۔

کرامت - آنحضرت کی بیٹی اور شیخ محمد عمر کی بیٹی دونو بیمار ہوگئیں - آنحضرت نے اپنی لڑکی کے حق میں فرمایا کہ مرجائے گی - اور شیخ محمد عمر کی لڑکی کو شفائے کامل کی خوشخبری عطا فرمائی - چند روز بعد آنجناب کی لڑکی فوت ہوگئی اور حضرت محمد عمر کی تندرست ہوگئی ۔

کرامت - میرے (مصنفؒ) قبلہ گاہ فرماتے ہیں - کہ ہمارے گھر میں شادی تھی - میں آنحضرت کو اس شادی میں شامل ہونے کے لئے لینے گیا آنحضرت کے پاس چار گھٹے تھے - بے اختیار میرے دل میں خیال آیا - کہ کیا اچھا ہو کہ آنحضرت یہ گھٹے مجھے عنایت فرمادیں - یہ خیال آتے ہی میری طرف دیکھا اور مسکرا کر فرمایا کہ اگر تمہارا دل چاہتا ہے - تو لے لو - بعدازاں وہ اٹھا کر مجھے عنایت فرمائے ۔

آنحضرت کی کرامات حیطہ تحریر سے خارج ہیں - اب آنحضرت کے چند مکاشفات لکھے جاتے ہیں ۔

ذکر دربیان مکاشفات حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ

حضرت حجۃ اللہ فرماتے ہیں - کہ میں نے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

کو خاص محبوبیت کے حجرے کے اندر دیکھا اور باقی پیغمبروں اور اصفیاء کو اس حجرہ کے باہر دیکھا:۔

مکاشفہ - آنحضرت فرماتے تھے - کہ میں نے قیامت کے روز حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت عروۃ الوثقیٰؒ کو تمام اولیائے امت سے افضل پایا - اور اپنے آپ کو بھی اسی عنوان میں دیکھا:۔

مکاشفہ - آنحضرت فرماتے تھے - کہ میں نے میاں حضرت جیو صاحب یعنی حضرت مروج الشریعت کو حضرت عروۃ الوثقیٰ کی نظیر دیکھا - اور مقام محبوبیت میں انکا شان عظیم دیکھا:۔

مکاشفہ - ایک روز حضرت حجۃ اللہ حضرت قیوم ثانیؒ کی زیارت کے لئے گئے - زیارت سے فارغ ہو کر فرمایا - کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ میرے بھائی مروج الشریعت کی شان اس قدر اعلےٰ وارفع ہے - مجھے حضرت مروج الشریعت اور حضرت قیوم ثانیؒ میں کچھ فرق معلوم نہیں ہوا - صرف اس قدر فرق ضرور ہے کہ حضرت قیوم ثانی باپ ہیں اور حضرت مروج الشریعت بیٹے ہیں:۔

مکاشفہ - آنحضرت فرماتے تھے - کہ میرے منکروں پر جو اپنے آپ کو شیخ کہلاتے ہیں - بلائے عظیم نازل ہوئی - آج رات میں نے اس کے دفعیہ کی کوشش کی:۔

مکاشفہ - آنحضرت فرماتے تھے - کہ مجھے دوبارہ الہام ہوا - کہ میرے منکروں پر سخت مصیبت نازل ہوگی:۔

مکاشفہ - آنحضرت فرماتے تھے کہ مجھے میرے مخلصوں کے حق میں بشارات عظیم عنایت ہوتی ہیں اور مجھے الہام ہوتا ہے کہ تیرے دوست بخشے ہوئے اور سیدھی راہ پر ہیں - نیز الہام ہوا - کہ تیرے اصحاب ہمارے اصحاب ہیں:۔

مکاشفہ - آنحضرت فرماتے تھے کہ مجھے الہام ہوا کہ جو تیرا یار ہے - وہ عذاب دوزخ سے آزاد ہے:۔

مکاشفہ - آنحضرت فرماتے تھے کہ سلوک باطنی بندگان خدا پر فرض ہے:۔

مکاشفہ - آنحضرت فرماتے تھے - کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ حضرت عروۃ الوثقیٰؒ اور انکے فرزندوں کے سوا باقی تمام اولیائے امت سے خواجہ بہاؤالدین نقشبند اور

غوث الاعظمؓ افضل ہیں ؂

حضرت قیوم ثالث رضؓ کے مکاشفات بے شمار ہیں۔ کہاں تک لکھوں۔ یہ چند ایک مکاشفات تبرکاً لکھے گئے ہیں۔ آنحضرت کے مکاشفات آنجناب کے مکتوبات میں مفصل لکھے ہوئے ہیں۔ اور تواریخ کی دوسری کتابوں میں بھی مفصل لکھے ہوئے ہیں ؂

ذکر دربیان

احوال شب و روز و ماہ و سال حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ وبیان عادات و عبادات آنحضرت رضی اللہ عنہ

حضرت حجۃ اللہ کا عمل سنت نبوی کی پیروی تھی۔ رخصت کو اعمال میں بالکل دخل نہ دیتے تھے۔ اور اپنے یاروں کو بھی اسی بات کی تاکید کرتے تھے۔ آنحضرت کا طریق شروع سے لیکر اخیر تک یہ رہا کہ رات کا تیسرا حصہ لیکر بیدار ہوتے۔ بڑی احتیاط سے تازہ وضو کر کے بارہ رکعت نماز تہجد ادا کرتے تھے۔ اس نماز میں سورہ یسین پڑھا کرتے تھے۔ بعد ازاں مراقبہ کر کے اونگھ لیتے تاکہ تہجد بین النومین ہو۔ فجر کی نماز زردی کے وقت یاروں سمیت ادا کرتے تھے۔ پھر حلقہ و مراقبہ کرتے۔ جب سورج اچھی طرح نکل آتا۔ تو مراقبہ سے اٹھکر چار رکعت نماز اشراق ادا کرتے۔ بعد ازاں یاروں کو بلاکر توجہ باطنی دیتے۔ جب تیسرا حصہ دن گذر جاتا۔ تو آٹھ رکعت نماز الضحٰے پڑھتے۔ بعدازاں محل کے اندر تشریف لے جاتے۔ اور بعض وظایف جن کا ذکر احادیث میں آیا ہے پڑھتے۔ دوپہر کیوقت عیال و اطفال سمیت کھانا کھاتے۔ خلفا اور مریدوں کے لئے الگ باورچیخانے میں کھانا تیار ہوتا۔ اور اعلےٰ ادنےٰ سب کو برابر تقسیم ہوتا کھانا کھانے کے بعد سنت نبوی کے مطابق خواب قیلولہ فرماتے۔ پھر جلدی ہی بیدار ہوکر وضو کر کے چار رکعت فی الزوال پڑھتے۔ بعد ازاں ظہر کی نماز ادا کرتے۔ ظہر کے بعد قرآن مجید کی تلاوت کرتے۔ تلاوت کے وقت قرآن شریف کی تفسیر بیان کرتے تھے۔ آنحضرت نزول آیات مختلف معانی سے بیان فرماتے تھے۔ تفسیر میں جناب کی رائے الگ تھی۔ گویا تفسیر کے امام تھے اپنے اجتہاد سے معانی۔ اشارات۔ نکات اور تاویلات قرآن جدا بیان فرماتے تھے۔ ظہر سے عصر تک تلاوت میں مشغول رہتے۔ پھر عصر کی

نماز پڑھکر فقہ حدیث اور مکتوبات حضرت مجدد الف ثانیؒ کے درس کا شغل کرتے۔ پھر نماز مغرب کے بعد چھ رکعت نماز اوابین تین سلام سے ادا کرتے تھے۔ اس نماز میں بار بار سورہ واقع پڑھتے۔ نماز اشراق و الضحیٰ اور فی الزوال میں سورہ یسین پڑہتے۔ اوابین کے بعد وظایف اور اوراد میں مشغول ہوتے۔ اور یاروں کو باطنی توجہ دیتے تھے۔ جب رات کا تیسرا حصہ گذر جاتا۔ تو عشاء کی نماز ادا کرتے۔ سنت اور وتر کے ماہین چار رکعت نماز قیام اللیل اس طرح ادا کرتے۔ کہ پہلی رکعت میں سورہ الم سجدہ دوسری میں دخان تیسری میں سورہ ملک اور چوتھی میں سورہ قیامت پڑہتے۔ حضرت قیوم رابعؒ فرماتے ہیں۔ کہ ہر نماز عشا کے وقت آنحضرت پر مقطعات قرآنی کے اسرار ظاہر ہوتے تھے۔ وتر کے بعد پوری مد سے سبحان الملک القدوس پڑھتے۔ اور چار رکعت دو سلام سے ادا کرتے دیر تک دعا مانگتے بعد ازاں محل میں تشریف لے جاتے۔ تھوڑا سا کھانا تناول فرماکر آدھی رات کے وقت آرام کرتے۔ آنحضرت پانچوں وقت بہت سے خلفا اور مریدوں بمعیت مسجد میں نماز باجماعت ادا کرتے تھے۔ جمعہ کی نماز اول وقت میں پڑھتے تھے۔ دونو عیدوں کی نمازیں عیدگاہ میں جاکر ادا کرتے۔ ماہ رمضان میں تین مرتبہ کلام مجید ختم کرتے۔ ہر تراویح کے بعد دیر تک مراقبہ کرتے۔ آنجناب نے اپنی قیومیت میں کل سات سفر کئے ہیں۔ تین کابل کی طرف ایک دامن کوہ کی سیر کیلئے دو حج کے لئے اور ایک دکن کا سفر۔ ساری عمر میں آنحضرت نے تین مرتبہ حج کیا۔ ایک دفعہ حضرت امام معصومؒ کے ہمراہ اور دو دفعہ بذات خود۔ آنجناب کے دو سفر بھی حج کے لئے تھے۔ ایک کابل کا دوسرے دکن کا۔ آنحضرت نہایت متواضع۔ متورع خاشع اور خاضع تھے۔ مریض کی بیمار پرسی کے لئے بالضرور جاتے۔ بہت سے مریضوں کو آنجناب کی توجہ سے شفا نصیب ہوئی۔ غربا اور مساکین کی دلجوئی کرتے۔ اعلیٰ و ادنےٰ آنحضرت کے نزدیک برابر تھے۔ آنجناب کی دن رات کی عادات و عبادات کے حوال کواکب دریہ اور مناقب نقشبندی وغیرہ کتب تواریخ میں مفصل لکھے ہوئے ہیں۔ اس کتاب میں مفصل لکھنے کی گنجایش نہیں۔ صرف مجملاً تبرک کے طور پر بیان کئے گئے ہیں۔

ذکر در بیان خصائص حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ

حضرت قیوم ثالث کے خصائص بے شمار ہیں۔ قلم کو لکھنے کا یارا نہیں۔ مگر تواریخ کی کتابوں سے چند ایک منتخب کر کے بطور مشتے نمونہ از خروارے لکھے جاتے ہیں۔

خاصہ۔ حضرت حجۃ اللہ کا بدن مبارک جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے بقیہ ضمیر طینت سے بنایا گیا۔

خاصہ۔ آنحضرت قیوم زمان حجۃ اللہ ہوئے۔

خاصہ۔ باوجود ضمنیت کے مقام اصالت آنجناب کو عنایت ہوا۔

خاصہ۔ محبوبیت ذاتی جو خاصہ پیغمبر تھی اور طینت و اصالت محمدی پر موقوف تھی۔ آنحضرت کو مرحمت ہوئی۔

خاصہ۔ حجرہ محبوبیت آنجناب کو عنایت ہوا۔

خاصہ۔ مقطعات قرآنی آنجناب پر مکشوف ہوئے۔

خاصہ۔ خلعت ابراہیمی آنحضرت کو مرحمت ہوئی۔

خاصہ۔ تمام رحمت الہی کا تقسیم کرنا بہ ماتحتی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم عطا ہوا۔

خاصہ۔ آنحضرت امام اور خلیفہ حق تھے۔

خاصہ۔ کئی بڑے بڑے منصب مثلاً قیومیت۔ خلافت۔ امامت۔ قطبیت فردیت۔ غوثیت وغیرہ آنحضرت کو مرحمت ہوئے۔

خاصہ۔ اللہ تعالیٰ نے تمام مذکورہ بالا مناصب آنحضرت کے مریدوں کو بھی عطا فرمائے۔

خاصہ۔ تمام باطنی منازل اور مقامات آنحضرت پر منکشف ہوئے۔

خاصہ۔ پروردگار نے تینوں ولائتیں صغرے۔ کبرے اور علیا۔ کمالات نبوت کمالات رسالت۔ حقیقت کعبہ حقیقت قرآن۔ اور حقیقت نماز وغیرہ آنحضرت کو مرحمت فرمائے۔

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے تمام مذکورہ بالا مقامات اور کمالات آنحضرت کے مریدوں کو عطا فرمائے۔

خاصہ۔ تین مہینے تک جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم حضرت حجۃ اللہ کو ملنے کے لئے ہندوستان تشریف لاتے رہے۔

خاصہ۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو خوشخبری دی کہ سوائے مریدوں کے ستر ہزار آدمی تمہاری سفارش سے قیامت کے دن بخشے جائیں گے :-

خاصہ۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے آنحضرت کے وجود کی اطلاع بخشی اور فرمایا کہ یہ میری طرح ہوں گے :-

خاصہ۔ حضرت عروۃ الوثقیٰؒ نے آنجناب کے حق میں فرمایا تھا۔ کہ جب محمد نقشبند آتا ہے تو میرا جی اس کی تعظیم کو چاہتا ہے :-

خاصہ۔ حضرت مروج الشریعتؒ جیسے بزرگ نے آنحضرت کی قیومیت کو قبول فرمایا :-

خاصہ۔ آنحضرت کے چچا کے بیٹے جنہوں نے حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں سلوک باطنی پورا کیا تھا آنحضرت کے مرید ہوئے :-

خاصہ۔ آنحضرت کے مکشوفات کی نسبت حضرت عروۃ الوثقیٰ نے لکھا ہے۔ کہ انکے تصدیق کی کیا ضرورت ہے لیکن باوجود اس کے میں پھر بھی تصدیق در تصدیق کرتا ہوں :-

خاصہ۔ سوائے چند ایک اشخاص کے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تمام اولاد آنحضرت کی مرید ہوئی :-

خاصہ۔ حضرت قیوم رابعؒ سلطان الاولیا اور خلیفۃ اللہ جیسے شخص جو کمالات محمدی کے مظہر اتم اور خاتم قیومیت ہیں۔ آنحضرت کے پوتے اور مرید۔ یہ خاصہ باقی تمام اصحاب سے افضل ہے۔ کیونکہ اس سبب سے آنجناب کا فیض قیامت تک جاری رہیگا :-

ذکر در بیان وفات حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت قیوم ثالثؒ مدت سے مریض رہتے تھے۔ خاصکر خفقان اور پاؤں کا درد بہت غالب رہتے۔ اس واسطے آنجناب کے قد میں قدرے خم بھی آگیا تھا۔ آخر سال قیومیت میں امراض کا اس قدر غلبہ ہوا کہ ایک کا علاج دوسرے کی مضرت کا باعث ہوتا تھا۔ اور روز بروز تمام امراض کا غلبہ ہوتا گیا۔ ایک روز آنحضرت نے جمعہ کی نماز کے بعد حضرت عروۃ الوثقیٰؒ کے روضہ مبارک میں تمام چھوٹے بڑوں کے سامنے فرمایا۔ کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ تیری عمر اسی سال سے اوپر ہو گئی ہے۔ اور یہ اس امت کی اوسط عمر ہے۔ اگر اور عمر

چاہتے ہو۔ تو دنیا میں رہو۔ اگر چاہتے ہو۔ تو ہمارے پاس آجاؤ۔ سو میں نے لقائے پروردگار اختیار کیا ہے۔ تم سنت نبوی کی پیروی کرتے رہنا۔ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے طریقہ پر پورے پورے پابند رہنا۔ تاکہ تمہاری بہتری ہو۔ منصب قیومیت کے تمام کمالات اس پوتے محمد زبیر کو حاصل ہوئے ہیں۔ تم اس کی اطاعت کرنا۔ اور وعظ و نصیحت کر کے خلوتخانہ میں آئے۔ اور چند مرتبہ مذکورہ بالا نصیحتیں لوگوں کو کہیں۔ حضرت قیوم رابعؒ فرماتے ہیں۔ کہ اتوار کے روز ۲ محرم کو حضرت قیوم ثالثؒ اس محل میں جو آنحضرت کی مسجد کے مقابل ہے۔ فجر کے حلقہ کے بعد بیٹھے تھے کہ اچانک آنحضرت پر ضعف طاری ہوا۔ اسی وقت لوگ آنحضرت کو سوار کر کے دولت خانہ میں لائے۔ ضعف حد سے زیادہ ہو گیا۔ اور دمبدم بے ہوش ہوتے جاتے تھے۔ یہ حالت دیکھکر لوگ گھبرائے۔ اور شور مچ گیا۔ شہر کے تمام چھوٹے بڑے اعلےٰ ادنےٰ سبھی آنحضرت کی خانقاہ میں آجمع ہوئے جب نماز کا وقت ہوا۔ تو آنجناب وضو کر کے مسجد میں آئے۔ اور تمام یاروں سمیت نماز ادا کی۔ اطبائنے اس مرض میں پانی کے استعمال کو منع کیا تھا۔ آنحضرت کو پیاس کا بہتیرا غلبہ ہوتا اور پانی مانگتے لیکن حضرت بیگم حکما کے حکم کے مطابق پانی نہیں دیتی تھی۔ حتیٰ کہ آنجناب کا حلق مبارک خشک ہوتا جاتا تھا۔ اور تکلیف بڑھتی جاتی تھی۔ اور سختی کے باعث بیخودی حد سے زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ اکثر اوقات بے ہوش رہتے۔ صرف نماز کے وقت قدرے افاقہ ہوتا۔ نماز خلوتخانہ میں مخصوص یاروں کے ساتھ ادا کرتے تھے۔ ان دنوں آنحضرت کے دوسرے فرزند شیخ محمد عمر شاہجہان آباد میں تھے۔ جب آنحضرت کو افاقہ ہوتا۔ تو پوچھتے۔ کہ کیا محمد عمر آگیا ہے۔ جمعرات کے روز ۸ محرم کو آنحضرت پر مرض حد سے زیادہ غالب آگیا تمام روز سوائے پانچ وقت کے غش میں رہے۔ جب جمعہ کی رات آئی۔ تو سانس میں تیزی آگئی لیکن بڑے وقار سے وظائف و اوراد پڑھتے رہے۔ کسی قسم کی بیقراری نہ کی۔ آدھی رات کے قریب عشاء تعدیل ارکان کے ساتھ یاروں سمیت نہایت خشوع و خضوع سے پڑھی۔ وتر سے فارغ ہو کر بعض دعائیں جن کا ذکر حصن حصین میں ہے۔ پڑھیں۔ اور چند مرتبہ سورہ یٰسین پڑھی۔ جب رات کا تیسرا حصہ باقی رہ گیا تو تہجد کی نماز ادا کر کے دیر تک فاتحہ پڑھتے رہے۔ بعد ازاں لیٹ گئے۔ سر قطب کی طرف تھا اور چہرہ کعبہ کی طرف تین دفعہ کلمہ شہادت پڑھ کر داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت قیوم رابعؒ نے اسی وقت اپنے جد بزرگوار کی

جبین مبین پر بوسہ دیکر رونا شروع کیا آپکے رونے سے لوگوں کو معلوم ہوگیا کہ آنحضرت کا وصال ہوگیا ہے۔ تمام نے چیخنا چلانا شروع کیا۔ اسی رات تمام اہل شہر آنجناب کی خانقاہ میں جمع ہو گئے۔ اور مارے غم کے مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپ رہے تھے۔ انکے شور و فغاں سے زمین و زماں میں زلزلہ آگیا تھا۔ اس قدر شور و غوغا مچا۔ کہ وزیر خاں والئے سرہند قلعہ کے اندر خوابگاہ میں سویا ہوا تھا جاگ پڑا معلوم کیا۔ کہ حضرت حجۃ اللہؒ دنیا سے سفر کر گئے ہیں۔ اسی وقت دیوانہ وار چیختا چلاتا خانقاہ میں آکر شریک ہوا۔ تمام حضرات مشائخ احمدیہ معصومیہ مارے درد و غم کے بیہوش تھے۔ لوگ حواس باختہ تھے۔ اس حادثہ کی کیفیت خارج از بیان ہے آنحضرت جمعہ کی رات ۲۹ محرم سنہ ۱۱۴۴ ہجری کو اس دار فانی سے دار البقاء کی طرف تشریف لیگئے۔ شمسی حساب کے مطابق ۷ ماہ حمل تھی اور اہل شام کے نزدیک ۱۱ ارقیر اع۔ آنحضرت کی تاریخ حسب ذیل قطعہ سے نکلتی ہے۔ ؎

فغاں از دست ایں چرخ نگونسار	کنم گر مے سزد من کر بارا
کہ ہر ساعت بہ نگے میخراہد	نہد داغ نوی بر دا غہارا
ہنوز آں داغ پیشین بود ناصو	نمک پاشیدہ ریش سینہارا
قلم میریخت چوں قل بقرطاس	زباں تا بود گرم ایں مدعارا
فغاں افتاد در عالم زہر سو	چو شد وقت رحیل اولیارا
بجستم از خرو سال وفاتش	زنامش چار کم کرد او خدارا
بگفتا خواند حق بہر بلا یک	محمد نقشبندؒ پیشوا را ۴

ذکر و بیان

تجہیز و تکفین و تدفین حضرت قیوم ثالث رضی حجۃ اللہ و بنائے روضہ منورہ آنحضرت و بیان واقعاتیکہ بعد وفات آنجناب روئے دادہ اند

جب صبح ہوئی۔ تو لوگوں نے نماز صبح ادا کر کے حضرت قیوم ثالثؒ کو غسل دیا۔ غسل دیتے وقت تمام خلفاء نے سارے کام کئے۔ بعد ازاں تین سفید کپڑوں کا کفن دیا۔ لفافہ قمیص اور تہ بند قمیص کندھوں پر سے پھاڑ دی گئی۔ بعد ازاں جنازے میں رکھا کہتے ہیں۔ جب جنازے کو اٹھایا۔ تو تمام وضیع و شریف اعلے ادنے چھوٹے بڑے سر پیٹتے

روتے چلاتے جنازہ کیساتھ جارہے تھے۔ بڑے بڑے مشائخ علمائے کرام سر پاؤں سے ننگے گریبان چاک کئے ہوئے نعرہ مارتے واحسرتا پکارتے چیختے چلاتے نعش کے گرد اگرد پھرتے تھے۔ جہاں پر حضرت عروۃ الوثقیٰ کی نماز جنازہ ادا کی گئی تھی اسی مقام پر آنحضرت کی نماز جنازہ پڑھی۔ لاانتہا آدمیوں کا مجمع تھا۔ بعد ازاں آنجناب کو اس مکان میں جو قدیم سے آنجناب کی ملکیت تھا۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ مبارک سے شمال کی طرف تین پرتاب کے فاصلہ پر فتح باغ کے قریب دفن کیا۔ میرے (مصنف) حاجی شریف اپنے گاؤں میں جو سرہند سے تیس میل تھا۔ گئے ہوئے تھے۔ آنحضرت کی بیماری کی خبر سنکر روانہ ہوئے۔ جب دفن کر رہے تھے۔ تو پہنچے مرقد کی خاک سر پر ڈالی۔ آپکے آنیسے لوگ اور بھی رونے چلانے لگے۔ آنحضرت کی وفات کے بعد جہان میں تاریکی پھیل گئی۔ اور آفتاب سیاہ ہوگیا۔ دن کو تارے نظر آنے لگے۔ لوگوں کو یقین ہوگیا۔ کہ بس قیامت آگئی۔ حد سے زیادہ گھبرائے جناب الٰہی میں عاجزی کرنے لگے۔ دیر تک تاریکی پھیلی رہی۔ پھر عصر کے وقت دنیا میں روشنی ہوئی پورے دوپہر تاریکی چھائی رہی۔ دس بجے کے قریب سے لیکر چار بجے تک اندھیرا رہا آنحضرت کے مرقد پر نہایت عالیشان خوبصورت روضہ بنوایا۔ اور طرح طرح کے بیل بوٹوں سے آراستہ کیا۔ اور ایک نہایت اونچا گنبد بنوایا جس میں چار برج چاروں کونوں میں تھے۔ ہر ایک برج میں دو حجرے تھے۔ چاروں طرف چار محراب تھے ہر ایک محراب میں روضہ مبارک کا دروازہ رکھا۔ روضہ کے گرد و نواح دس ہاتھ چوڑا چبوترہ بنایا۔ روضہ کے جنوب کی طرف سالکوں کے حلقہ اور مراقبہ کے لئے ایک محل بنوایا۔ اور روضہ کے گرد باغ میں میوہ دار درخت لگائے۔ اور گلزار کے چمن درست کئے۔ آپ آنحضرت کے مقبرہ میں چار قبریں ہیں۔ ایک آنحضرت کی دوسرا آنحضرت کے فرزند محمد عمر کی تیسری آنجناب کی بیٹی کی۔ چوتھی آنجناب کی زوجہ کی۔ آنحضرت کی وفات کے تیسرے دن تمام مشائخ احمدیہ و معصومیہ نے آنحضرت کے لڑکے کو جنہیں آنحضرت نے اپنی زندگی میں اپنا ولی عہد اور قایم مقام مقرر فرمایا تھا مسند ارشاد پر بٹھایا۔ اور حضرت قیوم ثالث کے تمام خلفاء اور مرید حضرت قیوم رابع کے مرید ہوئے اور آنحضرت کو قیوم ماننے لگے۔ حضرت حجۃ اللہ کے جو خلفاء اور مرید مختلف ممالک میں تھے۔ تمام نے حضرت قیوم رابع کی قیومیت کو تسلیم کیا۔ بہت سے اپنے اپنے مقامات سے چلکر سرہند میں آئے۔ اور حضرت قیوم ثالث کی ماتم پرسی کرکے حضرت قیوم رابع کے مرید ہوئے۔ اور بعض لوگ جو حاضر خدمت نہ ہو سکے وہ غائبانہ مرید ہوئے۔ لیکن حضرت

حجۃ اللہ کے وصال کے بعد مشائخ سرہند میں اختلاف پیدا ہوا۔ ہر ایک اپنے آپکو قیوم کہتا تھا۔ اور ہیچ مادیگرے نیست پکارتا تھا حضرت بیگم نے تمام مال و متاع اپنے داماد کو دیکر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا خرقہ اسے پہنایا۔ اور مسند ارشاد پر بٹھا دیا۔ دوسرے بھی اپنے آپ کو قیوم ثالث کا قائم مقام کہکر مسند ارشاد پر بیٹھے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کو قیوم تسلیم نہ کرتے تھے۔ جو خوشخبریاں حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمائی تھیں ان کی تاویلیں کرتے تھے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ نے بھی ان سے کنارہ کشی کی۔ محفلوں اور مجلسوں میں نہ جاتے۔ گوشہ تنہائی اختیار کیا حضرت مروج الشریعت کے فرزند خواجہ محمد پارسا مجلسوں میں علانیہ لوگوں کو کہتے تھے کہ اس وقت قطب جہان قیوم زمان شیخ محمد زبیر ہیں جنہیں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے خوشخبری دیکر اپنا ولی عہد اور قائم مقام مقرر فرمایا ہے۔ لوگو! کیوں جان بوجھ کر انکی قیومیت اور قطبیت کا انکار کرتے ہو۔ بارہا ہم نے سنا ہے کہ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ نے انہیں اس منصب اعظم کی خوشخبری دی ہے۔ اور حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کو فرماتے تھے۔ کہ میں تمہیں قطب و قیوم جانتا ہوں۔ انکی بہت تواضع کیا کرتے تھے۔ اور ان کے حلقہ میں بیٹھا کرتے تھے۔ انہیں دنوں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے دوہتے حاجی فضل اللہ اور بعض اور مشائخ سرہند نے حضرت قیوم رابع کی قیومیت کو تسلیم کیا۔ اور ان سے باطنی فیض اخذ کیا بعد ازاں تمام مشائخ نے حضرت قیوم رابع کی قیومیت کا اقرار کیا۔ جب عالمگیر بادشاہ کو حضرت حجۃ اللہ کی وفات کی اطلاع ہوئی۔ تو بہت غم کیا رو دیا پیٹا۔ اور بارگاہ الٰہی میں دعا کی کہ مجھے اب دنیا سے اٹھا لے۔ تھوڑی مدت بعد بادشاہ فوت ہو گیا۔ ایک تعزیت نامہ معہ تحف و ہدایا حضرت کے پوتے قیوم رابع کی خدمت میں بھیجا۔

ذکر اولاد حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ

آنحضرت کی اولاد چھ لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔ بیٹوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ حضرت ابوالعلی۔ شیخ محمد عمر۔ شیخ محمد کاظم۔ خواجہ عبدالرحیم۔ خواجہ عبدالرحمن۔ میر عبداللہ۔ بیٹیوں کے نام یہ ہیں۔ رحمت الکریم۔ رحمت القیوم مشہور بجیونی بیگم۔ ان کے علاوہ آنحضرت کی اور اولاد بھی تھی لیکن ان کے نام معلوم نہیں ہو سکے۔

حضرت ابوالعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے

کے بڑے بیٹے ہیں ۱۰۶۲ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ لڑکپن سے حضرت عروۃ الوثقیٰ کے منظور نظر تھے۔ آنجناب انہیں اپنے بیٹوں کی طرح پیار کرتے اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے تمام خصائص کی خوشخبری آپ کو عطا فرمائی۔ میرے (مصنف) جد شریف کواکب دریہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت مروج الشریعت فرمایا کرتے تھے۔ کہ حق تعالےٰ نے قرآن شریف میں والد اور ولد کی بھی قسم کھائی ہے چنانچہ فرماتا ہے وَوَالِدٍ وَمَا وَلَدَ۔ ہم حضرت حجۃ اللہ اور ان کے فرزند شیخ ابوالعلی کو اس والد اور ولد کی طرح جانتے ہیں۔ نیز حضرت مروج الشریعت نے آپکے حق میں فرمایا تھا۔ کہ شیخ ابوالعلی کی پیٹھ میں وہ نور بطور امانت رکھا ہے جس کی شعاعوں سے ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں روشن و منور ہیں۔ یہ اشارہ حضرت قیوم رابع کے وجود مبارک کی طرف تھا یعنی حضرت ابوالعلی کی پشت سے ایک فرزند نرینہ ہوگا۔ جو قطبیت و قیومیت کا منصب حاصل کرے گا۔ اور تمام جہان اس کے نور سے منور ہو جائیگا۔ حضرت حجۃ اللہؓ نے اس فرزند کو قیومیت کی خوشخبری دی تھی۔ جب آپنے وفات پائی تو وہ منصب آپ کے فرزند حضرت محمد زبیر قیوم رابع کو ملا۔ ایک روز حضرت حجۃ اللہ نے آپکے حق میں فرمایا۔ کہ اس فرزند کی طرف سے میرا دل مطمئن ہے کیونکہ یہ بچہ انبیاء کا ہمنشین ہے۔ اور میں نے دیکھا ہے۔ کہ الہی لشکر اور تمام مخلوقات اس فرزند کی محبوبیت دیکھنے کے لئے آتی ہے۔ ایک روز آنحضرت نے فرمایا۔ کہ ابوالعلی کا کشف بہت صحیح بلکہ نہایت ہی صحیح ہے۔ جب کبھی آنحضرت کسی شخص کے کسی کام میں توجہ فرماتے تو آپ کو بھی توجہ کرنے کا ارشاد فرماتے۔ اور آپ سے پوچھتے کہ تم پر کیا ظاہر ہوا ہے۔ جو کچھ آپ عرض کرتے اسی کو آنحضرت پسند فرماتے۔ جب بڑے اسرار جو برزخ کبریٰ کے متعلق تھے آنجناب پر ظاہر ہوئے۔ تو آپ کو بھی ان اسرار میں شامل کیا۔ نیز آنحضرت نے آپکو فرمایا۔ کہ تم میرے عدیل ہو اور یہ کہ حضرت مجدد الف ثانیؓ کے تمام کمالات مجملاً اور مفصلاً تم میں پائے جاتے ہیں۔ اور چاروں صفوں میں داخل ہونا تمہیں نصیب ہے۔

شیخ عبدالاحد فرماتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت حجۃ اللہ سے یاروں کے حالات پوچھے۔ ہر ایک کی نسبت کچھ نہ کچھ فرمایا۔ جب حضرت ابوالعلی کی نسبت پوچھا۔ تو فرمایا کہ وہ میری طرح ہے۔ ایک روایت کے مطابق آٹھ سال اور ایک روایت کے مطابق دس سال تک حضرت ابوالعلی برقعہ پوش رہے۔ اس عرصہ میں سوائے حضرت حجۃ اللہؓ کے کسی سے ہمکلام نہ ہوئے۔ بادشاہ ہند نے بہتیری آرزو کی کہ ایک دفعہ مجھ سے ہمکلام ہوں

لیکن آپ نے بالکل کلام نہ کیا۔ کہتے ہیں اس مدت میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اس میں آپ کے سامنے بیٹھے رہتے۔ اسی واسطے آپ نے چہرے پر برقع ڈال رکھا تھا۔ اور کسی سے بات نہ کرتے تھے چنانچہ یہ قصہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے۔ حضرت قیوم ثالث رضی نے آپ کی ولایت کو محمدی القیومی فرمایا ہے۔ حضرت قیوم ثالث نے اپنے بہت سے مریدوں اور خلفاء کو باطنی تربیت کے لئے آپ کے حوالے کیا۔ جو آپ کی توجہ کے سبب قرب الہی کے انتہائی درجہ کو پہنچے۔ آپ سے بے شمار کرامات کا ظہور رہا۔ اگر ان کو لکھا جائے تو ایک ضخیم کتاب بنتی ہے ؞

حضرت قیوم رابع رضی کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں۔ کہ آپ سے دن رات بے شمار خوارق ظاہر ہوتے تھے جو کام میں کرتی آپ سے پوچھ کر کرتی جس طرح آپ فرماتے اس پر عملدرآمد کرتی تھی۔ جس طرح فرماتے اسی طرح ظہور میں آیا۔ حضرت بیگم عموماً ہر معاملہ میں آپ کی رائے پر عمل کرتی تھیں۔ لیکن ان کی غرض یہ تھی کہ کسی طرح آپ کی کشف کو غلط ثابت کریں۔ لیکن آپ کی کشف میں کبھی غلطی نہ ہوئی۔ حالانکہ آپ ہر کام کے لئے وقت مقرر کر دیتے تھے۔ اور وہ کام ٹھیک اسی وقت ہوتا۔ چنانچہ آپ کی کشف کے متعلق چند ایک مقدمات کا بیان گذر چکا ہے۔ ایک یہ کہ بادشاہ ہند کو لکھ دیا۔ کہ حیدر آباد کا قلعہ فلاں روز فلاں وقت فتح ہوگا۔ جو آپ کے لکھے کے مطابق ظہور میں آیا۔ دوسرے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی بیماری کے وقت حضرت بیگم نے حضرت ابو العلی سے شفاء کی بابت پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ مغرب کی نماز کی اذان کے وقت آنحضرت کو پسینہ آئیگا جس سے شفا نصیب ہوگی۔ علے ہذا القیاس اسی طرح میرے مصنف رح جد شریف کو اکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک روز میں حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں بیٹھا تھا اور حضرت ابو العلی بھی موجود تھے۔ میرے دل میں خیال آیا۔ کہ آپ کو کہوں تاکہ آنحضرت کی خدمت میں عرض کریں۔ کہ مجھے توجہ دیں۔ یہ خیال آتے ہی آپ نے میری طرف دیکھ کر آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ میرے بھائی محمد ہادی توجہ کی خواہش کرتے ہیں۔ آنحضرت نے مجھے بلا کر توجہ دی ؞

میرے مصنف رح جد شریف کو اکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ میں ایک سفر کیلئے روانہ ہوا۔ رخصت ہوتے وقت حضرت ابو العلی نے مجھے فرمایا کہ اس سفر میں تمہیں برکت عظیم

نصیب ہوگی۔ واقعی اس سفر میں مجھے بہت ظاہری باطنی برکت نصیب ہوئی۔ نیز میرے جد شریف فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ حضرت ابوالعلیٰ نے مجھے محبوبیت کی خوشخبری دی جب میں حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آنجناب نے بھی مجھے محبوبیت کی بشارت دی۔

حضرت ابوالعلیٰ سے اسقدر کشف و کرامات منسوب ہیں۔ کہ کسی گذشتہ ولی سے ظہور میں نہیں آئیں حضرت ابوالعلیٰ کے فضائل حیطہ تحریر سے بڑھکر ہیں۔ لیکن چند ایک کو تبرکاً ذکر کیا ہے۔ عادات و عبادات میں آپ والد بزرگوار کے قدم بقدم تھے۔ قرآن شریف کے حافظ تھے۔ تراویح میں دو دفعہ قرآن شریف سنایا کرتے تھے۔ اوابین اور تہجد میں ختم کیا کرتے تھے۔ آنجناب کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ حضرت قیوم رابع جیسا شخص آپ کا فرزند تھا۔ ۱۱۰۰ھ ہجری میں اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔ حضرت امام معصومؓ کے روضہ مبارک میں مدفون ہوئے۔ آپ کی اولاد میں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں۔

حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ آپ حضرت ابوالعلیٰ کے بڑے بیٹے اور قیوم وقت اور خلیفہ بر وہ درگاہ ہیں۔ آنحضرت کے خیر مآل احوال الگ دفتر میں لکھے گئے ہیں۔ حضرت ابوالعلیٰ کی بیٹیوں میں سے ایک تاج النساء حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ کے پوتے غلام معصوم سے منسوب تھیں اور دوسری فقیرہ خاتم حضرت مروج الشریعت کے پوتے شیخ محمد علی کی منسوبہ تھیں۔

شیخ محمد عمر۔ آپ حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہؓ کے دوسرے فرزند ہیں آنحضرت کو اس فرزند سے بدرجہ غایت محبت تھی۔ آپ کی استعداد کی تعریف بہت ہی کیا کرتے تھے۔ حضرت ابوالعلیٰ مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں۔ کہ شیخ محمد عمر کو درگاہ صمدیت میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے راہ ہے۔

مناقب نقشبندیہ میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ حضرت حجۃ اللہ نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو معہ تمام صحابہ ایک مجلس میں دیکھا جس میں آنحضرت کے قول کے مطابق شیخ محمد عمر بھی موجود تھے۔ نیز آنحضرت نے فرمایا۔ کہ مجھے الہام ہوا کہ جس طرح تم محمد عمر سے محبت کرتے ہو اسی طرح ہم اسے محبت کرتے ہیں اور اس کی تربیت میں رہتے ہیں۔ حضرت قیوم ثالث فرماتے تھے۔ کہ میرا فرزند شیخ محمد عمر حضرت

خازن الرحمت کے ارتحال کیوقت پیدا ہوا۔ چونکہ اس وقت گذشتہ بزرگان بکثرت تشریف فرما ہوئے تھے امید غالب ہے کہ ان کے کمالات کا ظہور اس مولود میں ہوگا جب آنحضرت پر میدان قیامت ظاہر ہوا۔ تو شیخ محمد عمر کے حق میں فرمایا۔ کہ میں نے اسے میدان قیامت میں بڑی شان و شوکت میں دیکھا۔ شیخ صاحب اعلےٰ درجہ کے ذکی اور سخی تھے۔ بسنہ ۱۰۱۸ ہجری میں وفات پائی حضرت قیوم ثالث رض کے روضہ مبارک کے اندر مدفون ہوئے۔ آپ کی اولاد میں صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی باقی ہیں۔

محمد انس رح ۔ آپ شیخ محمد عمر کے فرزند ہیں لیکن بالغ ہونے سے پہلے ہی ملک بقا کو سدھارے۔

شیخ محمد عمر کی لڑکی فیض جہان بیگم بادشاہ دکن کی بیٹی کے پیٹ سے ہوئی۔ حضرت قیوم رابع رح اس لڑکی کو فرمایا کرتے تھے۔ کہ تیرے دادا صاحب قطب دوران اور قیوم زمان ہیں اور تمہارے نانا جہان کے بادشاہ ہیں۔

شیخ محمد کاظم ۔ آپ حضرت حجۃ اللہ کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ قطع تعلقی میں سے موصوف تھے۔ آپ نے عزلت کو عشرت سے بہتر سمجھا ہوا تھا۔ خلقت کی آمد ورفت بند کر رکھی تھی۔ غربت شکستگی اور بے نفسی آپ کا پسندیدہ طریقہ تھا جب اپنے والد ماجد کے ساتھ سفر کو جاتے تو جہاں جاکر بیٹھتے دن کے وقت وہاں موجود نہ رہتے۔ دولتمندوں اور بادشاہوں کی مجلس میں کبھی نہ جاتے جب جمعہ کے روز نماز کے لئے مسجد میں جاتے۔ تو اخیر صف میں کھڑے ہوتے۔ فرشتہ خصلت تھے۔ دنیا سے آپکو کوئی مناسبت نہ تھی۔ حضرت ابو العلی مناقب نقشبندی میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم ثالث رض نے فرمایا۔ کہ مجھے الہام ہوا۔ کہ محمد کاظم میرا خاص مقبول ہے اور یہ کہ میری نظر رحمت اس پر ہے۔ نیز مناقب نقشبندی میں لکھا ہے۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ محمد کاظم بڑا ولی اللہ ہے۔ ایک روز شیخ محمد کاظم نے جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے از راہ لطف وکرم آپ کو خلعت فاخرہ عطا فرمائی نیز شیخ محمد کاظم کو الہام ہوا کہ ہم تم سے کسی قسم کی باز پرس نہیں کریں گے۔ اور یہ کہ ہم نے تمہارے دل کو نور محمدی سے منور کیا۔ حضرت قیوم ثالث رض نے آپکو حضرت مجدد الف ثانی رح کی عمدہ بشارات عنایت فرمائیں

شیخ محمد کاظم نے آخری عمر میں اورنگ آباد میں سکونت اختیار کی حضرت قیوم رابعؒ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم ثالثؒ اورنگ آباد سے رخصت ہوئے۔ تو اپنے مریدوں کو فرمایا کہ محمد کاظم کے پاس آیا کرو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ جناب ہم تو حاضر ہوتے ہیں لیکن انکا دیدار نصیب نہیں ہوتا۔ آپ ۱۱۲۵ھ سنہ ہجری کو اورنگ آباد میں اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ وہیں مدفون ہوئے آپ کی اولاد میں سے کوئی زندہ نہیں ؂

خواجہ عبدالرحمنؒ ۔ آپ حضرت قیوم ثالثؒ کے چوتھے فرزند ہیں۔ پانچ سال کی عمر میں مستقط میں لوگوں پر فدا ہو کر وفات پائی۔ چنانچہ یہ واقعہ اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے

خواجہ عبدالرحیم ۔ آپ حضرت حجۃ اللہؒ کے پانچویں فرزند ہیں۔ آپ بھی سات سال کی عمر میں مستقط میں لوگوں پر فدا ہو کر راہئے ملک بقا ہوئے ؂

میر عبداللہ ۔ آپ حضرت قیوم ثالثؒ کے چھٹے فرزند ہیں۔ آپکی پیدائش کے روز حضرت قیوم ثالثؒ نے فرمایا کہ اس بچے میں قطب الاقطابی کی استعداد ہے اس واسطے ابوالعلی کو غیرت آئی اور دعائے بد کر کے اس فرزند کو ہلاک کیا۔ کیونکہ یہ منصب آپ کے لئے مقرر ہو چکا تھا جیسا کہ آنحضرت کے اکیسویں سال قیومیت میں مفصل بیان ہو چکا ہے ؂

حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی بیٹیوں سے ایک امت الکریم نام حضرت محمد صبغۃ اللہ کے بیٹے شیخ ابوالقاسم سے منسوب تھی۔ دوسری امت القیوم المعروف بہ جیونی بیگم صاحب شیخ عبدالاحد کے بیٹے شیخ محمد تقی کی منسوبہ تھیں۔ اب حضرت قیوم ثالث کی اولاد نرینہ صرف حضرت قیوم رابع سے ہے۔ اور اولاد دختری جیونی بیگم صاحب سے

ذکر دربیان خلفائے حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہؒ

حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے خلفاء بے شمار ہیں۔ آنحضرت نے کئی ہزار آدمیوں کو خلافت دی۔ کہاں تک کے حالات لکھے جائیں۔ ان میں سے چند ایک جو نہایت مشہور ہیں۔ اور جن میں سے ہر ایک کے ہزاروں مرید ہیں۔ ان میں سے بھی انتخاب کر کے بعض کے حالات مجملاً بیان کرتا ہوں۔ ان میں سے اول وہ ہیں۔ جو حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد میں سے آنحضرت کے مرید ہوئے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ میرے (مصنفؒ) کے جد امجد شیخ محمد ہادی

بمعہ فرزندوں کے آنحضرت کے مرید ہوئے۔ حضرت مروج الشریعت کے فرزند خواجہ محمد پارسا شیخ محمد سالم حضرت محمد اشرف کے فرزند شیخ روح اللہ شیخ محمد حیات اور شیخ محمد ثانی الحال حضرت خازن الرحمت کے فرزند شیخ سعد الدین۔ شیخ عبد الاحد۔ شیخ خلیل اللہ۔ شیخ محمد یعقوب اور شیخ محمد تقی۔ حضرت شیخ محمد یحیٰی کے فرزند شیخ ضیاء الدین یوسف اور شیخ فقر اللہ حضرت خواجہ محمد صادق کے پوتے شیخ محمد عابد اور ان کے دوسرے بھائی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کے دہتے حاجی فضل اللہ۔ حضرت خازن الرحمت کے دہتے شیخ حکیم اللہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین یہ سب سرہند کے بڑے شیخ ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے ہزارہا مرید ہیں۔ یہ سارے مع اپنے فرزندوں کے حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے غرض حضرت محمد صبغۃ اللہ حضرت شیخ سیف الدین اور حضرت محمد صدیق کے فرزندوں کے سوا حضرت **مجدد الف ثانی** رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد حضرت قیوم ثالث رضؓ کی مرید ہوئی چونکہ ان بزرگوں کے حالات اس کتاب کے دوسرے حصے میں لکھے گئے ہیں۔ اس واسطے دوبارہ نہیں لکھے گئے۔ صرف ان کے اسماء گرامی پر اکتفا کی گئی ہے آپ آنحضرت کے باقی خلفاء میں سے چند ایک کے مجمل حالات بیان کئے جاتے ہیں ؛

شیخ عبد الکریم رحؒ۔ آپ حضرت حجۃ اللہ رضؓ کے بڑے خلیفہ ہیں۔ آنحضرت نے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضؓ کے طریقہ کی انتہائی خوشخبریاں عطا فرمائیں۔ خلافت عنایت فرمائی۔ شیخ صاحب سے ہزارہا لوگوں نے باطنی فائدہ اٹھایا اور قرب پروردگار حاصل کیا۔ شیخ صاحب سے کرامات وخوارق عادات بکثرت ظہور میں آئے چنانچہ ایک دن ایک دولتمند آپکے پاس آیا۔ تو آپ نے چنداں پرواہ نہ کی۔ وہ ناراض ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے آدمیوں کو کہنے لگا۔ کہ آجکل درویش اپنی مشیخیت کے گھمنڈ میں دولتمندوں کی ذرا پرواہ نہیں کرتے۔ یہ کہتے ہی اس کے پیٹ میں درد اٹھا جس سے وہ بہت عاجز ہو گیا۔ سمجھا کہ یہ شیخ صاحب کا تصرف ہے۔ حاضر خدمت ہو کر معافی مانگی اور اپنی شفا کے لئے التجا کی۔ شیخ صاحب نے دعا کی تو وہ تندرست ہو گیا ؛

حاجی عبد اللہ خوشبائی۔ آپ حضرت حجۃ اللہ کے بڑے خلیفہ ہیں۔ آنحضرت کی خدمت میں سلوک باطنی انتہائی درجے تک حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ کے مرید ہونے کا قصہ پہلے درج ہو چکا ہے۔ حضرت قیوم ثالث رضؓ نے

تمام قوم خوشبائی آپ کے حوالے کی۔کہ ان لوگوں کی تربیت کرنا۔بہت لوگ آپ کے طفیل صاحب کمال ہوئے۔ایک روز ایک آدمی اپنے ایک اندھے بیٹے کو حاجی صاحب کی خدمت میں لایا اور دعائے شفا کے لئے درخواست کی حاجی صاحب نے قرآن شریف کی چند آیتیں پڑھ کر دم کیا۔ تو فی الفور اس کی آنکھیں روشن ہوگئیں۔اس قسم کی کرامات حاجی صاحب سے بکثرت منسوب ہیں۔

حاجی عبدالغفار سجانی۔آپ حضرت حجۃ اللہؓ کے بڑے خلیفہ ہیں۔آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت میں بقیہ تمام حاصل کر کے خلافت پائی۔آپ صاحب کرامات ظاہرہ وخوارق باہرہ تھے۔آنحضرت نے قوم سجانی کو تربیت کے واسطے حاجی صاحب کے سپرد کیا۔بہت لوگوں نے حاجی صاحب سے فیض اخذ کیا اور عجیب وغریب حالات پیدا کئے۔

خواجہ مرزا۔آپ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مخصوص خلیفہ ہیں۔آپ کابل کے بزرگ زادوں میں سے تھے۔بے شمار لوگ آپکے معتقد تھے۔آپ نے سلوک باطنی آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔آنحضرت رضی اللہ عنہ نے قوم اعز کو آپ کے حوالے کیا۔بہت سے لوگوں نے آپ سے ہدایت پائی اور قرب الٰہی حاصل کیا۔خواجہ صاحب صاحب تصرف تھے۔اور جذبہ نہایت قوی تھا۔

خواجہ خسرو۔آپ بھی کابل کے بزرگ زادوں میں سے ہیں حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے معتبر خلیفہ تھے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ہزارہا آدمیوں کو آپ سے فیض حاصل ہوا۔اور فنا و بقا حاصل کی خواجہ مذکور صاحب کرامات واستقامت تھے۔

خواجہ میر۔آپ خواجہ عبدالصمد کے فرزند اور حضرت امام معصومؓ کے خلیفہ تھے۔حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مخصوص یار تھے۔آنحضرت رضی اللہ عنہ نے آپ کو اس طریقہ کی عمدہ بشارات عنایت فرمائیں۔اور خلافت عطا فرمائی۔بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔اور فیض یاب ہوئے۔

حاجی پائندہ بائی۔آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے نہایت

ہی کامل خلفاء سے تھے۔ آپ نے سلوک باطنی بقید تمام آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ شریعت و طریقت کے بڑے پابند تھے۔

حاجی قلندر۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ ہیں۔ سلوک باطنی ابتداء سے انتہا تک آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ صاحب جذب و تصرف تھے طریقہ احمدیہ کے بڑے پابند تھے۔

صوفی سکندر خوشابی۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مخصوص یار تھے۔ آنحضرت نے آپ کو اس طریقہ کی عمدہ بشارات عنایت فرمائیں۔

شیخ ابوالقاسم۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مشہور خلیفہ ہیں۔ نہایت مستقیم الاحوال تھے۔ مقبول عام تھے۔ لوگوں نے آپ سے بہت فوائد حاصل کیے۔

ملا گدا۔ آپ حضرت حجۃ اللہؒ کے معتبر اصحاب سے ہیں۔ صاحب استقامت و کرامت تھے۔ بہت لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ اور عجیب و غریب حالات و مقامات پیدا کیے۔

حافظ احمد۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مخصوص یار تھے۔ سلوک باطنی آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔

صوفی عبدالوہاب۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے خاص خلیفہ تھے۔ صاحب تصرف و جذبہ قوی تھے۔

شاہ عبداللہ نزرباری۔ آپ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ تھے۔ جب آنحضرت سلطان ہند سے رخصت ہوئے۔ تو بادشاہ نے خواہش ظاہر کی کہ جناب اپنے کسی خلیفہ کو یہاں چھوڑتے جائیں تاکہ اس کی صحبت سے مستفید ہو سکوں۔ آنحضرت نے شاہ عبداللہ کو بادشاہ کے پاس چھوڑا۔ بادشاہ نے شاہ عبداللہ سے بہت استفادہ کیا۔ اور شاہی لشکر کے بہت آدمی آپ کے مرید ہوئے۔ آخری عمر میں آپ نے ملک دکن کے ایک گاؤں نزربار میں سکونت اختیار کی اور وہیں وفات پائی۔

شیخ الاسلام مدنیؒ۔ آپ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ کے بڑے خلیفہ اور عرب کے مشہور شیخ ہیں۔ آپ کے مرید ہونے کا حال پہلے بیان ہو چکا ہے سفر حج کی اثناء میں آپ مرید ہوئے تھے۔ سلوک باطنی آنحضرتؒ کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی عمدہ عمدہ بشارات حاصل کیں۔ آنجناب نے رخصت کیوقت آپ کو اس ولایت کا خلیفہ بنایا۔ اس ملک کے ہزارہا لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ اور کمالات باطنی حاصل کئے ❊

شیخ العرب۔ آپ حضرت حجۃ اللہ رضؓ کے بڑے خلیفہ اور ملک عرب کے مشہور شیخ ہیں۔ جب آنحضرت دوسری مرتبہ حج کے لئے تشریف لے گئے تو آپ مرید ہوئے۔ سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ اہل عرب آپ کے مرید ہوئے۔ آپ طریقہ احمدیہ کے بڑے پابند تھے ❊

شیخ عبد الکریم یمنی۔ آپ یمن کے رئیس تھے۔ آپکو خواب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ خواجہ محمد نقشبند اس وقت کے قطب الاقطاب ہیں۔ جاکر ان کے مرید ہو۔ آپ حسب بشارت فیض اشارت حضرت حجۃ اللہ کے مرید ہوئے اور سلوک باطنی حاصل کیا۔ جب آنحضرت مسقط سے عرب کی طرف روانہ ہوئے۔ تو شیخصاحب کو خلافت دیکر مسقط میں چھوڑا۔ شیخ صاحب کو وہاں قبولیت تامہ نصیب ہوئی اور وہیں وفات پائی۔

شیخ محمد سیالکوٹی۔ آپ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے معتبر یار ہیں۔ پہلے آپ حافظ نور محمد کے مرید تھے۔ جب خود حافظ صاحب آنحضرت کے مرید ہوئے تو شیخ محمد بھی آنجناب کے مرید ہو گئے اور بقیہ تمام سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ چونکہ بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ اور مشیخت کا سلسلہ بڑھ گیا۔ اس لئے حافظ صاحب سے منحرف ہو گئے۔ حافظ صاحب نے غیرت میں آکر آپکے باطن پر کدورت ڈالدی۔ حضرت قیوم رابعؒ فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت قیوم ثالث رضؓ حج سے واپس آئے۔ تو شیخ محمد دکن میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے وطن کی بدمزگی عرض کی۔ آنجناب نے القائے نورانیت فرمایا۔ اور حکم دیا کہ حافظ صاحب کو راضی کرو۔ تب تمہارا باطن صاف ہوگا۔ بعد ازاں حافظ صاحب سے معافی

مانگی۔ لیکن پھر حافظ صاحب اور آپ کے درمیان رنجش ہوگئی جو مرتے دم تک رہی۔

خواجہ عبدالرحمن بدخشی ۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے مخصوص یار تھے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ ایک رات میں نے خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ کو خواب میں دیکھا۔ جو مجھے فرماتے ہیں۔ کہ خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ محبوب خدا ہے جو اس کا مرید ہوگا۔ نجات پائے گا۔ یہ خواب دیکھ کر میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور شرف بیعت سے مشرف ہوا۔ اور سلوک باطنی پورا کر کے خلافت پائی۔ آنحضرت نے مجھے بدخشاں روانہ فرمایا۔ وہاں ہزارہا لوگ مرید ہوئے

شیخ عبداللطیف ۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی انتہائی درجے تک حاصل کر کے خلافت پائی۔ بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ آپ نے بہت سے درویشوں کو لیکر دکن کے جاتے ہیں سمندر کے کنارے پر سکونت اختیار کی۔ اور زاہد و تارک الدنیا ہو کر زندگی بسر کی۔ آپ صاحب کرامات و خوارق تھے۔

شیخ عبدالرزاق ۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ معتبر یار تھے سلوک باطنی بقید تمام آنحضرت کی خدمت میں رہکر حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ نے مشرقی ہند میں سمندر کنارے سکونت اختیار کی۔ آپ کی مشیخیت اس علاقے میں بکثرت ہوئی۔ اس ملک کے تمام سردار اور سرکش آپ کے مرید ہوئے۔ آپ طریقہ احمدیہ پر ثابت قدم تھے۔

شیخ امام الدین رومی ۔ آپ حضرت حجۃ اللہ کے بڑے جلیل القدر خلیفہ تھے۔ ایک دفعہ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے۔ ایک رات جب مرض کا بہت غلبہ ہوا۔ تو شیخ صاحب ساری رات خدمت میں کھڑے رہے آنحضرت نے مہربان ہو کر خلافت عطا فرمائی۔ اور ملک روم کی قطبیت کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ اور اس طرف روانہ کیا۔ شیخ صاحب کو اس ملک میں شہرت عظیم نصیب ہوئی وہاں کے بڑے بڑے اکثر رئیس آپ کے مرید ہوئے۔

خواجہ باباصوفی ترکستانی ۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ ہیں۔ مدت تک آنحضرت کی خدمت میں رہے۔ آنجناب نے آپکو

عمدہ بشارات عنایت کر کے خلافت عطا فرمائی اور ترکستان کی طرف رخصت فرمایا۔ کہتے ہیں۔ جب خواجہ باباصوفی ترکستان پہنچے۔ اور ترک بکثرت جمع ہوئے تو خواجہ صاحب نے ایک ہی نگاہ میں سب کو بے حال کر دیا مرغ نیم بسمل کیطرح تڑپنے لگے۔ جب دیر بعد ہوش میں آئے۔ تو تارک الدنیا ہو کر خواجہ صاحب کی خدمت میں رہنے لگے۔ اور سب کے سب صاحب کمال ہوئے۔

خواجہ ابوالعباس کاشغری۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے بڑے خلیفہ ہیں۔ آنحضرت نے خواجہ صاحب کو سلوک کی انتہائی درجہ کی بشارات عنایت فرمائیں۔ اور خلافت عطا کر کے کاشغر کی طرف رخصت کیا۔ خواجہ صاحب کو وہاں قبولیت عظیم نصیب ہوئی۔ اس ملک کے ہزارہا باشندے آپکے مرید ہوئے۔ اور وہاں کے رؤسا حلقہ بگوش غلام بن گئے۔ کہتے ہیں ایک روز خواجہ صاحب کاشغر میں بیٹھے تھے۔ اور وہاں کے اکثر رؤسا حاضر خدمت تھے۔ کہ بے اختیار خواجہ صاحب کی زبان سے نکل گیا کہ میں محبوب خدا اور اس ملک کا قطب ہوں۔ آپ کا فرمانا تھا کہ درختوں سے آواز آئی کہ آپ سچ کہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو اس ملک کا قطب مقرر کیا ہے۔ اور اپنی محبوبیت آپ کو عطا فرمائی ہے۔ سات مرتبہ یہی آواز درختوں میں سے آئی۔ بعد ازاں درختوں نے کھڑے ہو کر کہا۔ کہ ہم آپ کی قطبیت کو قبول کرتے ہیں لوگ یہ حالت دیکھ کر خواجہ صاحب کے بڑے پکے معتقد ہو گئے۔ اور وہاں کے تمام باشندے آپکے مرید بن گئے۔

حضرت **قیوم ثالث** رضؓ کے خلفاء کے حالات کہاں تک لکھوں۔ قلم اُن کی تحریر سے عاجز ہے۔ صرف اگر اُن کے نام ہی لکھوں۔ تو بھی دفتر درکار ہے صرف چند ایک کے حالات لکھے گئے ہیں۔ تاکہ پڑھنے والے کو گراں نہ گذرے۔ اگر کسی کو آنحضرت کے خلفاء کے حالات دیکھنے منظور ہوں۔ تو مناقب نقشبندیہ اور کواکب دریہ میں دیکھے۔ ان کتابوں میں مفصل حالات مندرج ہیں۔ لیکن اس مختصر کتاب میں تفصیل کی گنجائش نہیں۔ اب یہاں سے حضرت قیوم ثالث رضؓ کے ہمعصر علما۔ مشائخ شعرا اور سلاطین کے حالات مجمل طور پر لکھے جاتے ہیں۔

ذکر در بیان

تتمہ احوال علماء و مشائخ و شعرا و سلاطین کہ ہمعصر حضرت قیوم ثالث رحمۃ اللہ بودند

شیخ پیر محمد سلونی ؒ۔ شاہجہان آباد سے پچیس منزل مشرق کی طرف سلون نام ایک شہر ہے۔ آپ یہاں کے رہنے والے ہندوستان کے مشہور شیخ تھے۔ ہندوستان کے ہزارہا باشندے آپ کے مرید ہوئے۔ آپ کے حالات نہایت عالی قدر تھے۔ زہد و توکل آپکا پسندیدہ طریقہ تھا۔ آپ شیخ عبدالکریم کے خلیفہ تھے۔ حضرت حجۃ اللہ کی قیومیت کو آپ نے تسلیم کیا۔ حضرت قیوم رابع فرماتے ہیں۔ کہ شیخ پیر محمد نہایت عزیز الوجود تھے

شیخ عبدالرزاق۔ کہتے ہیں آپ صاحب جذبہ تھے۔ بہت سے علما آپ کے مرید ہوئے۔

بابا مسافر۔ آپ صاحب نسبت تھے۔ دکن میں آپکی مشیخیت کا چرچا بکثرت تھا اکثر قلندر اپنے آپ کو بابا مسافر سے منسوب کرتے ہیں۔

سید ابراہیم گیلانی۔ آپ حضرت شیخ الجن و الانس شیخ عبدالقادر گیلانی کے فرزندوں میں سے ہیں اپنے اصلی وطن خاماں سے ہند میں آئے۔ آپ صاحب حالات بلند و مقامات ارجمند تھے۔ آپ سے کرامات و خوارق بکثرت ظہور میں آئے۔ آپکے ایک مخلص امیر نے مہم پر جاتے ہوئے آپ سے فتح کی درخواست کی۔ آپنے فرمایا اس جنگ میں یا تم مارے جاؤ گے یا بھاگ جاؤ گے۔ امیر نے عرض کیا۔ میں ہمیشہ جناب کی خدمت کرتا ہوں صرف اسی خاطر کہ ایسی مصیبت کے وقت آپ کام آئیں۔ آپنے فرمایا جاؤ میں نے اس سختی کو اپنی جان پر لیا تمہیں فتح نصیب ہوگی۔ لیکن میں اس جہان میں نہیں رہوں گا جس محل میں آپ بیٹھے تھے۔ وہ گرا اور آپ کا وصال ہوگیا۔ اس امیر کو فتح نصیب ہوئی۔ آپ کی قبر اورنگ آباد میں ہے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے بیٹے نے وطن سے آکر ہند میں سکونت اختیار کی۔ دنیاوی مال بکثرت جمع ہوا۔ اور اولاد بھی بہت ہوئی۔ سید ابراہیم کے پوتے سید داؤد اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر کاربند ہیں آپ فرماتے ہیں کہ ہم سے پہلے ہمارا کوئی بھائی یعنی حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی

اولاد میں سے کوئی ہندوستان میں نہیں آیا۔

میر خورد استانفی۔ کابل کے مفصلات میں استانفا ایک گاؤں ہے آپ اس علاقے کے مشہور شیخ ہیں۔ صاحب حالات عالیہ اور جذب قوی تھے۔ بہت سے لوگ آپ کے معتقد تھے۔ بعض کو آپ نے خلافت بھی دی۔ لوگ بہت سی کرامات اور خوارق کو میر صاحب سے منسوب کرتے ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثالثؒ کے معتقد ہوئے اور آنحضرت سے باطنی توجہات حاصل کیں۔

خواجہ نصر اللہ بلخی۔ آپ بلخ کے مشہور اشخاص میں سے ہیں صاحب حالات بلند تھے۔ وہاں کے بہت سے باشندے آپ کے معتقد تھے۔ آپ نے حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی قیومیت کو تسلیم کیا۔

سید حسن دہلوی۔ آپ دہلی کے بڑے شیخ ہیں۔ لیکن نہایت نڈر۔ جو کچھ زبان پر آتا کہہ ڈالتے۔ اور لوگوں کو متنفر بنا دیتے۔ لیکن اس طریق کے ہوتے بھی بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ آپ سے بہت سی کرامات ظہور میں آئیں۔ کہتے ہیں۔ آپ اسماء دعوت کے عالم تھے۔ آپ کے حالات باطنی عمدہ تھے۔

شیخ محمد وارث۔ میرے (مصنفؒ) والد بزرگوار فرماتے ہیں۔ کہ جوانی کے دنوں میں میں اپنی وضع تبدیل کر کے شیخ محمد وارث کے پاس گیا۔ اس وقت آپ حدیث کا سبق پڑھا رہے تھے۔ مجھے دیکھ کر فرمایا کہ جواہرات سنگریزوں میں چھپے نہیں رہتے۔ واقعی آپ صاحب حال اور صاحب استقامت تھے۔

فتح قلندر۔ آپ سلسلہ قلندریہ کے نہایت عزیز الوجود صاحب جذبہ اور صاحب کرامات و استقامت شیخ تھے لوگوں نے آپ سے باطنی فائدہ اٹھایا۔

ملا شاہ۔ آپ شاہ میر لاہوری کے خلیفہ ہیں۔ اپنے پیر کی طرح تفرید و تجرید میں ثابت قدم تھے۔ اور وحدت وجود کے مشرب میں مستغرق تھے۔

محب اللہ الہ آبادی۔ بعض نے آپ کو قبول کیا۔ اور ان کی رائے ہیں وہ صاحب کمال تھے۔ لیکن بہت آپ کے منکر تھے اور آپ کو ملحد کہتے تھے کیونکہ آپ کی مصنفہ کتاب میں وجود باری کا اثبات مندرج ہے۔ کہ اگر وجود کو فرض کریں تو انہیں افراد عالم میں ہے سو واقعی یہ عقیدہ کفر محض ہے۔ اسی بات پر حضرت حجۃ اللہ نے

محب اللہ کے خلیفہ محمدی کو قید کرایا تھا۔ بلکہ وہ قید ہی میں مرگیا چنانچہ اسکا حال پہلے لکھا گیا ہے۔

محمد سعید افغان۔ آپ شیخ اسمعیل کے خلیفہ ہیں۔ اپنے پیر کی طرح صاحب استقامت تھے۔ بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔

شیخ محمد چشتی۔ آپ شیخ عبد العزیز چشتی کے خلیفہ صاحب انکسار و افتقار تھے صفائے باطنی میں مشہور تھے۔

ملا قطب الدین۔ آپ ولایت مشرق کے مشہور عالم تھے آپکے ہزارہا شاگرد تھے اور سینکڑوں طالب عالم مدرسہ میں تعلیم حاصل کرتے تھے۔ بہت سے لوگ آپ سے فارغ التحصیل ہوئے۔

قاضی شہاب۔ آپ مشرق کے بڑے عالم تھے۔ بہت لوگوں نے ظاہری علم میں آپ سے فائدہ اٹھایا اور بعض فارغ التحصیل بھی ہوئے۔

سید محمد کال قومی۔ آپ پیر ابو العلیٰ کے خلیفہ ہیں۔ بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ اپنے پیر کے طریقہ پر ثابت قدم تھے۔

شاہ جلال۔ آپ بھی پیر ابو العلیٰ کے خلیفہ ہیں۔ صاحب ذوق و وجد تھے بہت لوگ آپ کے معتقد تھے۔

ملا محب اللہ۔ آپ علمائے مشرق میں سے سب سے بڑھکر تھے کتاب سلم مسلم آپ کی تصنیف ہے۔ بیشمار لوگ ظاہری علم میں آپ سے مستفید ہوئے۔

ملا نور محمد مدقق۔ آپ ہندوستان کے معتبر عالم تھے۔ بہت لوگوں نے آپ سے علم ظاہر حاصل کیا۔ بلکہ اکثر فارغ التحصیل ہوئے۔

ملا یعقوب۔ آپ شاہجہان آباد میں بڑے عالم شمار ہوتے تھے۔ بہت لوگوں نے آپ سے علم ظاہری حاصل کیا۔ اور بعض فارغ التحصیل بھی ہوئے۔

حسب ذیل شعراء حضرت قیوم ثالث رض کے ہمعصر تھے۔ مرزا بیدل۔ غنیمت منیر۔ راضی۔ خاشع۔ واثق۔ شایق۔ وغیرہ ان میں سے بیدل کی مثنوی۔ رباعیات اور دیوان مشہور رہے۔ چنانچہ یہ غزل اسی کے دیوان کی ہے۔ ؎

ستم است گر ہوست کشد کہ بہ سیر سرو چمن در آ　　تو زغنچہ کم ندمیدۂ در دل کشا بچمن در آ

یکدم آئینہ ہائی کہ زفرصت ایں ہمہ غافلی تونگاہ دیدۂ بسملی مشرہ واکن وبکفن درآ
پے نافہائے رمیدۂ بو مپسند زحمت جستجو توبیاد حلقہ چوزلف او گرہے خوردہ ختن درا

کہتے ہیں مرزا بیدل نے دس لاکھ شعر کہے ہیں۔ گذشتہ اور موجودہ شاعروں میں سے اس قدر شعر کسی نے نہیں کہے۔ غنیمت کی مثنوی نیرنگ عشق بہت مشہور ہے۔ جس کا مطلع یہ ہے ۔۔ ؎

بنام شاہد نازک خیالاں عزیز خاطر آشفتہ حالاں

مرزا باقی مثنوی میں بہت مشہور ہے۔ یہ شعر دیوان منیر کے ہیں ۔۔ ؎

ما برنگ شیشہ صاحب مشرب آزادہ ایم صاف دل مانند شبنم سادہ دل چوں بادہ ایم
چوں حباب بادہ از مستی دریں بزم نشاط رفتہ ایم از خویشتن تا چشم را بکشادہ ایم
نام ما مردو و طالع قسمت ما خون و غم ما و غم گویا کہ ہر دو رنگ مادر زادہ ایم

شاہجہان آباد کے حاکم قلعہ دار عاقل خاں کی مثنوی جس میں مدہ مالت کا قصہ نظم کیا ہے۔ اور جس میں اپنا تخلص رضی ظاہر کرتا ہے۔ بہت مشہور ہے۔۔

حضرت **قیوم ثالث** رضی اللہ عنہ کے ہمعصر بادشاہ حسب ذیل تھے

ہندوستان میں عالمگیر بادشاہ۔ عالمگیر کو یہ شرف حاصل ہے۔ کہ اس نے چاروں قیوموں کی زیارت کی۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے وقت اس کی عمر دس سال کی تھی۔ اور آنحضرت کی زیارت اس نے کی تھی۔ حضرت **قیوم ثانی** رض اور قیوم ثالث رض سے اس نے فیض باطنی اخذ کیا۔ حضرت قیوم رابع کی بھی زیارت کی۔ بلکہ انکی قیومیت کے وقت زندہ تھا۔ تین قیوم اس کی سلطنت میں ہوئے۔ توران میں سبحان قلی خاں آنحضرت کا ہمعصر تھا۔ یہ بھی آنجناب کا مرید تھا۔ ایران میں شاہ حسین بادشاہ تھا۔ یہ بھی آنحضرت کا معتقد تھا۔۔

تمت بالخیر

۲۳ - رمضان المبارک ۱۳۳۵ ہجری